١٣٠٥ع

١٩٤٣ء

الحق اليقين

في جواب

الكلام المبين

۱۳۰۵ء

قُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ
اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقاً

دلا تا بزرگی نیاری بدست ٭ بجای بزرگان نباید نشست

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ

اَلحَقُّ الیَقِین

فی جواب

اَلکَلَامِ المُبِین

جسمین مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر اور ترک اسلام اور آیات متشابہات اور الکلام المبین کی ۱۰۲ غلطیین نمبروار لکھی گئی ہین اور ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تا وقتیکہ غلطیون سے رجوع نہ کرے اہل سنت سے نہین ہے۔ مصنفہ حکیم ابو تراب محمد عبد الحق ساکن امرتسر بازار صابونیان در ماہ شعبان ۱۳۲۰ھ

مطبع ضیاء الاسلام امرتسر
مین چھپا

قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی محمد سید المرسلین وقاطع دابر الملحدین وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المتقین الظاہرین ومن تبعہم الی یوم الدین صلوۃ دائمۃ بدوام السموات والارضین

اما بعد پس کہتا ہے اللہ کے سب بندون سے ناچیز بندہ ابو تراب **محمد عبد الحق** المعروف طبیب ابن مولانا وبالفضل اولینا جامع کمالات ظاہری وباطنی مولوی **عبد العزیز** صاحب دینانگری ثم امرتسری کہ تبدل زمانہ سے زمانیات کا تغیر ایسا بدیہی امر ہے کہ اسمین کسی اہل علم کو انکار نہین گویا سبکا اسپر اتفاق ہے۔ زمانہ حال مین جسقدر مذہبی معاملات مین آزادی ہے۔ تواریخ شاہد ہے کہ اسقدر پچھلے زمانہ مین نہ تھی یہہ اوسی امر کا نتیجہ ہے جسکا اوپر ذکر ہو چکا اب تو کیفیت یہہ ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے وارد جس شخص کی عقل کسی چیز کو پسند کرتی ہے خواہ فی نفسہ اچھی ہو یا بری اوسکو قبول کر لیتا ہے نفس کی تابعداری مین ایسا سرگرم رہتا ہے کہ اگر کوئی مرد خدا اوس سے منع کرے تو رکتا نہین بلکہ دشمن جانتا ہے اس سے بڑھکر یہہ کہ خیال باطل کو چھپوا دینے سے بھی دریغ نہین کرتا علت ظاہری اسکی یہی نظر آتی ہے کہ مسلمانون کا پراگندہ شیرازہ مجتمع نہین یعنی حاکم وقت غیر مذہب ہے نیک وبد سے انہین کچھہ خیال نہین وہ یہہ چاہتے ہین کہ کوئی متنفس ملکی وانتظامی معاملات مین خلل انداز نہ ہو باقی جو چاہے سو کرے تبھی تو لوگ آزاد منش اور نفس پسند ہو گئے ہین نہ دین کا خیال ہے اور نہ اللہ سے ڈر اللہ اکبر کہان وہ زمانہ مبارک حضرات خلفاء راشدین کا اور کہان یہہ اونکے عہد مین جیسے ہزارون برکتین نازل ہوتی تہین اور

مسلمان اوس سے مستفید ہوتے تھے ویسے ہی بڑی خوبی کی بات یہ بہی تہی کہ کوئی شخص نہ بہکتا
اور نہ ادہر اودہر ہوتا تہا اگر کوئی نئی بات دین اسلام مین نکالتا جسکو اصطلاح شرعی مین بدعت
کہتے ہین تو فوراً پوچہا جاتا کہ دلیل شرعی تمہارے پاس کیا ہے قرآن وحدیث سے کہتے ہو یا اپنی
رائے سے۔ سیجہا ئیسے طریق مستقیم اور راہ سنت پر چلتا تو چہوڑا جاتا ورنہ مزاج پرسی اچہی طرح سے کی جاتی
چنانچہ آپکو یاد ہوگا کہ امیر المومنین فاروق اعظم خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین
صبیغ نامی ایک شخص اسلام مین نئی نئی باتین کرتا تہا آیات صفات وغیرہ مین شکوک و شبہات
بیان کرکے لوگونکو تحیر مین ڈالتا۔ عوام الناس ایسے اعتراضات باطلہ کو کیا جانین۔ سنکر شش و پنج
مین رہجاتی۔ اور اونکی دلون مین بہ نسبت مسائل حقہ دینیہ اسلام خلجان واقع ہوتا۔ حضرت عمر رض
کو اس امر کی خبر ہوئی۔ اپنے عامل اور حاکم صوبہ کے نام پروانہ لکہا شاید وہ حاکم مصر تہا کہ اسکو جلدی
میرے پاس مدینہ شریف مین روانہ کرو حاکم مصر نے عملاً علی قول الامیر فوراً اوسکو روانہ کیا جب آپکی
خدمت بابرکت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا کیون جی تم وہی ہو جو واہی تباہی باتین لوگون سے کہتے ہو
اوسنے عرض کیا کہ ہان یا امیر المومنین۔ سنتے ہی چہڑیون سے اسقدر مارنا شروع کیا کہ بیہوش ہوگیا
تہوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو پہر مارا۔ پہر بیہوش ہوگیا۔ جب تیسری مرتبہ پیٹنا شروع کیا تو بولا
بس یا امیر المومنین اب مت مارین۔ جو کچہہ میرے دماغ مین خیالات باطلہ سمائے ہوئے اور ذہن مین
منقش تہے آپکی ضرب شدید سے ہباءً منثوراً مثل غبار کے اڑگئے ذَهَبَ عَنِّي الَّذِي اَجِدُ فِي رَاْسِي
آیندہ ایسے خیلات پہیلانیکی کوشش نکرونگا اور نہ کسی سے کہونگا آپنے حکم دیا کہ اسیوقت مدینہ طیبہ سے چلا
جا۔ اوسی حاکم کے نام خط لکہا کہ اسکے پاس کسی کو مت بیٹہنے دینا۔ گو مینے مادہ فاسدہ کا تنقیہ کردیا
ہے تاہم دوراندیشی اور مقتضائے حکمت یہہ ہی ہے کہ اسکی مجالست اور ہمنشینی سے لوگون کو بچایا جائے۔

۵ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ یہہ تہی ان حضرات کی دوراندیشی اور اتباع سنت و انتظام ملکی
حضرت عمر رض کی حالات پڑہنے سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ مخاصمت اور نزاع بین المسلمین کو
بری نظر سے دیکہتے تہے۔ بالفرض اگر کسی مسئلہ مین صحابہ رض باہم مختلف ہوئے تو فریقین کی بات

گویا دلیل سنکر پہر ایسا فیصلہ دیتی کہ کسی کو چون وچرا کی گنجایش نہ بچتی رہا تہہ ہی یہہ بہی فرمائی کہ آیندہ
اگر کسی فریق سے اختلاف کا آوازہ میرے کانون مین پونچا لَاَضْرِبَنَّهُ ضَرْبًا شَدِيْدًا غسل جنابت
بحالت عدم انزال وغیرہ مسائل مین آپکی ارشادات موجود ہین چنانچہ ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاءُ
مُصنف مولوی شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم محدث دہلوی مین مفصل موجود ہے۔ غرض احداث
فی الدین اور باہمی جنگ وجدال کو از حد قبیح جانتے۔ بخلاف موجودہ زمانہ کی کہ جسمین ہم لوگ دنیا
مین آئی ہین خدا کی پناہ ہے کہ اسوقت نہ اصاغرون کو اکابرون سے شرم ہے اور نہ بڑون کو خوردون
پر رحم ہر شخص اپنی ہی رائی کو اچہا جانتا ہے واعجاب کل ذی رای برایہ کا مصداق ہے شریعت
اسلام کو ایک کہیل بنا رکہا ہے۔ کلام اللہ کی آیتون کی ایسی غلط توجیہ وتاویل کرتا ہے کہ علماء سلف
وکملاء خلف ائمہ مجتہدین وصحابہؓ سے آجتک وہ مسموع نہین ہوئی بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بہی منقول نہین ہوئی۔ گویا دوسری لفظون مین اگر اسکو تحریف کہا جائی تو صحیح ہوگا
بہت نظیرون مین سے اسوقت مین ایک نظیر ناظرین رسالہ ہذا کی خدمت والا مین پیش کرتا ہون۔
امید ہے کہ غور سے پڑہکر محرر سطور ہذا کے لئے دعاء خیر سے یاد کرینگے۔ اگر بتقاضای بشریت کہین سہو ونسیان
سے خلل معلوم ہو تو ذیل اغماض سے مزال اقدام اقلام پر اصلاح فرماکر مجہکو اطلاع بخشینگے فانی الخطایا
مُعترِفٌ وبالتقصیر مقر۔ قبا گر حریر است وگر پرنیان ٭ بناچار حشوش بود درمیان۔ وہ نظیر مولوی
ثناء اللہ صاحب امرتسری ہین کہ جنہون نے ان دنون ایک عربی تفسیر مسمی بہ تفسیر القرآن بکلام
الرحمن شائع کی اکثر جگہ تفسیر بالرای سے کام لیا گیا ہے قبل اسکی کہ مین نمبروار غلطیان بیان کرون
مناسب جانتا ہون کہ مصنف کا حال کچہہ مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرون۔ پیارے ناظرین تفسیر مذکور کا
مصنف مولوی ثناء اللہ صاحب ساکن امرتسر ہے انکا باپ صاحب علم نہ تہا ایک عامی
شخص تہا سن طفولیت مین انکا والد فوت ہوگیا کشمیری ہونیسی یا کسی اور وجہ سے رفوگری کا
کسب سیکہا مدتون یہی کام کرتا رہا۔ اسی اثنا مین لکہنے پڑہنیکا شوق بہی پیدا ہوا حضرت
جناب مولانا وبالفضل اولنا واستاذنا واستاذ ابینا واستاذ اخینا واستاذ ابنا جناب

مولوی احمد اللہ صاحب رئیس امرتسر کی خدمت والا منزلت مین حاضر ہوکر بصد عجز و انکسار عرض کی کہ جناب مجھکو بہی سلسلہ تلامذہ مین داخل ہونیکا فخر بخشئین - چونکہ حضرت ممدوح کی مزاج شریف ہمیشہ اس امر کی مقتضی رہی ہے کہ مخلوق آلہی کو حتی الامکان نفع پہونچایا جائے بلحاظ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ وَخَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ سلسلہ شاگردون مین باقاعدہ داخل کرکے پڑہانا شروع کیا - چونکہ ذہین و فہیم نہ تہا حضرت مولانا کو صرف و نحو کی تعلیم مین جانفشانی و عرق ریزی بہت کرنی پڑی - بمشکل شرح جامی اور قطبی تک پہونچایا - مولانا صاحب کا مطلق ارادہ نہ تہا کہ اب کسی اور کے پاس جاکر پڑہے - اس خیال سے کہ پڑہانا کہٹن کام ہے - اتنی محنت اور کون اٹہائیگا - لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نہ مانی - امرتسر سے سیدہا وزیر آباد کو ہولیا - حافظ مولوی عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی تلمیذ حضرت مولانا و استاذنا جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی کی خدمت مین تحصیل علم کے واسطے جا حاضر ہوا - قصہ کوتاہ کہ وہان بہی کچہہ پڑہا - پہر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مین مجھکو خط لکہا کہ مین تحصیل کتب درسیہ کے لیے آنا چاہتا ہون - تمہارا کیا منشاء ہے - مین نے جواب لکہا کہ اسوقت مدرسہ مین تمہارا داخل ہونا باعث نقصان ہے کیونکہ سال قریب الاختتام ہی جن کتابون کا اسوقت سبق ہو رہا ہے نصف سے بہی زیادہ ہوچکی ہین - ادہوری کتابین پڑہکر کیا کروگے - مین اوسوقت میبذی مختصر المعانی - تلویح توضیح - صحیح بخاری - وغیرہ پڑہتا تہا - میرے لکہنے پر عمل نکیا - فوراً سہارنپور پہونچا - کسی کتاب کا سر کسی کی ٹانگ کسی کا ربعہ کسی کا ثلث پڑہ پڑہاکر چلتا بنا - وہانسے دیوبند کو اسلامیہ مدرسہ مین ڈیرہ جا ڈالا - اتنی ہمت کی کہ ایک سال مین قریباً پندران سولان کتابون کا امتحان دیا - کیا کہئے - ماشاء اللہ چشم بد دور اس پر بہی اگر جلدی فارغ التحصیل نہ ہوتے تو اور کیا ہوتا - طرفہ یہ کہ مدرسہ والون نے بہی نمبر خاصے دیئے - شاید کچہہ انعام بہی دیا ہو - کیون نہ ہو آخر مدرسہ اسلامیہ دیوبند ہے جگہ کی تعلیم تمام ہندوستان مین مشہور ہے - آپ لوگون کو شاید معلوم ہوگا کہ دیوبند کی مدرسہ

مین بجاے سال کے آٹھہ نو ماہ پڑہائی ہوتی ہے - باقی ایام امتحان وغیرہ مین صرف ہوتے ہین
ناظرین خود ہی سوچ لین کہ جو طالب علم معمولی فہم کا اتنے قلیل عرصہ مین ادق کتابون کا
امتحان دیکر سارٹیفکیٹ حاصل کرے اوسکی لیاقت علمی کا کیا حال ہوگا یہ جبہی تو بدنام کنندہ
نکونامے چند کی مثل صادق آتی ہے - کہتے ہین کہ کانپور کے مدرسہ مین دستار فضیلت اونکے سر پر
باندہی گئی - واللہ اعلم اس مین بہی کیا کارروائی کی ہوگی تعجب کا مقام ہے کہ مدرسہ فیض عام
مین کہ جسکے مدرس اول مخدومی مکرمی اوستاذی جناب مولوی احمد حسن صاحب معقولی مرحوم
تہے - چہہ سات ماہ پڑہکر کیونکر سند حاصل کرلی باوجودیکہ سات آٹھہ برس سے کم سند
نہ ملتی تہی - کئی کئی برس طلبا روہان پڑے رہتے تہے - خیر ہمکو اس سے کیا بحث ایک چہوڑ تمام
دنیا کی سندات حاصل کرلین - جب استعداد نہین تو کیا سندون کو چاٹین گے - دوسری کے
بل پر کبہی بندوق نہین چل سکتی - وہان سے رخصت ہوکر امرتسر کے مدرسہ تائید الاسلام
مین قلیل تنخواہ پر ملازم ہوئے - مین بہی اپنی قلیل بضاعت علمی کو ساتہہ لیتا ہوا خداوند کریم و حلیم
کی غیبی تائید سے امرتسر مین پہونچا پڑہنا کیا تہا - صرف اساتذہ کی عین عنایت تہی - اوستاذ
اگر شفیق اور مہربان ہو تو تہوڑا پڑہا ہوا بہی کام آسکتا ہے ورنہ چار پائے برو کتابے چند فاذا
عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین اللہ پر توکل کرتے ہوئے زبان و دل سے ھو
حسبی و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر کہکر امرتسر بازار صابونیان مین شفاخانہ جاری کیا
طالب علمون اور مریضون کے لیے ایک مختصر سا اعلان بہی دیدیا - خداوند کریم رب الارض
والسموات کا ہزاران ہزار فضل و احسان ہے کہ جسنے بلا کوشش ہماری کے مطب کو اسقدر
فروغ دیا کہ اب ہمپر حسد کیا جاتا ہے - بفضلہ تعالے اماکن بعیدہ و قریبہ سے علاج کے لئے لوگ آکر
شفا پاتے ہین - نزدیک و دور سے لوگ بولاتے بہی ہین - چنانچہ گڑہی حبیب اللہ خان ضلع
ہزارہ مین حسین خان صاحب جاگیردار کے واسطے دو دفعہ مجہے بولایا گیا اللہ تعالے نے راقم
الحروف کی علاج سے جناب خانصاحب کو بہت فائدہ بخشا چنانچہ اونکی اور انکے بہائی صاحب

محمد اکرم خانصاحب کی دستی تحریر میرے پاس موجود ہے اسکے علاوہ اور جگہ بہی مشاہرہ معقول
پر جانیکا اتفاق ہوا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم یہہ
توجو کچہہ ہو رہا ہے سو ظاہر ہے سب سے بڑہکر قابل اظہار خوشی یہہ امر ہے کہ طالب علمی ہی کتب
درسیہ کے تحصیل کے لیے آتے تہین ذلک من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر ؎ ہر کجا
چشمہ بود شیرین ٭ مردم و مرغ و مور گرد آیند ـ بیان مذکور کو ثنائے خود بخود گفتن پر
محمول نکرین ـ بلکہ اظہار نعمت خداوند عالم سمجہین امّا بنعمۃ ربّک فحدّث ؎ از دست
و زبان کہ بر آید ٭ کز عہدہ شکرش بدر آید ـ آمدم بر سر مطلب مولوی ثناء اللہ صاحب کو طالبعلمی
کے زمانہ مین تالیف و تصنیف کا بہی شوق پیدا ہوا ـ جولانی طبیعت نے متعدد رسائل
اردو مین لکہنے پر مجبور کیا چنانچہ مختلف کتابین اونکی تصنیف شدہ ہماری نظر سے بہی
گذرین ـ اس سے ذرا اور آگے بڑہے تو تفسیر القرآن کی لکہنیکا بہی عشق دامنگیر ہوا ـ
چونکہ مجہکو اُنسے دیرینہ ملاقات تہی ـ بلکہ یگانگت اور اتحاد کا مرتبہ بیان تک بڑہا ہوا تہا
کہ میری اکثر کتابین اونکے پاس رہا کرتی تہین جس کتاب کی انہین ضرورت ہوتی منگوا لیتے
آریون کی تردید کے لئے اونکی مجلس مین دو نوجایا کرتے تہے مرزائیون سے جب اونکی
گفتگو ہوئی تو ہم شریک تہے ـ جب ہمین خبر ہوئی کہ انکا مصمم ارادہ تفسیر بنانیکا ہے
عملاً علےٰ حدیث خیر الانام النصح لکل مسلم تمام ضروری کاروبار چہوڑکر نصف
النہار مین اونکے مکان پر پہونچا ـ اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تفسیر
بنانے لگے ہین ـ کیا یہہ درست ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہان ارادہ تو ضرور
ہے لیکن اوسکے اسباب پر غور کر رہا ہون ـ مین نے کہا کہ آپ یہہ ارادہ چہوڑ دین
تفسیر کا لکہنا بہت ہی مشکل کام ہے ـ حصول اس مقصد کے لیے آپکو بہت سے
مصائب اوٹہانے پڑینگے ـ حلوا خوردن را روئے باید ـ یہہ ٹیڑہی کہیر ہے بڑے بڑے
علماء و فضلاء جنکا تبحر علمی مسلم ہو چکا ہے جیسے مخدوم مکرم حاج الحرمین جناب مولانا

واستاذنا مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی شمس العلماء صاحب مرحوم مغفور وغیرہ نے ابتک کسی زبان مین تفسیر نہین لکھی تو آپ کس گنتی مین ہین تفسیر بنانیکے لیئے اول بہت سے اسباب کا حصول ضروری ہو جنکا پیدا ہونا آپکے لیے مشکل کیا بلکہ محال ہے۔ لو فرضنا اگر وہ اسباب تماماً آپکو حاصل بھی ہو جائین تو سب سے مشکل یہہ امر ہے کہ اگر کسی آیت کی تفسیر مین کمی بیشی ہو جائے یا تفسیر با لحدیث کا لحاظ نہ کیا جائے۔ تو بجائے ثواب کے گناہ حاصل ہوگا۔ لینے کے دینے پڑجائینگے خوشنودی و رضاء رب العالمین کے بجائے قہر و غضب نازل ہوگا۔ ٹکے کمانے یا حصول شہرت اگر مقصود ہے تو یون کیجیے کہ عربی کتابون کا ترجمہ سلیس اردو مین لکھکر بذریعہ اخبارات و اشتہارات ملک مین پھیلا دین۔ یا مخالفین اسلام کے اعتراضون کے جوابات عمدہ پیرایہ مین شائع کرین خود بخود ہی شہرت ہو جائیگی۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ الغرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک بات بھی قبول نکی۔ اور میرے کلمات مخالفانہ اپنے حق مین مضر سمجھے اور اپنے خیال مین مصر رہے یہ نسوچا سے بہ نزد من آنکس ہواہ خواہ تست + کہ گوید فلان خار در راہ تست۔ مین تو مایوسی کی حالت مین اٹھکر چلا آیا۔ اور ادہر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بحکم الانسان حریص فیما منع اردو تفسیر لکھنی شروع کی حصہ اول چھپ چکا تو ایک نسخہ میرے پاس بھیجا اور کہا کہ اس پر ریویو لکھدو اور اپنے والد صاحب مولوی عبد العزیز صاحب ساکن دینانگر ضلع گورداسپور سے بھی لکھوا کر بھیجدو۔ چونکہ مین خدا کے کرم و فضل سے چشم بلنیاز رکھتا تہا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مصنف نے بڑی غلط تفسیر لکھی ہے سلف صالحین کے طریق سے برخلاف ہے۔ کاش قبل چھپنے کے مجکو یا حضرت مولانا و مخدومنا مولوی احمد اللہ صاحب یا کسی اور اہل علم کو دکھلا لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مولوی صاحب کو غلطیون سے اطلاع دیگئی

لیکن مولوی صاحب نے رجوع نکیا - ابھی تفسیر ثنائی اردو کا تذکرہ ہو ہی رہا تھا کہ یکایک ایک
تفسیر عربی خود اونکی تصنیف ملک مین شایع ہوگئی میری نظر سے بھی گذری - دیکھتے ہی مین تو دم
بخود ہوگیا اور بلا تامل زبان سے یہ کلمہ جاری ہوا کہ یا الہ العلمین مولوی ثناء اللہ صاحب کو کیا
ہوگیا کہ دعوی اہل حدیث ہونے کا کرتے ہین اور تفسیر مین یہہ تحریف ؎ برعکس نام
نہند زنگی کافور - ایسے مدعیان عمل بالحدیث کے لئے بڑی شرم کی بات ہے کہ تفسیر لکھنے کے
وقت نہ تو حدیث کا لحاظ رکھین اور نہ اقوال صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین کہ جنکا
وجود باجود خیر القرون مین ہوا اونکی طرف رجوع کرین - مزہ یہہ ہے کہ باوجود ایسی حالت کی
مفسر بھی بننا چاہتے ہین ؎ بجاے بزرگان دلیری مکن + جو سر پنجات نیست شیری مکن
نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر + کرامت بجاہ است منزل بقدر - جناب من مجھسے یہ بھی نہ رہا
گیا - تفسیر القرآن کو بغل مین دباکر سیدہا اونکے در دولت پر پہونچا - کئی جگہ سے دکھلایا کہ
یہہ تفسیر تفسیر نبوی کے برخلاف ہے - باوجود ادعاء عمل بالحدیث اور اتباع سنت نبویہ کے
ایسی تفسیر کیون کی بات چیت ہوتے ہوتے نوبت بجنگ و جدال پہونچی - تو تو او رمین مین
تک باری آئی مارے غصہ کے آپکا چہرہ سرخ ہوگیا ؎ چو حجت نماند جفا جوی را + بہ پیکار
خاش درہم کشد روئے را - دوران تقریر مین آپنے یہہ کہا کہ میرے نزدیک تفسیر کی صحت
وسقم کا معیار لغت عرب ہے - جو لغت عرب کے موافق تفسیر ہے وہی صحیح ہے - میری
تمام تفسیر کا دار مدار اسی اصول پر ہے چنانچہ اسکی تائید مین ایک رسالہ بنام آیات متشابہات
بھی شائع کیا - مین نے جواباً عرض کیا کہ بیشک قرآن مجید عربی زبان مین نازل ہوا بلسان
عربی مبین لیکن اسکی تفسیر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کی ضرورت
ہے فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم - وما انزلنا علیک
الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ - اسمین بیان کی نسبت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی ہے - پس معلوم ہوا کہ اظہار معانی کلام اللہ کے لئے صرف

لغت عرب ہی کافی نہین بلکہ حدیث کی ضرورت بہی ہے اسی طرف اشارہ ہے الا والی
اوتیت القرآن ومثلہ معہ مین اور حقیقت شرعیہ حقیقت لغویہ سے مقدم ہے آیت واعبد
ربک حتی یاتیک الیقین سے یہہ بات بخوبی روشن ہورہی ہے - گو حقیقت لغویہ حقیقت
شرعیہ مین پائی جاتی ہے لیکن حقیقت شرعیہ کو تقدم ہے حقیقت لغویہ پر مثلاً لفظ صلوۃ
کو لیجئے کہ لغت عرب مین جوتڑون کا ہلانا یا دعا ہے اور شریعت مین ارکان
مخصوصہ ہے - اگر آپ لغت کا صرف خیال رکہکر معنے کرتے ہین تو نماز وحج اور زکوۃ
وغیرہ کی کیا ضرورت ہے پانچون وقت جوتڑون کا ہلا چہوڑنا ادائے نماز مفروضہ کی
لئے کافی ہونا چاہئے اور ایک تارک الصلوۃ کو آپ کافر یا فاسق نہین کہہ سکتے -
اگر آپ یہہ فرماوین کہ لغت مین صلوۃ کے دونون معنے آتے ہین تو ہم کہتے ہین
کہ اصل لغت عرب مین صلوۃ بمعنے تحریک الصلوین یا دعا ہے - قبل نزول احکام
شرع عرب کے لوگ صلوۃ کے یہہ ہی معنے کرتے تہے - اور قاموس وغیرہ بعض
کتب لغت سے جو آپ کو شبہہ ہوا ہے تو مبنی اسکا سوء فہم ہے کیونکہ صاحب قاموس
نے صلوۃ بمعنے ارکان مخصوصہ جو لکہے ہین تو یہہ شرعی معنے لکہے ہین نہ لغوی - کیا
یہہ منع ہے کہ علم لغت کی کتابون مین مسئلہ شرعی یا حقیقت شرعیہ بیان کی جائے
ہرگز منع نہین - لفظ صلوۃ پر لفظ زکوۃ اور حج اور صیام وغیرہ کو قیاس کر لین - نیز
اگر آپ کا یہہ قول درست ہے تو سید احمد نیچری - مرزا قادیانی اور چکڑالوی وغیرہ کو آپ
برا کیون کہتے ہین - ان لوگون نے جو تفسیرین قرآن شریف کی لکہی ہین زیادہ زور
انکا اسی پر ہے کہ ہر ایک جگہ مناسب وغیر مناسب محل پر لغت کی طرف رجوع کرتے ہین
احادیث مطہرہ اور اقوال صحابہ کو پس پشت ڈال دیتے ہین - شیاطین وجنات کا انکار
معجزات وکرامات سے انحراف وغیرہ وغیرہ اسی بنا پر ہے آپکی تفسیر اور انکی تفسیرون
مین کیا فرق ہے - میرے خیال مین کچہہ فرق نہین - اسکا جواب مولوی صاحب سے

کچھہ نہ بن پڑا - بجز اسکے کہ میری تمام تفسیر صحیح ہے - گو تمام جہان میرا مخالف ہوجائے مین کسیکا مقلد نہین ہون - کسی کی بات تسلیم نہ کرونگا سنتے ہی میرے تمام رونگٹے کہڑے ہوگئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوا بے نیل مرام واپس چلا آیا - دوسرے تیسرے روز پہر پیغام بہیجا گیا کہ اگر آپ کو اور کوئی صورت رفع نزاع کی نظر نہین آتی تو دو منصف مقرر کرلین ایک کا خرچ مین دیتا ہون دوسرے کا آپ دین - یا مین اور آپ اونکے پاس چلے جاوین فریقین کے سوال وجواب سنکر جو فیصلہ اونکا ہو شایع کیا جاوے - دو منصفون کی تعیین فریقین کے ذمہ ہونی چاہئے - یہہ صورت مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہ فرمائی - بلکہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے - جلدی سے ایک اشتہار دیدیا - جس مین یہہ لکہا کہ علماء امرتسر میری تفسیر کی غلطیان مجھکو نہین دیتے - اور عوام مین پہیلانے کی کوشش کررہے ہین مین مولوی صاحب سے پوچھتا ہون - کہ آپ اوس خدا سچے وحدہ لاشریک کی قسم کہاکر فرماوین کہ مین نے آپکو غلطیان نہین بتلائین تہین جبکہ آپ اسقدر پرفروختہ ہوئے تہے کہ آپکی زبان سے ناشائستہ کلمات بہی بہ نسبت خاکسار نکلے تہے اور جناب مولوی احمد اللہ صاحب کے مکان پر بموجودگی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کو غلطیان نہین دی گئین - اگر یہہ تمام قصہ غلط ہے تو ایک حلفیہ اشتہار اور بہی دیدین جسکا عنوان یہہ ہو لعنۃ اللہ علی الکاذبین برائے خدا انصاف کرو - آخر ہمین جب مولوی صاحب کی سیدہی ہونیکی کوئی امید نہ رہی بمکم آخر الحیل السیف لاچار مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کی خدمت مین گذارش کی کہ کچھہ غلطیان طبع کراکر علماء کرام سے تفسیر کے متعلق استفسار کیا جائے تاکہ عوام کو دہوکہ نہ رہے اور اس فتنہ سے بچ جائین جبپر مولوی عبد الحق صاحب غزنوی نے بڑی کوشش سے چالیس غلطیین چہاپ کر پنجاب اور ہندوستان کے مشہور علماء کی خدمت مین بہیجدین - الحمد للہ سب نے تفسیر کی تردید مین اتفاق ظاہر کیا

بلکہ بعض حضرات نے تو ایسے سخت الفاظ لکھے ہین کہ دیکھنے کے قابل ہین جس کو شوق ہو
رسالہ الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذہب المحدثین بل ہو من المحدثین فی الدین
الجہمیۃ والمعتزلۃ والقادیانیۃ المصنفین امرتسر کٹرہ مہان سنگہ مسجد غزنویان مولوی عبد
الحق صاحب شاگرد مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی سے طلب کرے مین چاہتا ہون
کہ تمام غلطیون کو ہدیہ ناظرین کرون۔ نصرت اسلام کا اگر خیال نہ ہوتا اور اظہار حق سے
خاموشی اختیار کرنے کی بابت جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وعید فرمایا ہے جیسے
الساکت عن الحق شیطان اخرس اور من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ الخ اسکا اگر علم نہ
ہوتا تو ہم بھی کانون پر پردہ ڈالکر چپ ہو رہتے ۵ ھذا و نصر الدین فرض لازم
لا للکفایۃ بل علی الاعیان + بید واما باللسان فان عجزت فبالتوجہ والدعاء
بجنان نہ کسی کی دل ازاری منظور ہے اور نہ کسی کی کساد بازاری مقصود ہے وکفی باللہ شہیدا
اب مین نمبروار غلطیون کو مع جوابون کے لکھتا ہون۔

(نمبر ا صفحہ ۷) قولہ الم مختصر من انا اللہ اعلم ھذا قول ابن عباس رض **اقول** اس سے
ثابت ہوا کہ الم کے معنے اور تفسیر انا اللہ اعلم ہے۔ یعنے خداوند کریم فرماتا ہے کہ مین سب
سے زیادہ جاننے والا ہون۔ تمام سورتون کے ابتدا جسقدر الفاظ نازل ہوئے ہین۔
مقطعات اور متشابہات ہین۔ لا یعلم تاویلہ الا اللہ۔ حدیث صحیح مین بھی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکے معانی منقول نہین ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض کی طرف
جو نسبت کیا جاتا ہے۔ اسکے کئی جواب ہین اول یہہ کہ اس اثر کی سند متصل الی الصحابی
نہین۔ دویم یہہ کہ اسکے راویون مین سے بعض ایسے ہین جو قابل اعتبار اور ثقہ نہین
کیونکہ اسکے سلسلہ رواۃ مین ثعلبی اور واحدی اور سدی صغیر وکلبی وغیرہ ہین ابن حجر عسقلانی
لکھتے ہین والکلبی متہم بالکذب والسدی الصغیر کذاب۔ سویم یہہ کہ اگر اسکی صحت
پایۂ ثبوت کو پہنچ بھی جائے اور بڑی عرق ریزی کی بعد صحیح بنایا بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ

ایک اصحابی کا فہم ہوگا نہ حدیث جناب مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کما قال فی الجمل
ھذا رای ابن عباس رضا ایک اصحابی کا قول گو کیسا ہی جلیل القدر ہو بمقابلہ صحیح حدیث
کے حجت نہین ہوسکتا۔ اصول حدیث کی سب کتابون مین اس مسئلہ کو آپ دیکھہ
سکتے ہین جلالین جو بڑی معتبر کتاب فن تفسیر مین ہے اس مین لکہا ہے الم اللہ
اعلم بمرادہ بذالک اسکی شرح مین صاحب جمل نے لکہا ہے اشار بھذا الی ارجح
الاقوال فی ھذہ الاحرف التی ابتدء بھا کثیرا من الصور سواء کانت احادیۃ
کق وص ون او ثنائیۃ او ثلاثیۃ کما سیاتی وھو انھا من المتشابہ وانہ
جری علے مذھب السلف القائلین باختصاص اللہ تعالے بعلم المراد منھا
اہل حدیث اور فقہا کا عموما یہہ ہی مذہب ہے کہ آیات متشابہات مین توقف کرنا اور
علم اسکا خدا کے سپرد کرنا چاہیئے۔ بہلا سلف صالحین اور محدثین کا یہہ مذہب
کیون نہ ہو جب کہ حبیب خدا سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی
ہے۔ عن عائشۃ قالت تلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ھذہ
الایۃ ھو الذی انزل علیک الکتاب الخ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ والہ وسلم فاذا رایت الذین یتبعون ما تشابہ فاولئک الذین سمی اللہ
فاحذروھم یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ آیات متشابہات
کے پیچہے پڑتے ہین اور اونکے معانی اپنے فہم وادراک سے نکالتے ہین اونسے بچو کیونکہ
اونکے دلون مین کجی ہے۔ رہی یہہ بات کہ ایسے کلمات اللہ جل جلالہ نے نازل کیون
فرمائے۔ اور انسے ہدایت کیسے ہوسکتی ہے تو جواب اسکا یون سمجھنا چاہیئے کہ آدمی
دو قسم کے ہوتے ہیں عالم اور جاہل۔ علما کی طبیعت چونکہ تحصیل علوم کی طرف راغب
رہتی ہے اونکو حکم ہوا کہ آیات متشابہات کی تحصیل مین طبائع اور عقول کو ردکو انکی
معانی کی طرف متوجہ مت ہو بس اہل اللہ اور سالکان طریقت تعمیل حکم مین کوتاہی

نہین کرتے اور آیات تشابہات کی معانی اپنے عقل سے نہین نکالتے اور جنکے دلون مین کجی ہوتی ہے وہ بیشک ہاتھ پاؤن ہلاکر کچھ معانی اور تفسیر بیان کرتے ہین گویا اسمین ایک قسم کی آزمایش الٰہی ہے اور جاہلون کی طبیعت چونکہ ہمیشہ علوم حقیقیہ کو پڑھو اور سیکھو ۔ پس یہہ سر اور بہید ہے آیات تشابہات کے معانی نہ بیان کرنے مین ۔ شاید آپ تلویح توضیح کو بہول گئے ہین اسکو دیکھیے تاکہ آپ کو اچہی طرح سے حقیقت امر سے واقفیت ہو جائے ۔ ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین لکھا ہے کما ان فی الایات المتشابہات وجب الایمان بہا من غیر اشتغال بتاویلہا (نمبر صفحہ ۱) قولہ والحجارۃ ای الاصنام وکل مایعبد دون اللہ **اقول** یعنے اس پتھر سے بت اور معبود ماسوے اللہ مراد ہے ۔ یہہ تفسیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی تفسیر کے برخلاف ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رض رئیس المفسرین قدوۃ السالکین فرماتے ہین کہ اسجگہ پتھر سے پتھر گندہک کا مراد ہے نہ مطلق پتھر لیکون اشد واتن واظلم ھکذا نقل عن ابن مسعود وعلی ابن الحسین وجعفر وغیرھم ۔ جلال الدین سیوطی نے اتقان مین لکھا ہے کہ اگر آیت اور حدیث سے تفسیر نہ ہوسکے تو صحابہ کی تفسیر بمنزلہ تفسیر نبوی کی خیال کرنی چاہیئے اور اوسکی تسلیم کرنے مین تساہل نہ چاہیئے آپنے یہہ اصول چہوڑ دیا جو تمام مفسرین اہل اسلام کا مسلم ہے (نمبر ۲ صفحہ ۱) قولہ ثم استوی قصد الی السماء الخ **اقول** استوے بمعنے قصد لغت اور اقوال صحابہ اور اکثر ائمہ سلف کے برخلاف ہے قال فی المعالم قال ابن عباس واکثر مفسری السلف ای ارتفع الی السماء وقال صاحب الجمل الاستواء فی اللغۃ الارتفاع والعلو علی الشیء قال اللہ تعالے فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک وقال لتستووا علی ظہورہ قال البخاری رح قال ابو العالیۃ

[illegible]

استوی الی السماء ارتفع در واہ محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن الربیع ابن انس وقال خلیل ابن احمد ثم استوے الی السماء ارتفع الی السماء۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی تفسیر نہ صرف غلط بلکہ قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ وائمہ لغت کی تصریحات برخلاف ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ نام تو تفسیر القرآن بکلام الرحمن رکھا ہے۔ لیکن بقول شخصے تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں بنظر عمیق دیکھنے سے گندم نما جو فروش کا سا معاملہ معلوم ہوتا ہے ائمہ حدیث کا تیہہ ہی مذہب ہے کہ استوی کے معنے اسجگہ آسمانون کی طرف چہڑنے کے ہین یعنے خدا ایہر آسمان کی طرف چہڑہگیا صرف قصد کے معنے صحیح نہین ہے کما سیاتی تفصیلہ (نمبر ۴ صفحہ ۱۲) **قولہ** ولنعلم الاشیاء کلہا فنحن احق بالخلافۃ **اقول** تعجب کرتا ہون کہ مفسر صاحب نے کہا نسے سمجہا کہ ملائکہ نے علم جمیع اشیاء کا دعوے کیا تہا اور اسپر استحقاق خلافت ثابت کیا۔ نہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اسپر دال ہے اور نہ حدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسپر ناطق ہے اور نہ کسی اصحابی کا قول اسپر شاہد ہے۔ تفسیر بالرائے نہین تو اور کیا ہے (نمبر ۵ صفحہ ۱۲) **قولہ** واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا حیوا تعظیماً **اقول** سجدہ بمعنے سلام آجتک ہمنے کسی لغت کی کتاب مین نہین دیکہا اگر مقصود باریتعالے صرف یہہ ہوتا کہ اے فرشتو آدم ع کو سلام کرو۔ تو بجائے اسجدو کے سلمو یا حیوا ہوتا۔ اذلیس فلیس۔ تفسیر جلالین۔ بیضاوی۔ مدارک۔ جامع البیان۔ حسینی۔ جمل۔ عباسی۔ عزیزی۔ معالم۔ کبیر۔ تبسیر الرحمن۔ حقانی وغیرہ جو اسوقت میرے پاس موجود ہین انمین یہہ معنے نہین لکہے۔ شاید سید احمد نیچری کی یہہ تقلید ہے۔ تفسیر القرآن کو دیکہتا دیکہتا جب مین اس موقع پر پہونچا تو مجہکو شک ہوا کہ شاید مولوی صاحب نے غلطی یا سہو کاتب سے ایسا لکہا ہے

اس شک کو دور کرنے کے لیئے تفسیر ثنائی اردو جو دیکھی گئی تو اوسمین صاف
لکھا ہوا پایا کہ اے فرشتو آدم ع کو سلام کرو۔ تب مجھے کامل یقین ہوا کہ مولوی ثناء
اللہ صاحب نے عمداً ایسا لکھا ہے۔ جمہور مفسرین اہل سنت کی مخالفت کے
علاوہ نصوص قرآنیہ کی مخالفت آپکو کیونکر گوارا ہوئی۔ جس شبہ کو رفع کرنیکے
لیئے آپنے یہہ معنے کیئے ہین ثبوت نسخ کے بعد اٹھنا اوسکا آسان ہے آیت
واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ مین آپنے نسخ تسلیم کر لیا ہے گو تفسیر ثنائی اردو
مین مسئلہ نسخ کے متعلق کچھہ لغزش آپکو ہو گئی ہے لیکن تفسیر عربی مین آپنے
اسکا تدارک کر لیا ہے یا یون جواب دیجئے کہ لام بمعنے الی ہے یعنے آدم ع بمنزلہ
کعبہ کے ہوئے اور سجدہ خدا کے لیئے ہوا یہہ آپنے کیا غضب کیا کہ سجدہ آدم سے ہی
منکر ہو گئے (نمبر ۶ صفحہ ۱۴) **قولہ** قلنا اھبطوا منھا جمیعا ای استمروا علی
الھبوط **اقول** اھبطوا بمعنے استمروا علی الھبوط آپکی خاص لغت ہوگی۔ ورنہ
لغت عرب سے اسکی شہادت ملنی دشوار ہے۔ ہمارے خیال مین ابتک نہین
آیا کہ استمروا علی الھبوط کے کیا معنی۔ کیا خدا کا حکم آدم علیہ السلام اور حوا کو یہہ
ہوا تھا کہ تم بہشت سے ہمیشہ اوترتے رہو ورنہ اور استمرار علی الھبوط کے کیا معنے
اگر یہی مطلب ہے تو علاوہ محال ہونیکے تکلیف مالایطاق لازم آتی ہے فرمایا
لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اگر اس سے آپکی غرض کچھہ اور ہے تو اوسکو
ظاہر کیا ہوتا۔ آخر آپ مفسر ہین اور مفسر کا کام کشف اور ایضاح معانی کلام اللہ کا
ہوتا ہے۔ اور مفسرین تو اسجگہ لکھتے ہین کہ یہہ جملہ تاکید کے لیئے وارد ہوا ہے
قال فی الجمل غرضہ بھذا ان التکریر للتاکید فانل فع ما قلتم (نمبر ۷ صفحہ ۱۴)
قولہ وظللنا علیکم الغمام فی وادی التیہ ای ارسلنا السماء علیکم مدرارًا
لان بنی اسرائیل اقاموا فی التیہ اربعین سنۃ فکیف یکون المراد

الظل المعروف اقول حضرت موسے علیہ السلام کی قوم پر وادی تیہ مین بادلون کا سایہ
نہ ہونے پر آپنے کوئی دلیل شرعی نہین لکہی ۔ نقلی باتون میں استبعاد عقلی نہین چلتا ۔ استبعاد
عقلی اور محال عقلی مین آسمان وزمین کا فرق ہے ۔ تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ بنی اسرائیل
پر تیہ مین بادلون کا سایہ ہوتا تہا قال المفسرون وظللنا وجعلنا الغمام تظلکم و ذالک فی
التیہ سخر اللہ لھم السحاب یسیر بسیرھم یظلھم من الشمس اس کے موافق تمام مفسرین
اہل سنت نے لکہا ہے اسکا انکار اجماع کا انکار ہے ۔ آپ جو یہہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل
اوس جنگل مین چالیس برس سرگردان رہے تو چالیس برس اونپر بادلون کا سایہ
کیسے ہوتا رہا ۔ ہم جواباً کہتے ہین کہ اگر چالیس برس بادلون کا سایہ آپکے نزدیک محال
ہے تو چالیس برس اونپر بارش ہونی امحل ہے ۔ اگر چالیس برس بارش کا ثبوت
نص سے نہین تو چالیس برس سایہ ابر کا بہی وجود ثابت نہین ۔ ہم کب کہتے ہین
کہ چالیس سال انپر سایہ ہوتا رہا ۔ البتہ ہم اور تمام مفسرین اہل سنت نص تظلیل غمام
یعنے بادلون کے سایہ کا معجزہ جو نص قرآنی سے ثابت ہے معترف اور معتقد ہین ۔ آپنے
ایسا پہلو اختیار کیا ہے کہ جس سے حضرت موسے علیہ السلام کا یہہ معجزہ ثابت نہین ہوتا
بلکہ الکلام المبین مین آپنے لکہا ہے کہ بادلون کے سایہ سے سوائے تکلیف کے اور کچہہ نہین
پس مراد یہہ ہے کہ مناسب موقعون پر بارشین کی ہم پوچہتے ہین کہ بارش کا موقعہ
مناسب پر ہونا کس لفظ کا ترجمہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس معجزہ کے منکر
ہین بلکہ اسی رسالہ کی عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ آپ جیسے اس معجزہ کے منکر ہین ویسے ہی
معجزہ من اور سلوی کے نزول کے بہی منکر ہین آپ الکلام المبین مین لکہتے ہین کہ بنی اسرائیل
کا من نباتات کی قسم سے تہا جو عموماً بارش کے پانی سے پیدا ہوتی ہے ۔ بموجودگی ایسے
تحریرات کے کون ہے جو آپکو اہل حدیث کہے اور حدیث الکمئۃ من المن کے یہہ معنے نہین جو
آپنے سمجہے بلکہ مطلب یہہ ہے کہ جیسے کہ منب بلا مشقت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی بنی اسرائیل

پر بلا مشقت من نازل ہوتا تہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دونو معجزون سے منکر ہین
آپ تو لغت عرب کو معیار صحت و سقم تفسیر کا قرار دیتے ہین پہر یہان لغت کو کیون چہوڑا
اسیلیے کہ اصول موضوعہ آپکی تفسیر کو غلط ثابت کرتا ہی کیا خوب اتباع قرآن و حدیث اسیکا
نام ہے افسوس صد افسوس ہے ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی * کین راہ کہ تو میروی
بترکستانست - (نمبر ۹ صفحہ ۱۴) **قولہ** فبدل الذین ظلموا الی ان قال فبدلوا بقولہم انا
لن ندخلہا **اقول** اسجگہ بہی اپنے حدیث کی مخالفت مین کمی نہین کی حضرت صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم کچہہ فرماتے ہین اور آپ کچہہ اور کہہ رہے ہین - قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قیل لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ فبدلوا فدخلوا
یزحفون علی استاھہم و قالوا حبۃ فی شعیرۃ یعنی حنطۃ (صحیح بخاری) کہا یا دانہ بٹے مین یا یہ
قول جہل ہے - غرض جو کچہہ بنی اسرائیل کی جانب سے قولی تغیر واقع ہوا سو وہ حبۃ
فی شعیرۃ یا حنطۃ تہا - نہ یہہ کہ انا لن ندخلہا - آپنے اتنا بہی غور نہ کیا کہ وہ قصہ قوم عمالقہ
سے جنگ کرنیکا ہے - اور قصہ دخول قریہ کا جسکو مفسرین اسلام نے بیت المقدس یا
اریحا سے تعبیر کیا ہے - سورت مائدہ اور سورت بقر کو اچہی طرح سے پڑہو آپنے بڑی کوشش (الکلام المبین صفحہ)
کی ہے کہ سبکو ایک ہی واقعہ بنایا جائے اور ادخلوا الارض المقدسۃ کے معنے بیت المقدس
کے کئے ہین اور القریہ سے مراد بیت المقدس لیا ہے نقلاً عن قول ابن عباس اسپر گذارش
یہ ہے کہ آپکے نزدیک جب صحابی کی تفسیر بہی حجت نہین تو ابن عباس کا قول آپکو کیون کر
مفید ہو سکتا ہے آپ کوئی قرآنی آیت ایسی لکہتے جس مین قریہ کی تفسیر بیت المقدس سے کی ہو (یا ارض مقدسہ)
صحابہ کے اقوال سے آپکو کیا غرض ہے (نمبر ۹ صفحہ ۱۴) **قولہ** فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا
عذابا من السماء بما کانوا یفسقون ای احرمنا ھم بفسقہم بقولہ تعالی فانہا
محرمۃ علیہم **اقول** اسمین بہی آپنے تفسیر نبوی کے برخلاف تفسیر لکہی ہے حدیث
صحیح مین یون آیا ہے کہ رجز طاعون تہا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا قال علیہ الصلوۃ

والسلام ان ھذا الطاعون رجز ارسل او سلط علی من کان قبلکم او بنی اسرائیل
(صحیح مسلم) جنگل مین اونکا محروم ہونا حضرت یوشع ع کے زمانہ مین نہ تہا۔ بلکہ حضرت موسے ع
کے حیات مین تہا۔ اور طاعون کا اونپر نازل ہونا بعد فتح بیت المقدس کے حضرت یوشع ع
کے زمانہ مین ہوا پس آیت فانہا محرمۃ سے استدلال صحیح نہین ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ طاعون
رجز کی تفسیر نہین بالکل غلط ہے کیونکہ حمل مین اتحاد شرط ہے پس جیسا یہہ صحیح ہے کہ
الطاعون رجز ویسا ہی یہہ بہی صحیح ہے الرجز طاعون تفسیر کبیر مین لکہا ہے بعث اللہ
علیهم الطاعون حتی مات من الغداۃ الی العشی خمس وعشرون الفا ولم یبق
منهم احد ہم مانتے ہین کہ رجز کو معنے عذاب کے بہی آتے ہین لیکن اس آیت مین رجز
کے معنے طاعون کے ہین جو فی نفسہ عذاب ہے۔ لیکن آپکی تفسیر کہ اونکو وادی تیہ مین محروم
رکہنا مراد ہے یہ کسی اہل سنت سے منقول نہین پس الکلام المبین مین جو توجیہ کی ہے
سب مردود ہے۔ میرے خیال مین اس تفسیر کا ماخذ سید احمد نیچری کی تفسیر ہے سے
دع عنک آراء الرجال وقولهم ÷ فقول رسول اللہ ازکی واشرح۔ (نمبر ۱۰ صفحہ ۱۶)
قولہ یسمعون کلام اللہ من غیرهم ای انهم نبذوا کتاب اللہ **اقول** حضرت
عبد اللہ بن عباس رض وغیرہ کا قول ہے کہ موسے علیہ السلام نے ستر آدمی بنی اسرائیل
مین سے پسند کیے۔ اونہون نے اللہ کا کلام بلا واسطہ سنا جب واپس آئے تو تحریف
کر ڈالی اور اللہ کا حکم نہ مانا۔ اس آیت مین وہ ستر آدمی مراد ہین۔ آپکی تفسیر سے یہہ
مطلب ظاہر نہین ہوتا چونکہ اللہ تعالے کا کلام بلا واسطہ سننا ایک قسم کا معجزہ حضرت
موسے کا تہا جسکو خرق عادت یا خلاف قانون قدرت کہا جاتا ہے۔ پس آپ نے اسکے
نئے معنے کئے کہ جس سے یہہ معجزہ ثابت ہی نہ ہو۔ چلو چہوٹی ہوئی پنجابی مین مثل مشہور
ہے نہ نیتی نہ قضا کیتی۔ (نمبر ۱۱ صفحہ ۱۹) **قولہ** هاروت وماروت بدل من الشیاطین
اقول مفرد کا جمع سے بدل ڈالنا کونسی کتاب نحو مین لکہا ہے۔ لفظ ہاروت وماروت

کو تثنیہ بنانا ہی آپکی علمیت اور فاضل کہلانیکی کافی دلیل ہی اتنا ہی نہین جانتی کہ معطوف اور معطوف علیہ حکم واحد کا رکھتے ہین نہ تثنیہ کا علاوہ برین بدل اور مبدل مین اسقدر جملہ اجنبیہ سے فاصلہ کہان جائز ہے بالفرض اگر ہاروت اور ماروت کو بدل بناکر شیطان قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ ملائکہ مین سے نہ تھے بلکہ شیطانون مین سے تھے جیساکہ آپکی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے تو صحیح حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔ حاکم نے سند صحیح سے اور بیہقی نے سنن کبرے مین حضرت ام المومنین عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ ایک عورت اہل دومۃ الجندل سے بعد انتقال پر ملال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ طیبہ مین آئی الخ اسیطرح ابن منذر نے اوزاعی سے نقل کیا ہی۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی پارہ اول مین بڑی بسط اور تفصیل کے ساتھہ اس قصہ کو لکھا ہے خوف طوالت سے مین نے یہان نقل نہین کیا۔ حوالہ کافی سمجھتا ہون غرض اس حدیث سے ہاروت و ماروت کا فرشتون سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مخالفون کے اعتراضات جو اس قصہ پر وارد ہوتے ہین سب کی جوابات تفسیر عزیزی مین مفصل لکھے ہوئے ہین۔ صریح لفظ قرآن شریف وما انزل علے الملکین کا مدلول سطابقی اور احادیث صحیحہ مرفوعہ اور اقوال صحابہ کرام اور کتب سابقہ کے عبارات پورے طور سی کہہ رہے ہین کہ ہاروت و ماروت فرشتے تھے۔ سب سی بڑھکر یہ امر ہے کہ اس قصہ کو گروہ عظیم نے نقل کیا ہے۔ البتہ مین بہی یہہ کہونگا کہ اصل قصہ بے شک صحیح ہے اسمین کئی قسم کی افراط تفریط ہوئی ہے نفس قصہ کی صحت مین تامل کرنا دور از انصاف ہے بڑے بڑے اہل حدیث نے اسکو صحیح کہا ہے قال الشیخ زکریا الانصاری الحق ما افاد شیخنا الحافظ الشہاب ابن حجر ان لہا طرقًا تفید العلم بصحتہا فقد رواہا مرفوعۃ الامام احمد وابن حبان والبیہقی وغیرہم وموقوفۃ علی علی وابن مسعود وابن عباس وغیرہم باسانید صحیحۃ ہذا کلہ فی کتاب

الزواجر ان شئت التفصیل فطالعہا (نمبر ۱۲ صفحہ ۲) **قولہ** حتی غایۃ لرفع الحاجۃ لا لنسخ الحکم **اقول** اڑہائی اینٹ کی آپکی مسجد ہمیشہ سب مفسرین سے علیحدہ ہی رہتی ہے۔ آپکے نزدیک یہہ آیت منسوخ نہین اور مفسرین اسکو منسوخ مانتے ہین۔ معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ آیت سیف یعنے فاقتلوا المشرکین نے اسکو منسوخ کیا اور حتی یاتی اللہ بامرہ سے مراد قتل مشرکین ہے۔ جمہور مفسرین بہی اسی طرف گئے ہین رفع حاجت جسکو آپ مغیا قرار دے رہی ہین ماقبل حتی کے اوسکا ذکر نہین۔ اب آپ ہی ذرا انصاف فرماوین کہ آپکی تفسیر کہانتک صحیح ہے (نمبر ۱۳ صفحہ ۱۱) **قولہ** من بعد میثاقہ فی الدنیا عند احتیاجہم الی اللہ تعالے **اقول** اگر یہ کتاب اللہ پر زیادتی اپنی رائے سے نہین کی تو اور کیا ہے کیا میثاق انکا دنیا مین ہوا تھا یا روز ازل جبکہ فرمایا الست بربکم قالوا بلی شہدنا والمعنی اللہ سبحانہ لما خلق ادم ومسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریتہ واخذ علیہم العہد وہولاء ہم عالم الذر وہذا ہو الحق الذی لا ینبغی العدول عنہ ولا المصیر الی غیرہ لثبوتہ مرفوعًا الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وموقوفا علی غیر واحد من الصحابۃ (فتح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ عہد اونکا روز ازل ہوا نہ دنیا مین۔ پہر آپکا کہنا ہم کیونکر مان لیوین آپ نہ کوئی حدیث پیش کرتے ہین اور نہ آیت (نمبر ۱۴ صفحہ ۲۱) **قولہ** فثم وجہ اللہ توجہہ سبحانہ بالقبول۔ **اقول** یہہ بہی سلف صالحین اور جمہور مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہے۔ وجہ کے معنے اسجگہ قبلہ اور جہت سو درست ہے۔ قال فی الجمل قبلتہ التی رضیہا عبارتہ غیرہ فثم وجہ جہۃ التی ارتضاہا قبلۃ وامر بالتوجہ نحوہا انتہے۔ وفی المختار الوجہ والجہۃ بمعنے والہاء عوض من الواو پس یہہ کہنا کہ جدہر مونہہ پہیرو تم ادہر ہی ہے اللہ کی توجہ بالقبول غلط اور غیر صحیح ثابت ہوا بلکہ صحیح یوں ہے کہ جدہر تم مونہہ کرو ادہر ہی ہے جہت اور قبلہ اللہ کا۔ یعنی اوسکا بنایا ہوا کیونکہ

تمام چیزون کا خالق وہی ہے خالق کل شی لا الہ الا ھو - الا لہ الخلق والامر -
اس آیت کا شان نزول اور لغت عرب اور سیاق و سباق آپکی تفسیر کو مردود کرتا
ہے (نمبر ۱۵ صفحہ ۲۳) **قولہ** الا من سفہ نفسہ ای اجہل نفسہ **اقول** اس
وقت مجھکو ایک حکایت یاد آئی جو بعض لوگون کو شاید معلوم ہوگی کہ ایک جاہل
کسی گاؤن مین گیا - اور کسی مسجد یا تکیہ مین ایسا سکوت اختیار کیا کہ تمام لوگ
سمجھ گئے کہ یہہ شخص بڑا فاضل اور لائق ہے کچھہ عرصہ اسیطرح گذرا لوگون کا ہجوم
و ازدحام اسقدر ہوا کہ تل پہینکنے کی جگہ بہی نرہی - مثل بہنبہونکی گرد اگرد اوسکے جمع ہوگئے
اتفاقاً ایک روز اوسکی زبان سے ایسا لفظ نکلا کہ لوگ حیران ہوئے اور سمجھ گئے کہ
یہہ تو پرلے درجہ کا جاہل ہے ؎ چو در بستہ باشد چہ داند کسی + کہ جوہر فروش
است یا پیلور - سنتے ہی تمام مجمع منتشر ہوگیا - اور وہ تن تنہا رہگیا - پہر کیا تہا جون
ہی یہہ حالت ناگفتہ بہ دیکہی فوراً بوریا بسترہ باندہا اور چلتا بنا - سو آپکا حال ہے کہ
اگر ایسی تفسیر نہ لکہتے تو قلعی نہ کہلتی - اور نہ زمرہ علماء مین ندامت اوٹہانی پڑتی
بہلا یہہ تو فرمائے کہ اجہل باب افعال سے کسنے لکہا ہے - اور سفہ فعل لازمی کی تفسیر
اجہل فعل متعدی سے کسنے کی ہے - برین عقل و دانش ہزار آفرین - اور اجہل
اسم تفضیل تو میان چسپان ہو ہی نہین سکتا - اسکے جواب مین یہہ کہنا کہ یہہ
تو سہو کاتب ہے اتنے کہنے سے کیا خلاصی ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ بڑی کوشش
سے تفسیر کا اغلاط نامہ مرتب کیا گیا ہو - اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ مین مادہ علمی
تفسیر بنانیکا تو درکنار تفسیر سمجھنے کا سلیقہ نہین - ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا - علوم عربیہ
مین آپکو کچھہ مہارت نہین ورنہ ایسی ڈبل غلطی کیون کہاتے - تفسیر کبیر مین لکہا ہے
قال الحسن الا من جہل نفسہ وخسر نفسہ وحقیقتہ انہ لا یرغب عن
ملۃ ابراہیم الا من جہل نفسہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ اجہل باب افعال

سے لکھنا نہ صرف جہالت ہے بلکہ عدم واقفیت ہی تفاسیر اہل سنت پر۔
(نمبر ۱۶ صفحہ ۲۴) **قولہ** امۃ وسطاً ذا فضیلۃ **اقول** یہ بہی حدیث صحیح کے برخلاف ہے۔ آپ نے وسط کی تفسیر صاحب فضیلت سی کی ہے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل سے فرمائی ہے۔ قال فی الفتح وقد ثبت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم تفسیر الوسط ھٰھنا بالعدل رواہ احمد والترمذی وصححہ النسائی وغیرھم فوجب الرجوع الی ذلک۔ جب تک قول اور فعل مین تابعداری اللہ اور رسول کی آپ نکرینگے دعوی اہل حدیث ہونیکا جہوٹھہ ہو خصوصاً تفسیر القرآن مین۔ (نمبر ۱۷ صفحہ ۲۵) **قولہ** وان الذین اوتوا الکتاب الخ الی ان قال لما فی کتبھم من التصریحات الخ **اقول**۔ کلام بے ربط اور بے تعلق کو آیت کی تفسیر مین لانا کونسی دانائی ہے۔ اس آیت مین ذکر قبلہ کی طرف توجہ کرنیکا ہے۔ اور جس عبارت کو آپنے تورات سے نقل کیا ہے اوس سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اخرالزمان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونگے چنانچہ آپنے بہی بعد اختتام اسی عبارت کی ہمارے مطلب کی تصریح کی ہے باین الفاظ فھذہ وامثالھا کلھا اشارۃ الی ظھور خاتم الانبیاء محمد ن المصطفی صلے اللہ علیہ وسلم پس قبلہ کو اس سے کیا تعلق۔ فلا یتم التقریب۔
(نمبر ۱۸ صفحہ ۲۵) **قولہ** یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ای التحول الی الکعبۃ الخ **اقول** تمام مفسرین اہل سنت نے لکہا ہے کہ یعرفونہ کا ضمیر منصوب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہرتا ہے اور آپ تحول کی طرف پہیرتے ہین۔ یعرفونہ محمد ابنعتہ وصفتہ (جامع البیان) معلوم نہین کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو جمہور مفسرین سے کیا کاوش ہے کہ خواہ نخواہ بہی آنکی مخالفت پر تلے ہوئے ہین۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ید اللہ علے الجماعۃ دوسری حدیث مین فرمایا من

فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ باوجود اتنی تاکید کے پھر بھی امرتسری مفسر صاحب کو نہ سوجھی کہ مین سلف صالحین اور جمہور امت کی مخالفت نکرون - (نمبر۱۹ صفحہ۲۶) **قولہ** یات بکم اللہ ای یجمعکم ایام الحج لقولہ تعالی واذ جعلنا البیت **اقول** ایام حج مین جمع کرنیکا اسجگہ ذکر نہین اگر ایسا ہو تو صریح واقع کی برخلاف ہو گیا سب پر حج فرض ہے جمہور مفسرین کہتے ہین کہ آیت کا ترجمہ یہہ ہے کہ لائیگا خدا تم سبکو مطلب یہہ کہ اللہ تعالی قیامت کے دن سبکو اوٹھائیگا - اہل حق اور اہل باطل مین امتیاز کے لئے جزا اور سزا دینے کے لیے میدان حشر مین سبکو جمع کریگا (جامع البیان یحشرکم الیہ ویجازیکم - معلوم نہین کہ آپ ایسی معنے کہان سے کہتے ہین کہ جبکا ثبوت نہ حدیث سے نہ اقوال صحابہ وائمہ مجتہدین سے کیا تفسیر القرآن بالقرآن یہی ہے (نمبر۲ صفحہ ۳۱) **قولہ** ان ترک خیرۃ الوصیۃ الی ان قال بین سبحانہ ھذہ الوصیۃ لقولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الخ **اقول** یہہ بھی تفسیر نبوی کے برخلاف ہے یہہ وصیت اور ہے اور آیت میراث مین وصیت اور آیت یوصیکم مین وصیت کی معنے عہد کی ہین - اور آیت مذکورہ مین وصیت سے مراد وہ وصیت ہے جو مرنیوالا پس ماندگان کے لیے کرتا ہے یہہ وصیت قبل نزول آیت میراث اقارب کے لیے واجب تہی - آیت میراث نے اسکو منسوخ کیا - دیکھو حدیث صحیح مین یون آیا ہے ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیت لوارث علماء حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ واہل حدیث بلکہ کل امت قائل ہے کہ آیت ان ترک خیرۃ الوصیۃ کی وصیت وارثون کی لیے منسوخ ہے آپکی تفسیر سے اسکا منسوخ ہونا ثابت نہین ہوتا پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر تفسیر نبوی اور تمام تفاسیر اہل سنت کی برخلاف ہے آپکو اگر نسخ برا معلوم ہوتا ہے تو آیت

ما ننسخ من ایۃ اور واذا بدلنا ایۃ مکان ایۃ مین نسخ کا کیون اقرار کیا (نمبر ۲ صفحہ ۳) **قولہ**
شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ای انزل فی فریضۃ صیامہ حکم القران
لتفریع قولہ فمن شھد منکم الشھر الخ **اقول** یہہ بہی صریح آیت کی تحریف ہے آپکی غرض
یہہ ہے کہ آیت کے معنے درست یون ہے کہ رمضان کی فرضیت کے متعلق قرآن مجید مین حکم
نازل ہوا۔ اتنی تحریف کی آپکو کیا ضرورت پیش آئی تمام مفسرین اہل سنت نے اسکو معنے
یون کئے ہین کہ ماہ رمضان مین قرآن مجید نازل ہوا جیسا دوسری آیت نے خود ہی اسکی
تفسیر کی ہے فرمایا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ۔ بس بحکم القران
یفسر بعضہ بعضا مشہور معنے درست ہی اور آپکی تفسیر اسلیے کہ قرآن اور حدیث کے برخلاف
ہی مردود ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نیچری نے بہی اسی کے موافق ترجمہ لکہا ہے اور حاشیہ مین
اس توجیہ کو پسند کیا ہی معلوم ہوتا ہے کہ آجکل آپکو ذرا نیچریون کی طرف چونکہ رغبت زیادہ ہے
لہذا اونکی تفسیر کو آپنے بہی پسند کیا ہی ایسوا ندہی تقلید حرام ہی (نمبر ۲ صفحہ ۳۲) **قولہ**
والفتنۃ اشد من القتل ای مکرھم اللیل والنہار۔ **اقول** ۔ شاباش برین ہمت مردا
تو۔ پچہلے بزرگون سے جب تک ایک قدم آگے نہ رہینگے تو آپکا نام کیسے ہوگا۔ جمہور صحابہ
اور تابعین اور سلف خلف اور عامہ اہل سنت نے اسجگہ فتنہ کی تفسیر شرک سے کی ہی فسر الفتنۃ
بالشرک ھھنا عامۃ السلف من الصحابۃ والتابعین (حاشیہ جامع البیان) اور آپ فتنہ
کے معنے مکر اور فریب سے کرتے ہین (نمبر ۲ صفحہ ۳۱) **قولہ** احل لکم ای ابیح لکم ابتداء الا بعد المنع
اقول ۔ بس صاحب یہہ تفسیر آپکو ہی مبارک رہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
یہہ کیا تفسیر ہے جس مین تفسیر نبوی کی مخالفت بہری ہوئی ہے۔ جمہور امت کی علما حتی کہ
مذاہب اربعہ کی مقتداؤن نے بہی تسلیم کیا ہے کہ ابتداء اسلام مین یہہ حکم تہا کہ اگر رمضانکو
رات کو سو جائے یا عشا کی نماز پڑھ لے تو کہانا اور پینا اور جماع حرام ہو جاتا۔ پہر اللہ تعالے
نے مہربانی فرماکر اس حکم کو منسوخ کیا وایضاح ذلک انہ کان فی ابتداء الامر اذا افطر

الا رجل حل له الطعام والشراب والجماع الی ان یصلی العشاء الاخرة او یرقد قبلها فاذا صلی ها او رقد قبلها حرم علیه ذلك الی اللیلة القابلة فواقع عمر رض اهله بعد ما صلی العشاء فلما اغتسل اخذ یبکی ویلوم نفسه فاتی النبی صلی اللہ علیه وسلم واعتذر الیه فقام رجال واعترفوا بالجماع بعد العشاء فنزل فیه احل لکم احل) اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کی راتون مین حضرت ؐ کے حکم سے جماع وغیرہ منع ہوا تھا ورنہ حضرت عمر رض وغیرہ کو معذرت کی کیا حاجت تھی۔ جن لوگون نے صحابہؓ کے حالات پڑہے یا سنے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ صحابہ رضؓ کوئی بات بدون حکم حضرت ؐ کے نکرتے تہے اور نہ کبھی اپنی رائے کو احکام شرع مین دخل دیتے تہے حضرت علیؓ سے منقول ہے لو کان الدین بالرای لکان اسفل القدم اولی من اعلاہ بالمسح ولنعم ما قیل ؎ گر باستدلال کارے دین بودے ✤ فخر رازی راز دار دین بودے۔ ابو داؤد مین لکھا ہے کان الناس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلوا العتمة حرم علیهم الطعام والشراب یہہ ہی حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ حلت مذکورہ بعد النسخ نازل ہوئی ہے۔ اسیواسطے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے سنت کا قرآن سے منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے وفیه جواز نسخ السنة بالقران۔ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ کے ہوتے ہوئے حاشیہ مین اسقدر سینہ زوری اور تعصب سے انکار نسخ نہین تو اور کیا ہی۔ خدا ایسی سمجھ کسی کو نہ دے آمین ثم آمین۔

(نمبر ۲۴ صفحہ ۴۳) **قوله** فی ایام معدودات هی ثلاثة ایام منی فی الحج **اقول** اسکی غلط ہونے مین کسکو شک ہی۔ تمام تفسیرون مین لکھا ہے کہ ایام معدودات چہار یوم ہے دس تاریخ سے تیران تک وهی اربعة ایام یوم النحر وثلاثة ایام بعده صرح بذلك جماهیر السلف تفسیر کبیر مین لکھا ہی فعلمنا ان الایام المعدودات هی ایام التشریق اسکی ثبوت مین ایک حدیث بہی لکہی ہے اور اسکے آگے لکھا ہی وهذہ

الایام الثلاثۃ مع یوم النحر کلھا ایام النحر و ایام رمی الجمار فی ھذہ الایام الاربعۃ الخ
اس سے معلوم ہوا کہ ایام معدودات چہار یوم ہین دسوین اور تین روز بعد اسکے جنکو ایام
تشریق بہی بولتے ہین ایسی مخالفت پر آپکی تفسیر کب مقبول ہو سکتی ہے۔ ایسی ردی تفسیر
اگر آپ نہ لکہتے تو تمام جہان مین بدنامی کیون ہوتی اور علماء کرام اسکے رد مین فتوے
کیون دیتے ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد * عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ (نمبر۲ صفحہ ۳۶)

قولہ فان خرجن بانفسھن الخ الی ان قال فلیس علی ورثۃ المیت اثم الخ **اقول**
جمہور صحابہ اور اکثر ائمہ سلف کا قول ہے کہ یہہ حکم منسوخ ہے ناسخ اس حکم کا آیت
یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا ہے لیکن آپکی تفسیر سے اسکا نسخ ثابت نہیں
ہوتا۔ پس اصحاب اور اہل حدیث کی مخالفت آپکے ہی حصہ مین آئی ہے آپکو سلامت رہے
ے چون نداری کمال و فضل آن بہ * کہ زبان در دہان نگہداری۔ (نمبر۲ صفحہ ۴۰) **قولہ**

قولہ وسع کرسیہ السموات ای علمہ و حکومتہ **اقول** تمام اہل حدیث
کا مذہب ہے کہ خدا کی کرسی ایک شی موجود و مخلوق کا نام ہے۔ علم اور حکومت
جو ایک ذہنی امر غیر موجود فی الخارج ہے اسکو کرسی نہیں کہتے۔ حدیث مین آیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ما السموات
السبع عند الکرسی الا کحلقۃ ملقاۃ بارض فلاۃ وان فضل العرش
علی الکرسی کفضل الفلاۃ علی تلک الحلقۃ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قسم کہا کر فرمایا کہ ساتون آسمان کرسی کے نزدیک ایسے ہین کہ جیسے انگوٹھی وغیرہ
زمین صاف پر ہو۔ اور عرش رب العلمین کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسی زمین
کی اس انگوٹھی پر۔ اس حدیث کو حاکم اور ابن جریر اور ابن مردویہ اور بیہقی نے
روایت کیا اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ
کرسی موضع قدم رب العلمین کا نام ہے۔ پس آپکی تفسیر تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ

کے برخلاف ہے - اور معتزلہ جہمیہ نیچریہ وغیرہ فرق ضالہ کے موافق ومطابق ہے -
المرء مع من احب - (نمبر۲ صفحہ ۴۴) **قولہ** فصرھن املھن ای اجعلھا مائلۃ الیک
بحیث اذا دعوتھا تمیل الیک ۱؎ **اقول** انکی اس تقریر سے حضرت ابراہیم ع کا معجزہ
اور کیفیت احیاء موتی اور اطمینان قلبی حضرت ابراہیم ع کا ثابت نہیں ہوتا اس تفسیر
مین نیچری وغیرہ گمراہ فرقہ اپنے پیشقدمی اور سبقت لیگئی ہین - آپنے صرف انکی کاسہ
لیسی کی ہے اور بس - گمراہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم ع نے ان جانورون کا قیمہ نہین
کیا البتہ اپنی طرف انکو ہلایا اور کہچایا تہا - بدنصیبون سے پوچہنا چاہئے کہ اس صورت پر
صریح نص کی مخالفت لازم آتی ہے اور جواب وسوال مین مطابقت نہین ہوتی امام
بخاری نے لکہا ہے صرھن قطعھن یعنی صرہن کے معنے قیمہ کرو انکو ہے - اور جس لغت
مین صرھن کے معنے ہلانا لکہا ہے اوس مین ٹکڑے کرنا بہی لکہا ہے - گویا
ایک ہی لفظ کے دو معنے ہوئے اسیواسطے جلالین مین لکہا ہے صرھن املھن وقطعھن
ان تمام باتون کو چہوڑ کر اگر آپ لفظ جزء کی طرف توجہ کرین تو فطرت رہنمائی کریگی
کہ جزء سے مراد ہر واحد کی جزء ہے نہ مجموع من حیث المجموع کی لکونہ متبادرا الی الفہم والتبادر
علامۃ الحقیقۃ امام رازی نے بہی تفسیر کبیر مین بڑے زور سے لکہا ہے کہ جانورون کو
قیمہ کیا گیا - اللہ تعالی نے اپنے خلیل کی دلجوئی اور اطمینان قلبی کے لئے مردہ جانورون
کو زندہ کیا - اور یہہ کہنا کہ امام رازی نے ابو مسلم منکر ذبح طیور کے استدلالات کا جواب
نہین دیا اور خود بہی معتقد تہا کہ ٹکڑے ٹکڑے نہین ہوئے سراسر غلط اور افترا ہے - دیکہئے مین پوری عبارت
تفسیر کبیر کی نقل کرکے بتادیتا ہون کہ امام نے ابو مسلم کے قول کا بڑے زور سے رد کیا
اور ثابت کیا کہ جانور ذبح ہوئے تہے اور پہر اللہ کے حکم سے زندہ ہوئے واحتج القائلون
بالقول المشہور بوجوہ الاول ان کل المفسرین الذین کانوا قبل ابی مسلم اجمعوا
علی انہ حصل ذبح تلک الطیور وتقطیع اجزائھا فیکون انکار ذلک انکار الاجماع

والثانی ان ماذکرہ غیر مختص با براھیم علیہ السلام فلا یکون لہ فیہ مزیۃ علی الغیر والثالث ان ابراھیم اراد ان یرہ اللہ کیف یحیی الموتی فظاہر الایۃ یدل علی انہ اجیب الی ذلک وعلی قول ابی مسلم لا یحصل الاجابۃ والرابع ان قولہ ثم اجعل علی کل جبل منھن جزأ یدل علی ان تلاث الطیور جعلت جزأ جزأ قال ابو مسلم فی الجواب عن ھذا الوجہ انہ اضاف الجزء الی الاربعۃ فیجب ان یکو المراد بالجزء ھو الواحد من تلاث الاربعۃ و الجواب ان ماذکرتہ وان کان محتملاً الا ان حمل الجزء علی ماذکرناہ اظہر والتقدیر فاجعل علی کل جبل من کل واحد منھن جزأ او بعضا الخ

یہہ عبارت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ امام ذبح طیور کا معتقد تھا کیونکہ اول ابو مسلم کا قول مع اوسکے دلائل کے لکھنا اور بحث کر اخیر پر مشہور قول کی تائید کرنی اور ابو مسلم کو منکر اجماع کہنا اور ساتھہ ہی یہہ بھی لکھنا کہ ظاہر آیت کا اسپر دال ہے کہ اونکے ٹکرے ٹکرے کیے گئے ان تمام وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کا ہرگز یہہ خیال نہ تھا کہ جانور ذبح نہیں ہوئے ہمارے ہمعصر سفیر امرتسری نے امام مذکور کو معتزلی بنانیکی بڑی کوشش کی لیکن الحمد للہ کہ وہ اسپر بھی ناکامیاب رہا اس تقریر سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ امام نے ابو مسلم کو اجماع شرعی کا منکر قرار دیا ہے دوسرا یہہ کہ مشہور ہر جگہ خلاف تحقیق پر نہیں بولا گیا اور نہ یہ کوئی مسلم مسئلہ معقولیوں کا ہے کہ ہر جگہ مشہور خلاف تحقیق کے آتا ہے ورنہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہوتا فانخسف ما قلت فی الکلام المبین۔ تفسیر کبیر کے سمجھنے کی اگر لیاقت نہ تھی تو تفسیر حقانی اردو ہی دیکھہ لی ہوتی اسمیں مولوی عبد الحق صاحب دہلوی نے لکھا ہی۔ خدا نے فرمایا تو چار پرند جانور لیکر چند روز انکو اپنے پاس رکھہ پھر سب کا قیمہ کرکے تھوڑا تھوڑا پہاڑ کی مختلف چوٹیوں ٹیلوں پر رکھہ دے اور پھر ایک کو بلا۔ تیری پاس دوڑ کر چلا آویگا چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مور کبوتر۔ اور مرغ۔ اور کوا لیا۔ اور اسیطرح سے کیا۔ پھر جسکو پکارا اوس کے اجزا مجتمع ہوکر

زندہ ہوا اور ابراہیم عہ کے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ تفسیر عربی مین تو آپنے جو کچھہ دست اندازی اور تحریف کی تہی سو وہ بجز عربی دانون کے اور کسیکو معلوم نہ تہی لیکن رسالہ ترک اسلام بر ترک اسلام اردو مین جو کچھ آپنے زہر اگلا ہے اوسکا اثر ہر اردو خوان پر بہی پڑیگا یا نہ تبلاؤ کہ خدا کو کیا جواب دوگی یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ (نمبر ۲ صفحہ ۱۵) **قولہ** والا فالنسخ الاصطلاحی لا یکون الا فی الانشاءات

اقول اکی تقریر کا لب لباب یہہ ہی کہ آیت ان تبدوا ما فی انفسکم منسوخ نہین۔ مین کہتا ہون کہ یہہ صریح حدیث کا انکار ہی۔ صحیح مسلم اور مسند امام احمد مین حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس سے روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ کرام کو سخت غم پہونچا۔ اور حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو ہلاک ہوگئے۔ کیونکہ ہم لوگون کے دل ہماری اختیار مین نہین۔ کئی قسم کی خطرات و وسواس دل مین پیدا ہو جاتے ہین اور اگر ہمارا حساب ہو تو فرمائیے پہر ہم لوگونکا ٹہکانا کہان ہوگا چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تہے سنتے ہی ارشاد فرمایا کہ قولوا سمعنا واطعنا فقالوھا فنزلت امن الرسول الخ فنسخہا وتجاوز لہم عن حدیث النفس۔ تفسیر کبیر مین اسکے بعد اور بہی الفاظ حدیث کے آئے ہین فنسخت ھذہ الآیۃ فقال النبی صلعم ان اللہ تجاوز عن امتی ما حدث بہ انفسہم ما لم یعملوا او یتکلموا بہ۔ خلاصہ کلام یہہ ہی کہ دلکی خیالات اور وساوس کو اللہ تعالی نے معاف فرما کر حکم آیت ان تبدوا کو منسوخ کیا۔ حضرت علی رض جو شہر علم کے دروازہ تہے اور حضرت ابن عباس جو رئیس مفسرین اور حبر است تہی اور کعب احبار و ابن مسعود وغیرہ جو صحابہ مین سے جلیل القدر تہے سب کا یہی مسلک تہا کہ یہ آیت منسوخ ہی۔ رہا یہہ اعتراض کہ نسخ انشا مین ہوتا ہی نہ خبر مین اور آیت ان تبدوا خبر ہے۔ جواب اسکا یہہ ہی کہ وہ خبر جو حکماً انشا ہو اسمین بہی نسخ جائز ہے۔ دیکہو حاشیہ صحیح بخاری وما تعلق من الاخبار بالامر والنہی فالنسخ فیہ جائز۔ چونکہ آپکا دل نیچریون کی طرح نسخ سی گہبراتا ہی اسیو سطی تبدوا کے معنے تفعلو سے کئے ہین اب کہئے کہ آپکی تفسیر نص قرآنی اور حدیث نبوی اور اقوال اصحابہ کے برخلاف

ہوئی یا نہین - علماء نے جو تفسیر کے مردود ہونے پر فتوی دیا درست ہی یا غلط - میری ناقص عقل
مین آپکی تفسیر اگر صحیح اور مطابق ائمہ سلف ہی تو پھر دنیا مین کوئی تفسیر غلط نہین ہو سکتی - گمراہ
اور اہل بدعت نے جو تفسیرین لکھی ہین وہ بھی صحیح کہنی چاہیئے - اونکی تفسیرون مین اور آپکی تفسیر
مین کچھ فرق نہین ہین وہ بھی تفسیر نبویکا اتباع نہین کرتے - آپنے بھی اُنکی تقلید سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا اتباع نہین کیا - (نمبر ۲۹ صفحہ ۵۳) **قولہ** والراسخون فی العلم مبتدء . **اقول** اس کلمہ کو
مبتدا بنانیسے آپکی تفسیر کا اکثر حصہ ردی ہو جاتا ہے - نحو میر پڑہنیوالا بھی خیال کر سکتا ہے
کہ اس تقریر پر آیات متشابہات اور حروف مقطعات وغیرہ کے معنے آپنے کیون لکھے - اللہ پر سپرد کرنے
چاہیئے تہے کما ہو مذہب الراسخین فی العلم اگر وہ معانی صحیح ہین تو اس فقرہ کو مبتدا بنانا غلط
ہوتا ہے آپنے رسالہ آیات متشابہات مین اسکا جواب ضعیف پیرایہ مین دیا ہے کہ اسکو مبتدا اسلئے بنایا
ہے کہ آیات متشابہات کے معنے امور تشبہ علی بعض الناس لبعدھا عن المشاھدۃ
کاحوال البرزخ والحشر والنشر والحساب یوم القیامۃ کئے ہین - مین کہتا ہون کہ یہہ تو
من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اہل حدیث ان معنی کو کب تسلیم کرتے ہین - فتح البیان مین
لکہا ہے والاولی ان یقال ان المحکم ھو الواضح المعنی الظاھر الدلالۃ باعتبار نفسہ او باعتبار
غیرہ والمتشابہ مالا یتضح معناہ اولا یظھر دلالتہ باعتبار نفسہ ولا باعتبار غیرہ
یعنے آیت متشابہ وہ ہے جسکے معنے ظاہر نہ ہون یا دلالت اوسکی اپنے معنے پر ظاہر نہ ہو اسی معنے کو تمام اہل
حدیث نے پسند کیا اور ترجیح دی ہے دیکھو تفسیر اتقان - علاوہ اسکے اس آیت کا سیاق وسباق بھی
آپکے قول کی تردید کرتا ہے - کیونکہ یہہ معنے تو علاوہ راسخین فی العلم کے عامہ مسلمان بھی جانتے ہین
کہ حساب ہوگا قیامت ہوگی سوال منکر نکیر وغیرہ سب ہوگا اسپر توقف کی کیا ضرورت
اور راسخون فی العلم کو مبتدا بنانا چہ معنے دارد اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ جو لوگ متشابہات
کے درپے ہوتے ہین اونسے بچو اسکی کیا وجہ - (نمبر ۳۰ صفحہ ۵۶) **قولہ** قالت ھو من عند اللہ کانت
علیہا السلام تنسب ما کان عندھا الی اللہ **اقول** آپکی غرض یہہ ہے کہ مریم پر غیر موسم کا

میوہ نہین آتا تہا پس کوئی معجزہ نہ ہوا۔ البتہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے جب مریمؑ سے سوال
کیا تو مریم نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے یہہ اونکی عادت تہی کہ جب اونسے کوئی سوال کرتا تو یونہی
ہی فرمایا کرتی تہین ۔ اسمین کوئی خرق عادت بات نہین پائی جاتی اسی کے موافق ڈپٹی نذیر
احمد دہلوی نیچری نے اپنے ترجمۃ القرآن مین لکہا ہے اگر معجزہ اور خلاف قانون قدرت نہین
تہا تو حضرت ذکریاؑ نے خدا سے اپنے لیئے بیوقت اولاد کیونکر مانگی ھنالک دعا ذکریا ربہ ۔ جمہور
مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ یہ رزق مریم عند غیب سے غیر موسمی آتا تہا اصحابہؓ کا بہی
یہہ ہی قول ہے درمنثور مین آثار صحابہ بکثرت موجود ہین کہ بہشتی میوہ آتا تہا ۔ درمنثور کی
حدیث جسکو حضرت فاطمہ سے آپنے جواب اربعین مین نقل کیا ہے اُس سے بہی معجزہ ثابت ہوتا ہے
پس یہ حدیث اہل سنت کی موافق ہے نہ مخالف البتہ آپکی مخالف ہے کیونکہ الفاظ حدیث کی دلالت
کرتے ہین کہ معجزہ تہا جیسے ہم آیت زیر بحث مین معجزہ مانتے ہین ویساہی حدیث مین بہی معجزہ تسلیم کرتے ہین
معجزہ تسلیم کرتے ہین بخلاف آپکی کہ آپ دونو معجزون کی منکر ہین ۔ امام رازی نے تفسیر کبیر
مین اس معجزہ پر پانچ وجہ سے استدلال کیا ہے اور کہا کہ یہہ معجزہ ضرور ہوا ہے کما قال اما ان
یکون خارقا للعادۃ او لا یکون فان قلنا انہ غیر خارق للعادۃ فہو باطل من جہتہ
اوجہ الخ سلف صالحین کی مخالفت اور سید احمد نیچری کی تقلید مذموم سے یہہ خرابی پیش
آئی کہ آپ مسلمہ معجزات سے منکر ہو رہے ہین من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضلل
فلا ھادی لہ (نمبر ۱۲ صفحہ ۱۰) **قولہ** مکرو ومکر اللہ اخفی امرہ فی حفاظتہ ۔ **اقول**
مکر بمعنے اخفاء امر جمہور مفسرین اہل سنت کی برخلاف ہے علماء متقدمین و متاخرین
کسی نے آجتک خدا کو مکار نہین کہا ۔ لیکن اپنے بغیر سوچے سمجہے اسکے موافق ترکی اسلام
مین لکہدیا کہ خدا کو مکار کہنا صحیح ہے نعوذ باللّٰہ من ذالک اتنا بہی غور نکیا کہ خدا کی
تمام نام توقیفی ہین قیاسی نہیں ۔ مخالفون کا اعتراض اس سے رفع نہین ہو سکتا
جمہور مفسرین کی تقریر سے اوٹہہ سکتا ہے یعنی خدا کی طرف نسبت مکر کی صرف مقابلۃً

ہے نہ حقیقۃً۔ المکر فی العمل حیلۃ یجلب بہا غیرہ الی مضرۃ ولا یسند الی اللہ
تعالیٰ الا علی سبیل المقابلۃ (نمبر ۳۲ صفحہ ۶۲) **قولہ** وبثلثۃ الاف فی غزوۃ احد
اقول آپکا مطلب یہہ ہے کہ جنگ احد مین تین ہزار فرشتے مسلمانون کی امداد کو
لئے نازل ہوئے تہے محققین لکہتے ہین کہ جنگ احد مین اصحابہ کی امداد کو لئے ملائکہ نازل
نہین ہوئے۔ کیونکہ اصحابہ سے اس غزوہ مین صبر نہین ہو سکا۔ البتہ غزوہ بدر مین
ملائکہ نازل ہوئے تہے وقالوا لم یحصل الامداد یوم احد لا بخمسۃ الاف ولا بثلثۃ
لان المسلمین لم یصبروا بل فروا (جامع البیان) تفسیر کبیر مین ایسا ہی لکہا ہے
والجواب عنہ من وجہین الاول ان انزال خمسۃ الاف من الملئکۃ کان مشروطاً
بشرط ان یصبروا ویتقوا فی المغانم ثم انہم لم یصبروا ولم یتقوا فی المغانم بل خالفوا
امر الرسول صلعم فلما فات الشرط لا جرم فات المشروط الخ (نمبر ۳۳ صفحہ ۱۷) **قولہ**
انی ھذا ای من این ھذا۔ **اقول** اس موقع پر کلمہ استفہام مکان اور زمان کی
لیئے نہین آیا۔ بلکہ سوال عن الحال برسبیل تعجب کے لیے وارد ہوا ہے۔ جامع البیان کے
حاشیہ مین لکہا ہے ای کیف اصابنا ھذا الکسر والقتل ونحن نقاتل اعداء اللہ تو
فانی سوال عن الحال علی سبیل التعجب ولا ینا سب ان یکون انی بمعنے این و
متی لان الاستفہام لم یقع ھہنا من المکان والزمان ایسی اہل تفسیر پڑہنیسے نہ
لیاقت پیدا ہوتی ہے اور نہ کسی مدارس عربی کے نصاب تعلیم مین داخل ہونیکو قابل ہے اس پر
بہی مفسر امرتسری صاحب جامہ مین پہولے نہین سماتے کہین تو اپنے آپکو فاضل لکہتے ہین اور کہین
مفسر وغیرہ (نمبر ۳۴ صفحہ ۷۲) **قولہ** بقربان تاکلہ النار ای یحرقہ الکاھن بالنار اسکے حاشیہ
مین لکہا ہے والعجب ممن قید النار بالسماوی لیت شعری من این اخذ ھذا القید
اقول آپکا مدعا یہہ ہے کہ آسمانی آگ کا قربانی کو جلانا جسکو تمام مفسرین اہل سنت نے
مانا ہے ثابت نہین۔ بلکہ مطلب یہہ ہے کہ کاہن دنیا کی آگ سے جلاوے۔ تمام مفسرین

اہل سنت واہل حدیث کے برخلاف ہے - اس آیت مین اگر آگ آسمانی کا ذکر نہین تو کا ہر
کی آتش کا ذکر کہان ہے - سید احمد نیچری نے توراۃ وغیرہ کے حوالہ سے انہین معنے کو
پسند کیا ہو - اور آپنے اونکی خوشہ چینی کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
عمر کو توراۃ پڑہتے دیکہا - آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا والذی نفس محمد بیدہ لو
بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسی حیا و
ادرک نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی - رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسقدر غصہ
ہونا دلالت کرتا ہے کہ کتب سابقہ سے مسائل مین استنباط کرنا اور انکے روسے قرآن شریف
غیر مبدل وغیر محرف کی تفسیر کرنی جائز نہین - اما اس زمانہ پر فتن مین آپ جیسے اہل حدیث
اور سر نیچر جیسے مخرب دین پیدا ہوئے ہین کہ کتب محرفہ سے قرآن مجید جسکی شان مین یہہ آیت
نازل ہوئی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تفسیر کرتے اور لوگون کو گمراہ
کرتے ہین - اور امور غیر عادی کو محال عقلی اور غیر ممکن الوقوع سمجہتے ہین اور اللہ کی قدرت کاملہ
کو محدود وخیال کرتے ہین - چنانچہ آپکی تحریر رسالہ ترک اسلام کے اصول موضوعہ مین ا جن چیزون
مین مصنوعی تعلق ہے اونکا انفصال ممکن ہے - اور قدرتی تعلق کا انفصال ممکن نہین الخ
صاف تبلارہی ہے کہ مفسر امرتسری صاحب ومن یحذو حذوہ امور غیر عادی اور خرق
عادت کے منکر ہین اسلئے نتیجہ یہہ پیدا ہوا کہ آپ معجزہ شق القمر وغیرہ کے منکر ہین جیسے تمام
معجزات کا انکار کفر ہے ویسی ہی ایک کا منکر بہی کافر ہے آپکا اصول موضوعہ اگر تسلیم
کیا جائے تو تمام معجزات کا انکار کرنا پڑتا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نار کی حرارت
ذاتیہ جب فرو ہوگئی اور آپ نہ جلے تو بتلائے کہ حرارت کا قدرتی تعلق ذات نار سے منفصل
ہوا یا نہ - قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم - آپنے ترک اسلام مین جو کچہہ اس آیت
کی تحریف معنوی کی ہے اوسکی جوابدہی بہی قیامت کے دن ذمہ آپکے ہوگی اسی طرح معجزہ
شق القمر کو لیجئے کہ ایک جز وقمر کا قدرتی اتصال دوسرے سے انشقاق کے وقت منفصل

ہوا یانہ - غرض اگر آپکا اصول جدیدہ مخترعہ کو صحیح مانا جائے تو معجزات سے کہ جس پر دار مدار ایمان کا ہے انکار لازم آتا ہے اور اگر معجزات کو تسلیم کیا جائے تو آپکا اصول غلط ہوا جاتا ہے ایسا ہی آیت فیما نحن فیہا مین قیاس کر لیجئے - کہ بیضاوی اور رازی جیسے معقولی و فلسفی نے بہی اس معجزہ کو تسلیم کیا ہے اور کاہن کی آگ سو کسی نے مراد نہین رکہی - تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے بان لا نومن لرسول حتی یاتینا بھذہ المعجزۃ الخاصۃ کانت لانبیاء بنی اسرائیل وھوان یقرب بقربان فیقوم النبی فیدعو فتنزل نار سماویۃ فتاکلہ الخ اسی کو موافق تمام مفسرین اہل سنت نے بہی لکہا ہے کہ آسمانی آگ کا ذکر قربانی کو کہا جانیکا جناب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ و نشان طلب کرتے تہے - اونکی غرض یہہ نہ تہی کہ اگر کاہن دنیوی آگ سے قربانی کو جلادے تو ہم ایمان لاوینگے - کیونکہ یہہ تو معجزہ اور خرق عادت ہی نہین - امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی تفسیر مین نزول نار سماوی کا اعتراف کیا ہے ایک جگہ ابن عباس رض کی روایت سے لکہا ہے حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار ویکون لھا دوی خفیف تنزل من السماء دوسری جگہ لکہا ہے و ثانیہا ان نزول ھذہ النار واکلہا القربان معجزۃ فکانت ھی وسائر المعجزات علی السواء الخ اس حدیث سے اور تو جو کچہہ معلوم ہو رہا ہے سو ظاہر ہے لیکن سب سے بڑہکر یہہ ہے کہ اسمین آسمانی آگ کے اترنیکا ذکر ہے - کیونجی مفسر صاحب تو معلوم ہوا یا نہین کہ یہہ معجزہ ہے آسمانی آگ کا اترنا اور حدیث صحیح سے بہی ثابت ہے - غزا نبی من الانبیاء حتی فتح اللہ علیہ فجمع الغنائم فجاءت یعنی النار لتاکلہا فلم تطعمہا فقال ان فیکم غلولا فیبایعنی من کل قبیلۃ رجل فلزقت ید رجل بیدہ فقال فیکم الغلول فجاء برأس مثل راس بقرۃ من الذھب فوضعھا فجاءت النار فاکلتھا رواہ الشیخان - دوسری حدیث مین یون آیا ہے - ان الغنیمۃ لا تحل لاحد قبلکم کان النبی واصحابہ اذا غنموا جمعوھا ونزلت نار من السماء فاکلتھا - پس جب آسمانی آگ کا اترنا قرآن شریف اور حدیث نبوی اور اقوال صحابہ سے ثابت ہے تو آپکا انکار اور

ٹاٹمین ٹائین کون سنتا ہے۔ فلم نیکوہ الا غبی او غوی ؎ وکم من عائب قولا صحیحا
و آفتہ من الفہم السقیم۔ اور یہہ کہنا کہ حدیث مین مال غنیمت کو کہانیکا ذکر ہے۔ قربانی
کو کہانیکا ذکر نہین ہے علاوہ اسکے کیونکہ حدیث سے نار آسمانی کا نزول اور اسکا امکان ثابت ہوتا ہے
قربانی اور غنیمت کے کہانے مین کیا فرق ہے ورنہ آپ ہی کوئی حدیث صحیح یا کسی صحابی کا
قول نار کاہن کے ثبوت مین لکہتے دد و نہر خط القتاد (نمبر ۴ صفحہ ۷) **قولہ** ورابطوا
بینکم بالمودۃ والمحبۃ **اقول** آپکا مطلب یہہ ہے کہ رابطو کے معنی دوستی اور محبت سے
رابطہ رکہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر کے برخلاف ہے قال علیہ السلام الا
اخبرکم بما یمحو اللہ بہ الخطایا و یرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ
الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الوضوء فذالکم الرباط
(صحیح مسلم اور نسائی) حضرت ابن عباس بہی فرماتے ہین کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار
کا نام رباط ہے پس آپکی تفسیر تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ و جمہور مفسرین اہل سنت کے برخلاف
ہے۔ (نمبر ۳ صفحہ ۷) **قولہ** وخلق منہا ای من جنسہا زوجہا حوا۔ **اقول**
؎ بہر رنگے کہ آئی می شناسم ✤ من انداز قدت را می شناسم۔ حضرت حوا کی پیدائش
چونکہ ایک نرالی قسم کی تہی کہ جسمین معجزہ اور خرق عادت پایا جاتا تہا۔ اور ان دنون مین
آپکی طبیعت ایسی عجائبات کے ماننے سے رزا مستنفر ہے تو آیت کے ایسے معنے کئے کہ جس
سے خلاف قانون قدرت ثابت ہی نہو۔ لیکن تورات کا تاریخی واقعہ۔ اور جمہور اہل سنت
کے مسلمات خصوصاً احادیث صحیحہ کو کیا کیجیگا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مائی
حوا آدم علیہ السلام کی بائین پسلی سے پیدا ہوئی۔ تفسیر حقانی مین مفسر دہلوی نے لکہا ہے
اور جب اونکو تنہائی سے وحشت ہوئی تو اونکی بائین پسلی سے اونکی بیوی حوا کو اونکے سوتے
وقت بنا کر بٹہا دیا۔ ایسا ہی ہمارے دوست کرم جناب مرزا حیرت صاحب دہلوی نے ترجمہ
قرآن مین لکہا ہے وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا حَوَّا مِنْ ضِلْعٍ مِنْ اَضْلَاعِهَا (جامع البیان) تفسیر کبیر

کبیر کی ایک روایت بہی اسکی موید ہے۔ (نمبر ۲ صفحہ ۱۷) **قولہ** لیس لہ اصل ولا من الوالدین او الولد الخ **اقول**۔ آپکو نزدیک کلالہ اوس میت کو کہتے ہین کہ جسکے والدین اور اولاد نہ ہو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابؓ اور ائمہ اربعہ اور اجماع کے برخلاف ہی۔ حدیث مین آیا ہے کہ کلالہ وہ میت ہی جسکا باپ اور اولاد نہ ہو۔ والدہ کے نفی اسکے مفہوم میں داخل نہین اپنے والدہ کی نفی کہان سے سمجہی۔ اگر یہہ زیادتی کتاب اللہ پر نہین تو اور کیا ہے۔ وھو المیت الذی لا ولد لہ ولا والد قال ابن کثیر وبہ یقول اہل المدینۃ والکوفۃ والبصرۃ وھو قول الفقہاء السبعۃ والائمۃ الاربعۃ وجمہور السلف والخلف بل جمیعھم وقد حکی الاجماع غیر واحد وورد فیہ حدیث مرفوع (فتح البیان) (نمبر ۳ صفحہ ۱۷) **قولہ** ان تجتنبوا کبائر الخ فما نھی عنہ الشرع فھو کبیر لقولہ تعالیٰ وما نھی کم عنہ فانتھو۔ **اقول** آپکو نزدیک گناہ کبیرہ وہ ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ شریعت نے تو گناہ صغیرہ سے بہی منع کیا ہے۔ تلم یکن التعریف مانعا عن دخول الغیر۔ گناہ کبیرہ کی اس تعریف سو معلوم ہوتا ہے کہ آپ گناہ صغیرہ کے وجود کو منکر ہین۔ گناہ کبیرہ کی صحیح تعریف یہہ ہے کہ جسکی کرنے پر سخت عذاب ہو جیسے شرک اور سحر۔ قتل نفس بغیر حق اور یتیم کا مال کہانا وغیرہ وغیرہ کما صرح بہ الشیخ صاحب الجامع کل ذنب فیہ وعید شدید (نمبر ۳۹ صفحہ ۱۸) **قولہ** والذین عقدت ایمانکم انعقدت العھود بینکم ای الزوج والزوجۃ **اقول** اس آیت مین عقد زوجیت مراد لینے سی بجز انکار نسخ آپکو اور کیا فائدہ ہے لیکن تفسیر وحدیث سے واقف کبہی بہی اسجگہ عقد زوجیت مراد نہ کہیگا۔ تمام تفاسیر اہل سنت ناطق ہین کہ یہہ عقد مواخات اور حلیف بننیکا مراد ہے جو ابتداء اسلام مین ہوتا تہا۔ بعد مین اللہ تعالیٰ نے منسوخ کیا۔ بخاری مین ابن عباس سے منقول ہے وکان یرث المھاجری الانصاری دون ذوی رحمہ بالاخوۃ التی آخی بینھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فلما نزلت ولکل جعلنا موالی نسخت الخ (نمبر ۴ صفحہ ۸۱) **قولہ** وندخلھم ظلا ظلیلا ای نعماء دائمۃ لقولہ تعالی لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا لان الظل المعروف موقوف علی الشمس واذ لا فلا فالظل کنایۃ عن النعماء فافھم۔ **اقول** مفسر امرتسری صاحب فرماتے ہین کہ بہشتون مین سایہ نہ ہوگا کیونکہ وہان سورج ہی نہ ہوگا تو سایہ کہان سے ہوگا۔ ہم انی طور پر ثابت کرتے ہین کہ بہشتون مین بموجب فرمانے حضرت صلعم کے سایہ ضرور ہوگا۔ تو سورج بھی ضرور ہوگا یہہ نہین ہم کہتے کہ یہہ ہی آفتاب وہان ہوگا۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہین کہ ضرور ہوگا چاہے یہ ہو یا نیا بناکر لگایا جائے۔ منطقیون کی اصطلاح مین معلول سے علت کی طرف انتقال کرنا اور علم بالمعلول سو علم بالعلت حاصل ہونیکو دلیل انی کہتے ہین۔ جیسا علم بالدخان سے علم بالنار حاصل ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق بہشت مین ایک درخت ہے کہ اسکے سایہ مین سو سال تک اسوار چلے گا تب بہی اوسکا سایہ ختم نہ ہوگا پھر فرمایا آپنے پڑھو آیت وظل ممدود۔ یہہ حدیث اور آیت صاف کہہ رہی ہے کہ بہشتون مین سایہ ہوگا۔ اہل حدیث کا مذہب ہے کہ جب نص قرآنی اور حدیث نبوی اور اجماع امت کسی مسئلہ مین پایا جائے اور دوسری آیت کا ظاہری لفظ اوسکے مخالف ہو تو اس آیت کی تاویل اور صرف عن الظاہر کرنا چاہئے۔ بموجب اس مسئلہ اصول کی ضروری ہے کہ ہم آیت لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا کہ جس سو آپنے تمسک پکڑا ہے کچھ تاویل کرین تاکہ ایک آیت دوسری آیت کے مخالف نہ ہے فرمایا اللہ الذی نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا پس آیت لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا کہ یہہ معنے ہوئے کہ بہشتیون کو نہ زیادہ حرارت محسوس ہوگی اور نہ زیادہ برودت محاورہ عرب مین جیسا شمس کا اطلاق جرم شمس پر ہوتا ہے ویسا ہی اسکی حرارت پر ہوتا ہے لاحر فمخیع ولا برد مولہ بل

هواء معتدل (جامع البیان) آیت قرآنی او حدیث نبوی ؐ اور اجماع امت کو ہوتے
ہوئے بغیر قرینہ صارفہ عن المعنی الحقیقی کے تاویل کی جائے تو وہ تحریف ہوتی ہی خصوصاً
جبکہ قرائن مانعہ عن التاویل بھی موجود ہون۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تاویل کرنیوالا اگر
حدیث کو صحیح الثبوت ومسلم المراد سمجھکر تاویل کرتا ہے تو الزام تحریف سے ہرگز بری
نہین ہو سکتا۔ صحیح الثبوت ومسلم المراد کے یہہ معنے کہ یہہ حدیث حضرت صلعم کا قول
غیر منسوخ ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد بھی وہی معنے ہے جسکو مئول
اول نے ترک کیا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے سیف چشتیائی مین بڑی وضاحت
سے اس مسئلہ کو لکھا ہے۔ غرض مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری الزام اور لزوم تحریف سے
بری نہین ہو سکتے (نمبر ۱۳ صفحہ ۹۲) **قولہ** ویغفر مادون ذلک لمن یشاء وتفصیل مشیتہ
فی قولہ فاما من ثقلت موازینہ الخ **اقول** معلوم نہین کہ آپ سوتے ہوئے لکھہ رہے ہین
یا کوئی اور قصہ ہے۔ کہان کی آیت اور کہان لگا رہے ہین ذرا ہوش کرو فاما من ثقلت مین
مشیت الٰہی کا ذکر کہان ہے۔ اسمین تو یہہ ہے کہ جسکا ترازو قیامت کے دن بھاری ہوگا
وہی عیش اور مزے مین ہوگا۔ اس مین اللہ جل جلالہ نے اپنا عدل بیان فرمایا ہے اور آیت
ویغفر مادون مین صفت مشیت اور رحیمی کا ذکر ہے فاین ھذا من ذلک فافھم ولا تکن من
الغافلین۔ (نمبر ۲۴ صفحہ ۹۴) **قولہ** فلیبتکن اذان الانعام ای یغیرون ما خلق اللہ
الی غیرہ **اقول** اسکو حاشیہ مین آپنے لکھا ہے کہ تبتیک الاذان کنایہ ہے مین پوچھتا ہون
کہ کنایہ کے معنے ملزوم سے ارادہ لازم کا کرنا۔ اور وہ یہان صادق نہین آتا۔ کیونکہ تبتیک
الاذان کو نسبت الی غیر اللہ لازم نہین۔ بلکہ ظاہری معنے آیت کے یعنی یشقونھا ہی مراد ہے
کفار کی رسم تہی کہ جب اونٹنی پانچ بچے جن لیتی تو اوسکے کان پہاڑ ڈالتے اور اوپر سوار نہ ہوتے
اور نام اوسکا بحیرہ رکہتے چنانچہ سورۃ مائدہ مین مفصل ذکر ہے۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ
اسمین نسبت الی غیر اللہ کو کیا تعلق (نمبر ۲۴ صفحہ ۹۵) **قولہ** نفی شک منہ ای یعتقدون

امراً خلاف الواقع اشارة الى ان الشك ههنا بمعنى الخلاف لا بمعنے تساوی النسبتہ فقط۔
اقول کیون نہ ہو آخر فاضل ہین۔ اس زمانہ سے پہلے اگر آپکا وجود دنیا مین آتا تو اسوقت آپ ہی امام فن لغت مانے جاتے۔ اب تو ہم بھی مجبور ہین ؎ قلت الفضل للمتقدمین
سبحان اللہ بلکہ ہو تو ایسا ہو۔ شک بمعنے اعتقاد امر خلاف واقع نئی لغت یا آپکی خاص اصطلاح ہے والا تمام مفسرین اور قرآن کا سیاق آپکی تردید کرتا ہے کیونکہ فقرہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ سے سمجھا جاتا ہے کہ اونکو اذعان اور اعتقاد حضرت مسیح کے قتل کا نہ تھا بلکہ تردد اور شک تھا پس اگر شک کے معنے اعتقاد خلاف واقع لیے جاوین تو نفی علم کی اور وجود اسکا لازم آتا ہے کیونکہ اعتقاد اور علم واحد شی ہے۔ گو انکا اعتقاد خلاف واقع کا ہو لیکن علم ضرور ہے۔ پس مالھم بہ من علم کیسے صحیح ہو سکتا ہے فیلزم اجتماع النقیضین لان العلم والاعتقاد شیء واحد کما قال العلامۃ فی التہذیب العلم ان کان اذعانا للنسبۃ فتصدیق والا فتصور۔ سیوطی تمام مفسرین نے شک کے معنے تردد کے کئے ہین۔ عربی کی لیاقت نہین تو تفسیر قادری اردو ہی دیکھہ لی ہوتی۔ اور تحقیق جن لوگون نے اختلاف کیا حضرت عیسی ؑ کے شان مین البتہ شک اور تردد مین تھے اوسکے قتل سے۔ جامع البیان مین لکھا ہے لفی شک منہ تردد من قتلہ آیت ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ مین لفظ علم اور یقینا قابل غور ہے۔

(نمبر ۴ صفحہ ۱۰۷) **قولہ** ولم یتقبل من الاخر قابیل وقد اطلعا بواسطۃ آدم انہ تقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر الخ **اقول** یعنے آدم ؑ کے واسطہ سے معلوم ہوا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی نہین ہوئی۔ یہہ نہین کہ آسمان سے آگ آئی اور ایک کی قربانی کو کہا گئی اور دوسری کو چھوڑ گئی یہہ بھی تمام اہل سنت سلف و خلف کے برخلاف ہے۔ سب مفسرین اہل سنت نے لکھا ہے کہ ہابیل کی قربانی کو آگ آسمانی نے کہا لیا اور قابیل کی قربانی کو نہ کہایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہین عن

ناس من الصحابة قرب ھابیل جزعة سمینة وقرب قابیل حزمة سنبل فوجد فیھا سنبلة عظیمة ففرکھا فاکلھا فنزلت النار فاکلت قربان ھابیل وترکت قربان قابیل یعنے ایک جماعت صحابہ سے روایت ہے کہ ہابیل نے ایک موٹا اور تازہ دنبہ اور قابیل نے ایک دستہ خوشونکا قربانی کیا۔ اسمین بہی ایک خوشہ عمدہ کو ہاتہہ سے ملکر کہالیا۔ پس آسمان سے آگ اوتری اور ہابیل کی قربانی کو کہا گئی اور قابیل کی قربانی کو چہوڑ گئی۔ اخرجہ ابن جریر۔ امام رازی نے بہی تفسیر کبیر مین اسکا اقرار کیا ہے چنانچہ لکہتے ہین قیل کانت علامة القبول ان تاکلہ النار وھو قول اکثر المفسرین وقال مجاھد علامة الرد ان تاکلہ النار والاول اولی لاتفاق اکثر المفسرین علیہ وقیل ماکان فی ذلک الوقت فقیر یدفع الیہ ما یتقرب بہ الی اللہ تعالی فکانت النار تنزل من السماء فتاکلہ الخ اس مین اپنے نیچری کی تقلید کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تابعداری چہوڑ دی اگر حضرت صلعم کا عشق اور تابعداری کا خیال ہوتا تو تفسیر صحابہ کو تفسیر نیچری پر مقدم سمجہتے اور مراتب کا لحاظ رکہتے سے گر فرق مراتب نکنی زندیقی صحابہ جب کسی آیت کو حضرت صلعم سے سنتے تاوقتیکہ اوسکو بخوبی سمجہہ نہ لیتے آگے نہ چلتے اور پہر اوسپر پورا عمل کرتے۔ تفسیر ابن کثیر کے مقدمہ مین لکہا ہے کہ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے حضرت صلعم کی خدمت اقدس مین کئی دفعہ قرآن شریف سن اولہ الی آخرہ سنایا ہر مرتبہ ایک ایک آیت مین ٹہرتا اور استفسار کرتا تہا۔ بغیر سمجہے ذرا بہی آگے نہ چلتا تہا عن ابن مسعود قال کان الرجل منا اذا تعلم عشر ایات لم یجاوزھن حتی یعرف معانیھن والعمل بھن پس تفسیر صحابہ عین تفسیر نبوی سمجہنے چاہیے۔ جیسے تفسیر نبوی حجت ہے ویسے ہی تفسیر صحابہ بہی حجت ہے اور ایک کا منکر گویا دوسرے کا منکر ہے (نمبرہ صفحہ ۱۱) قولہ ما فرطنا فی الکتاب ای علم الباری اقول جیسے اس آیت مین آپنے تحریف کی ہے ویسے ہی آیت وعندہ ام الکتاب (فی لوح محفوظ) والا فی کتاب مبین وانہ فی ام الکتاب

لدینا لعلی حکیم مین بھی کی ہے سب جگہ علم خدا لکھا ہے اور لوح محفوظ کا انکار کیا ہے تمام
مفسرین اہل سنت سلف وخلف مانتے ہین کہ لوح محفوظ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے
معالم التنزیل اور تفسیر عزیزی مین حضرت ابن عباسؓ کا قول دربارہ لوح محفوظ کہ وہ تختی ہے
مشرق سے مغرب تک الخ درج ہے امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ چونکہ متعدد روایات
لوح محفوظ کو وجود پر آچکی ہین لہذا بجز تسلیم واقرار ہم چارہ نہین دیکھتے۔ در منثور مین
ابن عباسؓ سے روایت ہے عن طاؤس قال جاء رجل الی ابن عباسؓ ممن حضر موت
فقال لہ یا ابن عباس اخبرنی عن القرآن الکلام من کلام اللہ ام خلق من خلق
اللہ قال بل کلام من کلام اللہ اوما سمعت اللہ یقول وان احد من المشرکین
استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ فقال لہ الرجل افرایت قولہ انا جعلنہ قرانا
عربیا قال کتبہ اللہ فی اللوح المحفوظ بالعربیۃ اما سمعت اللہ یقول بل ھو قرآن
مجید فی لوح محفوظ المجید ھو العزیز ای کتبہ اللہ فی اللوح المحفوظ اس سے
معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کو عربی زبان مین لوح محفوظ مین لکھا اگر لوح محفوظ
مراد علم خدا سے ہو جیسا کہ آپنے لکھا ہے تو ظرفیت شی کی اپنے نفس کو لئے لازم آتی ہے
کیونکہ قرآن بھی اللہ کا علم ہے تو معنے یہہ ہوئے بل ھو علم فی علم فیلزم ظرفیۃ الشی
لنفسہ وھو محال ومایلزم منہ المحال فھو ایضا محال نیچریون اور دہریون
کے قول کو چھوڑ دو اور اپنا ایمان بچاؤ جو قیامت کو کام آوے (نمبر ۶۴ صفحہ ۱۴۱) **قولہ**
یوم یاتی بعض آیات ربک الخ ھو یوم الموت **اقول** آپکے نزدیک اس آیت مین یوم
سے موت کا دن مراد ہے۔ یہہ بھی تفسیر نبوی کے برخلاف ہے حضرت صلعم نے
اوس دن کی تعیین یون فرمائی ہے یعنے جس روز آفتاب کا طلوع مغرب سے
ہوگا وہ دن مراد ہے۔ یہہ ایک عظیم الشان نشانی ہے قیامت کبرے کی جلدی
آنیکی جب اس نشان کا ظہور ہوگا تو دروازہ توبہ کا بند کیا جاویگا۔ صحیح بخاری

مین حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلعم لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربہا فاذا راٰھا الناس امن من علیہا فذلک حین لا تنفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا ؎ دوسری حدیث مین یون بہی آیا ہے ثم قرء یوم یاتی بعض ایات ربک تفسیر کبیر مین بہی ایسا ہی لکہا ہے واجمعوا علی ان المراد بہذہ الایات علامات القیامۃ عن البراء بن عاذب قال کنا نتذاکر امر الساعۃ الخ برائے خدا ذرا انصاف سے فرمادین کہ آپکی تفسیر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر کے اب بہی مخالف ہے یا نہین نہین ضرور مخالف ہے ؎ خلاف پیغمبر کسی راہ گزید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید۔ بلکہ کل امت اہل حل وعقد کے برخلاف ہے اگر موافق ہے تو سید احمد نیچری اور مرزا قادیانی کے ہے۔ آخر الذکر نے کسی رسالہ مین لکہا ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین طلوع آفتاب از مغرب سے مراد شائع ہونے اسلام کا ہے ممالک مغربی مین اور وہ زمانہ یہہ ہی ہے کیونکہ میری کتابین دور دراز ممالک مین مثل یورپ وغیرہ کی پہیل گئی ہین اور لوگ مسلمان ہوتے جاتے ہین الخ یہہ بہی صریح حدیث کے برخلاف ہے کیونکہ حدیث مین خاص دنکا ذکر ہے نہ زمانہ غیر متناہی کا۔ نیز جا ہے کہ بہر اسوقت دروازہ توبہ کا بند ہو پس ایسے وقت مین دیانت کا دعوے رسالت خود اوسکی تکذیب کرتا ہے کیونکہ بعثت رسول ایسے وقت مین کہ جب توبہ قبول ہی نہ ہو عبث اور فضول ہوتی ہے۔ غرض قرآن وحدیث کی مخالفت مین مولوی ثناء اللہ صاحب اور مرزا قادیانی دونون مساوی ہین۔ اول الذکر نے یوم کی تعیین یوم الموت سے کی۔ اور موخر الذکر نے زمانہ ممتد اور غیر متناہی سے کی ہے فہما متساویان فی مخالفۃ القران والسنۃ الصحیحۃ افسوس ان لوگون نے سماع اور نقل کو چہوڑ کر آیات کے ایسے معنے کیے کہ آجتک کسی اصحابی اور خیر القرون سے منقول نہین ہوئے کاش امام غزالی کا فیصلہ دربارہ تفسیر بالرائے ہے اگر دیکہہ لیتے تو اچہا ہوتا دالوجہ

الثانی ان یتسارع الی تفسیر القرآن بظاهر العربیة من غیر استظهار بالسماع
والنقل فیما یتعلق بغرائب القرآن وما فیه من الالفاظ المبهمة والمبدلة وما
فیه من الاختصار والحذف والاضمار والتقدیم والتاخیر فمن لم یحکم
ظاهر التفسیر وبادر الی استنباط المعانی بمجرد فهم العربیة کثر غلطه ودخل
فی زمرة من یفسر بالرای فالنقل والسماع لابد منه فی ظاهر التفسیر اولا
لیتقی به مواضع الغلط (احیاء العلوم) یعنے جو شخص تفسیر ظاہری منقول از نبی صلعم
وصحابہؓ کو چھوڑتا ہے اور مجرد فہم عربیت سے معانی کا استنباط کرتا ہے اکثر غلطی مین
واقع ہوتا ہے اور مفسرین بالرائے کے گروہ مین داخل ہوتا ہے پس مفسر کے لیے ضروری
ہے کہ اول تفسیر ظاہری منقول کو لکھے تاکہ غلطی سے بچ جائے یہہ ہے خلاصہ امام غزالی
کی تقریر کا۔ اگر ایک طرف اسپر دہیان کیا جاوے اور دوسری جانب مولوی ثناء اللہ صاحب
کی تفسیر کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنی تفسیر مین اس مسلمہ
اصول کو چھوڑا اور اکثر جگہ تفسیر نبوی اور آثار سلفیہ کو متروک کر کے نئی چال چلے ہین
(نمبر ۱۴ صفحہ ۱۲۳) **قولہ** والوزن ای مقدار الاعمال بای وجه کان یومئذ الحق
فمن ثقلت موازینه ای کثرت اعمالهم الصالحة الخ **اقول** مین کہانتک آپکی
عبارت کی صلاحیت کرون ع لن یصلح العطار ما افسد الدهر یہہ تفسیر بھی
تفسیر نبوی اور جمہور مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہے۔ میزان کا ثبوت بہت حدیثون
مین آیا ہے فرمایا خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان ایک حدیث مین آیا ہے
ان رجلا ینشر علیه تسعة وتسعون سجلا کل سجل مد البصر الخ (معالم) ان
حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن نامہ اعمال ترازو مین تولے جاوینگے
یہہ تو آپ جانتے ہین کہ دنیا مین اعراض کا وجود قائم بالغیر ہوتا ہے۔ مگر قیامت کو
یہہ ہی اعراض مثل صوم وصلوۃ ودیگر اعمال صالحہ جوہر بنائے جاوینگے۔ ہمارے اور

آپکے نزدیک انقلاب ماہیت زرا دشوار معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک محال نہین پس
میزان مین اعمال کا تلنا محال نہین بلکہ ممکن ہے ثقلت کے معنے کثرت سے بہی جمہور مفسرین
اہل سنت کے برخلاف ہے - فقہ اکبر کی شرح مین ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ میزان حق ہے یعنی
ترازو مین اعمال اور نامہ اعمال کا قیامت کے دن تولا جانا حق ہے - قرآن وحدیث سے ثابت
ہے - آپکی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میزان کو جیسے مسلمان مانتے ہین تسلیم نہین کرتے
امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین اور رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ میزان حق ہے -
(نمبر ۸ ہم صفحہ ۳۷۰) **قولہ** لا تفتح لهم ابواب السماء ای لا یصعد اعمالهم الصالحة الی اوج القبول
اقول یہ بہی تفسیر نبوی کے برخلاف ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ ایمان دار کا روح جب
بدن سے نکلتا ہے تو فرشتے آسمانون کی طرف اوس روح کو لیجاتے ہین اور آسمانون کے
دروازے کہولے جاتے ہین ساتوین آسمان تک ایسا ہی ہوتا ہے اور کافر کے روح کے لیے
آسمانون کے دروازے کہولے نہین جاتے چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
حتی ینتهی بها الی السماء الدنیا فیستفتح له فلا یفتح له ثم قرء رسول الله صلعم لا تفتح لهم ابواب
السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط رواہ احمد حضرت ابن عباسؓ فرماتے
ہین لا تفتح لارواحهم وتفتح لارواح المومنین تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ آسمانون کی طرف
ارواح کا چڑہنا اور کفار کی ارواح کی لئے آسمان کی دروازون کا نہ کہلنا مراد ہے اور اسیکو پسند کیا ہے
چنانچہ اول لکھا ہے قال السدی وغیرہ لا تفتح لهم ابواب السماء وتفتح لارواح المومنین
ویدل علی صحة هذا التاویل ما روی فی حدیث طویل ان ارواح المومنین تعرج بها
الی السماء فیفتح لها - اور دوسرے مقام پر لکھا ہے والیها تصعد لارواح حال فوزها
بکمال السعادات الخ پس آپکا کہنا کہ مراد عدم صعود اعمال الی اوج القبول نہ صرف تفسیر
نبوی کے برخلاف ہے بلکہ تمام اہل سنت کے بہی برخلاف ہے البتہ نیچری اور معتزلہ وغیرہ
گمراہ فرقون کے موافق ہے ایسی موافقت آپکو سلامت رہے - چونکہ آیت اور حدیث

مذکور سے آسمان اور اسکے دروازونکا ثبوت ہوتا تھا اور اصحاب نیچر کے یہ برخلاف ہے لہذا آپ
بھی انہین کی روش پر چلے ہین بناءً علی ہذا اگر آپکی تفسیر مردود نہ ہو تو اور کیا ہو -
(نمبر ۹۴ صفحہ ۱۹۲) **قولہ** ثم استوی علی العرش ای نفذ احکامہ علی ما خلق ودبر امرہ
لقولہ تعالی وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا **اقول** اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ
آپ پکے نیچری ہین - اہل سنت کہتے ہین کہ استوا کے معنے اس آیت مین استقرار کے ہین یعنی
خدا کی ذات عرش پر بے مثل و بے کیف ہے - ابو داؤد باب الرد علی الجہمیۃ مین لکھا ہے -
ثم اللہ فوق ذلک یعنے خدا اس سے اوپر عرش پر ہے - حجۃ الوداع مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے تمام اصحابہ کے روبرو آسمان کی طرف اشارہ حسیہ کر کے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہیو کہ مین
نے تمام احکام پہونچا دیے - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لونڈی سے سوال کیا کہ
خدا کہان ہے اوسنے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش
ہو گئے اور انکار نکیا - بلکہ فرمایا کہ یہہ مومنہ ہے - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بخت
کی روح کو آسمانون کی طرف لیجاتے ہین حتی تنتھی الی السماء التی فیہا اللہ - مائی زینب رض
فرماتی ہین کہ اللہ نے میرا نکاح ساتوین آسمان پر کیا - اس سے دیگر امہات المومنین پر فخر کرتی
تہین - حضرت صدیق اکبر نے مجمع عام اصحابہ مین خطبہ پڑہا - درمیان وعظ کے فرمایا اے لوگو
جسکا خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہا وہ تو فوت ہو گیا - اور جسکا خدا آسمانون مین ہے وہ زندہ
ہے نہین مرا ان کان الھکم الذی فی السماء فان الھکم لم یمت ایسے عظیم مجمع مین کہ جس
مین عشرہ مبشرہ اور اہل بیت اور دیگر جمیع اصحابہ موجود ہون ایسا پر زور خطبہ سنانا اور
کسیکا انکار نکرنا دلالت کرتا ہے کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کا بہی یہہ ہی ایمان تہا کہ خدا عرش
پر ہے - طبرانی اور حارث اور ابن شاہین نے معاذ رض سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے مکروہ رکھتا ہے اپنے آسمان پر کہ ابو بکر رض اقوال و افعال مین
خطا کرے ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطا ابو بکر فی الارض (صواعق محرقہ) حضرت صلعم

کا جسم عنصری کے ساتھ خدا کی ملاقات کے لیئے شب معراج مین آسمانون پر جانا اور حضرت عیسے علیہ السلام کا جسد عنصری کے ساتھہ آسمانون پر اوٹھایا جانا - فرعون لعین کا خدا سے لڑنیکے لیے آسمانون کی طرف جانا - اور خداوند تعالے کا آخر شب مین آسمان دُنیا کی طرف نزول فرمانا اور پھر صبح کے نزدیک واپس عرش برین پر چلے جانا یہہ تمام سچے واقعات کہلے طور پر کہہ رہے ہین کہ اللہ تعالے عرش پر بالذات ہی ایسا فوق نہین کہ وہ عرش کی طرف محتاج ہو بلکہ عرش اور کل مخلوقات اوسکی طرف مُفتقر اور محتاج ہے - علامہ ابن قیم نے نونیہ مین لکھا ہے ؏ والیہ قد صعد الرسول وقبلہ + عیسی ابن مریم صاحب البرھان - آیت بل رفعہ اللہ الیہ مین لفظ الیہ قابل غور ہے مائی ام سلمہ سے منقول ہے کہ خدا عرش پر مستقر ہے منکر اسکا کافر ہے - امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر کے وصیت نامہ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے - ملا علی قاری نے اوسکی شرح مین اسپر بڑا زور دیا ہے کہ خدا عرش پر ہے - امام شافعی رح - امام احمد رح - امام مالک رح اور تمام محدثین مصنفین صحاح ستہ وغیرہ کا یہہ ہی مذہب ہے کہ خدا عرش پر ہے - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ خدا کے لیے جہت علو ثابت ہے معتزلہ کہتے ہین کہ استوا کے معنے غلبہ اور استیلا کے ہین واولت المعتزلۃ الاستواء بالاستیلاء (معالم) ؏ قالوا استوی استولی وذا من جھلہ + لغۃً وعقلاً ماھما سیان + نون الیھو ولام جہمی ھما + فی وحی رب العرش زائدتان (نونیہ ابن قیم) یعنے یہود اور معتزلہ مین کچھہ فرق نہین - اونہون نے حطۃ مین ایک نون زائد کیا اور حنطہ کہا اور انہون نے لام زائد کیا - استوی کا استولی بنایا - پس یہہ عقیدہ رکہنے والا یا اپنی تفسیر مین اسکو پسند کرنیوالا پکا معتزلی ہے - مولوی ثناء اللہ صاحب اور معتزلہ اور نیچریہ نے اثبات مدعا مین جس شعر سے استدلال کیا ہے یعنی ؏ قد استوی بشر علی العراق + من غیر سیف ودم مھراق - سو اسکے کئی جواب ہین

اول یہہ کہ اس شعر مین استوی مقابلہ کے لیئے آیا ہے اور قران مجید مین مقابلہ کے لئے نہین
آیا۔ کیونکہ خدا کا کسی سے مقابلہ کر کے بعد عرش پر مستوی ہونا نہین آیا بخلاف شعر کے کہ اوسمین
مقابلہ کے بعد بشر کا عراق پر مستوی ہونا آیا ہے اس مین استیلا اور غلبہ اگر ہو تو ہمارے مدعا
کے برخلاف نہین۔ دوسرا جواب یہہ کہ ہم شعر مین بہی استوی کے معنی استقر سے کرتے
ہین۔ یعنے بشر خون ریزی کے بغیر عراق پر ٹہر گیا۔ شاعر کی غرض اگر بشر کا غلبہ مراد ہوتا
تو صرف عراق کا ذکر کیون کرتا۔ کیونکہ بشر کا غلبہ خون ریزی جسکے بغیر اور جگہ بہی ہوا تہا پس
ثابت ہوا کہ اسجگہ بہی استوا کے معنے ٹہرنیکے ہی ہین نہ استیلا اور غلبہ کے۔ بادشاہون
کا قاعدہ بہی ہے کہ محل قیام اور دار الخلافہ اونکا ایک ہی جگہ ہوا کرتا ہے۔ شاعر کی غرض
بشر کا محل استقرار بیان کرنا ہے نہ غلبہ۔ تیسرا یہہ کہ اسجگہ بہی بشر کا تخت عراق پر بیٹہنا مراد
ہی یعنے بغیر لڑائی کے تخت عراق پر بیٹہ گیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے امام رازی کو اپنے ساتہ
ملانیکی کوشش کی ہے لیکن آپ جانتے کہ امام کوئی ایسا شخص نہ تہا کہ ہر جگہ تفسیر مین تو معتزلہ
کو رد کرتا اور اسجگہ اونکی تقلید کر بیٹہتا۔ سنیئے امام رازی نے آیت ثم استوی علی العرش
کو متشابہات سے شمار کیا ہے اور لکہا ہے کہ متشابہات مین ہمارا مذہب یہہ ہے کہ توقف
کرنا اور اللہ پر اسکا علم سپرد کرنا چاہیئے۔ تفسیر سورہ آل عمران ملاحظہ ہو۔ پس یہہ کہنا کہ امام
رازی نے استوی کے معنے استیلا اور نفوذ احکام علی المخلوق پسند کئے ہین۔ محض اتہام
اور افترا ہے۔ تفسیر کبیر مین قفال کو معتزلی لکہتا ہے تو یہان معتزلہ کا قول کیون پسند
کرتا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر کبیر کی عربی عبارت کو سمجہا نہین۔ محاورہ عربی بیان
کرنیسے مفسر امرتسری صاحب یہہ سمجہ گئے کہ امام رازی نے قفال کے مذہب کو پسند کر لیا ہے
حاشا وکلا ھذا بہتان عظیم۔ غرض مولوی ثناء اللہ کی تفسیر اہل سنت کو مخالف ہے
معتزلہ اور نیچریہ اور جہمیہ کے موافق ہے۔ (نمبر ۵ صفحہ ۱۵) **قولہ** فارسلنا علیہم الطوفان
مطر البرد کما ھو مذکور فی الباب التاسع من الخروج من التورات الخ **اقول** اگر

نزدیک طوفان سے مراد اُولون کی بارش ہے بحوالہ عبارت توراۃ لیکن خاتم الانبیاء
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک طوفان کے معنے آگ وبا ہے حضرت ابن عباسؓ
سے بہی ایسا ہی منقول ہے حضرت عائشہؓ مرفوعاً روایت کرتی ہین کہ آل فرعون پر وبا
کا عذاب نازل ہوا تہا افسوس توراۃ کی عبارت آپکو بہ نسبت حدیث مصطفےٰ کے اچہی اور
بہتر معلوم ہوتی ہے تعجب اہل حدیث ہین - (نمبر ۱ صفحہ ۱۰۶) **قولہ** واتممناہا الی
الثلثین بعشر لانہ لم یتم لہ استعداد لاخذ الکتاب **اقول** آپ فرماتے ہین کہ موسےؑ کی
کی میعاد مین دس روز اسلئے بڑہائے گئے تہے کہ حضرت موسےؑ مین ابہی تک فیضان
الٰہی کے اخذ کرنے اور کتاب آسمانی کے لیئے کی استعداد پیدا نہین ہوئی تہی جیسے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجموعہ قرآن کا تحمل نہین کر سکتے تہے - ایسا ہی موسےؑ بہی مجموعہ
توراۃ کو برداشت نہین کر سکتے تہے - مین کہتا ہون کہ پہر موسےؑ پر دفعۃً توراۃ کیون
نازل کی گئی - پس آپکا کہنا غلط ہے - بلکہ صحیح وجہ ازدیاد میعاد کی یہ ہے - کہ ختم میعاد پر
حضرت موسےؑ نے مسواک کر لی تہی اور آپ روزہ دار تہے - آپکے دہان مبارک سے خوشبو
آئی اور فرشتون کو بہلی معلوم ہوتی تہی لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح
المسک سے پہر حکم نازل ہوا کہ دس روز اور روزہ رکہو تب توراۃ ملیگی - تمام مفسرین اہل
سنت نے اس قصہ کو نقل کیا ہے - تفسیر کبیر مین لکہا ہے الاول انہ تعالی امر موسی علیہ
السلام بصوم ثلاثین یوما وہو شہر ذی القعدۃ فلما اتم الثلاثین انکر خلوف فیہ فتسوک
فقالت الملئکۃ کنا نشم من فیک رائحۃ المسک فافسدتہ بالسواک فاوحی اللہ الیہ
اما علمت ان خلوف فم الصائم اطیب عندی من ریح المسک فامرہ اللہ تعالی ان
یزید علیہا عشرۃ ایام من ذی الحجۃ لہذا السبب دیکہا میان معقولی صاحب آخر امام بہی
تو منطقی تہا یہ تو ایسی حدیثون کو تفسیر مین لاتا ہے تمکو کیا ہو گیا کہ تفسیر بالرائے کو تفسیر نبوی
پر مقدم سمجہتے ہو - چونکہ اس مین ملائکہ کا صائم کی خلوف سے خوش ہونا جو آپکے نیچر کی خلاف

ہے ثابت ہوتا تہا اسواسطے اپنے از دیاد میعاد کی ایسی وجہ لکہی ہے کہ آجتک کسی اصحابی
اور تابعی اور خیر القرون سے منقول نہین ہوئی ۔ (نمبر ۲۵ صفحہ ۱۲۱) **قولہ** اترکہ یہ بحث بھذا
تمثیلی لعلماء اھل الکتاب الیہود والنصاری ۔ **اقول** یہہ قصہ بلعم بن باعورا کا ہے
جسکو تمام مفسرین اہل سنت نے نقل کیا ہے ۔ آپ اسکو ایک تمثیلی بناتے اور اصل قصہ
کا انکار کرتے ہین ۔ توریت سو بہی اس قصہ کا ثبوت ملتا ہے بہوسے عم اور نبی اسرائیل
پر بلعم بن باعورا کی بددعا توریت سے ثابت نہین ۔ البتہ بددعا کے لئے امادگی پائی جاتی ہے
(کتاب عدد ۲۳ - ۲۴ باب) تفسیر حقانی ۔ اس امادگی پر اللہ نے اوسکی مذمت کی ۔ قال
ابن عباسؓ وابن مسعود ومجاھد نزلت ھذہ الآیۃ فی بلعم بن باعورا (تفسیر کبیر)
حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور جمہور مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ بلعم
نے بددعا کی اور زبان اوسکی مثل کتے کی موںہہ سے نکل کر سینہ پر گر پڑی ۔ اور اسی عذاب
مین مرگیا ۔ چونکہ اسمین خرق عادت اور خلاف نیچر پایا جاتا تہا اور خلاف قانون قدرت
اور معجزات پر آپکا ایمان نہین اسیلیے توریت کی عبارت لکہکر اصل قصہ سے ہی انکار کردیا ۔
حالانکہ توریت کا پڑہنا اور اوس سے استدلال لانا حدیث سے منع آچکا ہے عن جابر
عن النبی صلعم حین اتاہ عمرؓ فقال انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان
نکتب بعضہا فقال امتہوکون انتم کما تہوکت الیہود والنصاری لقد جئتکم بہا
بیضاء نقیۃ ولو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی (نمبر ۳۰ صفحہ ۲۶) **قولہ** وللہ
الاسماء الحسنی ای الاسماء کلہا من ای لسان کانت صادقۃ علی اللہ تعالی لا علی غیرہ
اقول ۔ کیا خوب فقاہت اسیکو کہتے ہین ۔ آج ہمنے نیا مسئلہ آپکی تفسیر مین دیکہا کہ خدا
کو جس زبان مین پکارا جائے جائز ہے ۔ اگر کوئی یا پرمیشور یا یا اللہ کہے تو دونون جائز ہے عربی
زبان مین خصوصیت ان نامون کی جو حدیث مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان
فرمایا ہے مین ضروری نہین اکثر اہل حدیث اور جمہور ائمہ سنت والجماعت یہہ ہی کہتے

رہے ہیں کہ خدا کو عربی زبان میں ان ننانوے ناموں سے پکارو جو حضرت صلعم نے اپنی زبان
مبارک سے فرمائے ہیں۔ کیونکہ اسماء الٰہی توقیفی ہیں چنانچہ علامہ سیوطی نے اکلیل فی
استنباط التنزیل میں لکھا ہے ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها و ذروا الذين يلحدون
فی اسمائہ قال الاعمش یدخلون فیها ما لیس منها اخرجہ ابن ابی حاتم فاستدل بہ
علی ان اسماء الله تعالى توقيفية وانه لا يجوز ان يطلق عليه اسم لم يرد به الشرع
مولوی عبد الحکیم فاضل سیالکوٹی نے بیضاوی کے حاشیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ولا
يلتفت الى قول من قال انها ليست بتوقيفية۔ یہہ تو آجتک کسی مفسر اہل اسلام نے نہیں
لکھا کہ خدا کو ہر زبان میں پکارنا جائز ہے بجز آپکے۔ تبھی تو آپنے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں
آغاز تقریر کے وقت آریوں اور سناتن دہرمیوں کو نمستے سے سلام کیا۔ اور اپنی کتاب کا
نام حق پرکاش رکہا۔ شرعاً غیر قوموں کو ان الفاظ سے سلام کرنا منع ہے۔ حضرت صلعم
کے خطوط بنام غیر اہل اسلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کو سلام علی من اتبع الہدی
سے سلام کرنا چاہئے نہ نمستے وغیرہ سے خصوصاً آپ جیسے کو ہرگز نہیں چاہیے کہ زبان
سے ایسے الفاظ بولے کہ جس سے ایہام شرک ہو نمستے کے لفظ سے پرستش لغیر اللہ کی بو آتی
ہے نہیں تو کسی پورانی وضع کے ہندو سناتن دہرمی سے اسکے معنے پوچھ لیجئے۔

(نمبر ۴۵ صفحہ ۲۴۷) **قولہ تعالی عما یشرکون ہذہ التصویر لاولاد آدم المشرکین الخ**
وحدیث قصۃ آدم المروی فی الترمذی لیس بصحیح الخ اقول چھوٹا منہہ بڑی بات
کیا آپ صاحب جرح و تعدیل یا حافظ علم حدیث ہیں جو صحیح حدیث بر طریق محدثین کو ضعیف
اور غیر صحیح بتلا رہے ہیں۔ علامہ سیوطی جیسا بے نظیر جامع عالم جب اس حدیث کی توثیق اور
تصحیح کرے۔ تو آپ جیسے مفسر کی عدم تصحیح لائق سماعت کب ہو سکتی ہے۔ جلالین میں لکھا
ہے کہ یہہ حدیث صحیح ہے۔ نسائی اور ابن ابی حاتم۔ ابن جریر۔ امام احمد حنبل۔ حاکم
ترمذی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر سلف کا قول ہے کہ یہہ قصہ

درست ہے - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت حوا کو حمل ہوا تو انکے پاس ابلیس صورت بدل کر آیا اور کہا کہ شاید تیرے پیٹ مین جانور ہے اگر تو عبد الحارث نام رکھیگی - تو تیرے لیے اچھا ہوگا ورنہ زیست مشکل ہوگی حضرت حوا نے آدم علیہ السلام کے حکم سے عبد الحارث نام رکھا اور انکو معلوم نہ تہا کہ یہہ ابلیس کا نام ہے وھذا الیس اثم بل حقیقی لانهما ما اعتقدا ان الحارث ربه بل قصدا انه سبب علاجه فسماه الله تعالى شركا للتغليظ - (جامع البیان) الوجه الرابع فی التاويل ان نقول سلمنا صحة تلك القصة المذكورة الا انا نقول انهم سموا بعبد الحارث لاجل انهم اعتقدوا انه اى انما سلم من الافة والمرض بسبب دعاء ذلك الشخص المسمى بالحارث الخ (تفسیر کبیر) حدیث صحیح اور آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ خاص حوا اور آدم علیہ السلام کا ہے نہ انکی اولاد کا شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین - الثالث ان الحدیث صرح بان صاحبة القصة ھی حواء وقوله جعل منها زوجها انما ھو لحوى دون غیرھا فالقصة ثابتة ولا وجه لانكارها بالراى المحض - الرابع ان الحدیث ليس فيه الا ذكر حواء وكان هذا شركا فى التسمية ولم يكن شركا فى العبادة الخ یس آپکی تفسیر - قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ کے برخلاف ہے - (نمبر ۵۵ صفحہ ۱۷۰) قوله الان خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا اى امركم بالتخفيف لانه علم فى الازل انكم لن تستطيعوا ذلك فالشرط مفقود الخ فالاية ليست بمنسوخة لان كون الحكم مشروطا بشرط لا يوجب بنا فى النسخ الخ اقول اس قدر کہلبلی کیون مچاتے ہین - سید صاحب نیچریون کی طرح کیون نہین کہتے کہ قرآن مجید مین کوئی آیت منسوخ نہین - اس آیت مین تو نسخ صریح موجود ہے اسلیئے کہ اللہ تعالی نے پہلے فرمایا کہ اگر تم مین سے سو آدمی صابر ہون تو ایک ہزار پر غالب ہونگے یعنی ایک سو صابر ایک ہزار کفار سے جنگ کرے - یہہ جملہ شرطیہ گویا معنی امر ہے پہر حکم ہوا کہ ایک سو صابر دو سو سے جنگ کرے اسی طرح پہلے حکم ہوا کہ بیس آدمی

صبر کرنیوالے اور جنگ کی تکلیفون کو اوٹھانیوالے دو سو سے لڑدین یہہ حکم ہوا کہ دوگنون سے لڑدین۔ ان جملون مین کوئی ایسی شرط نہین جو منافی نسخ ہو۔ اور نہ کوئی حکم ایسی شرط پر معلق کیا گیا ہے جو منافی نسخ ہو۔ کیا اصحابہ نے واقعات حرب مین صبر کا ثبوت نہین دیا۔ نہین جیسا صبر انہون نے کیا اور کس سے ہو سکتا ہے۔ منطق سے آپ کام لیتے ہین لیکن بے محل تحقیق سے منطق پڑہتے تو ندامت کیون ہوتی۔ فان الشرط اذا کان فیہ معنی التکلیف جاز فیہ النسخ (وجیز) تمام مفسرین اہل سنت قائل ہین کہ یہہ آیت منسوخ ہے (نمبر ۶۵ صفحہ ۱۹۰) **قولہ** المسجد اسس علی التقوی من اول الخ ھو مسجد قباء **اقول** آیت مین لفظ مسجد دونون مسجدون قبا اور نبوی کو شامل ہے نزول اسکا مسجد قبا مین مسجد نبوی کو منافی نہین کما قال صاحب الجمل والتحقیق ان رواتہ نزولہا فی مسجد قبا لا تعارض تخصیصہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انہ مسجد المدینۃ فانہا لا تدل علی اختصاص اہل قباء بذلک آپ کو لازم تہا کہ تفسیر مین دونو مسجدون کی تشریح کرتے۔ لورود الحدیث کلا الجانبین۔ (نمبر ۷ صفحہ ۱۹۴) **قولہ** ان لہم قدم صدق عند ربہم مالا مرضیا۔ **اقول** امام بخاری نے قدم صدق کے معنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہین۔ بعض مفسرین نے کچھہ اور بہی تفسیر کی ہے۔ لیکن انکی تفسیر کسی سے منقول نہین ہوئے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان (نمبر ۸ صفحہ ۲۰۶) **قولہ** وکان عرشہ ای حکومتہ قبل خلق السماء والارض علی الماء۔ **اقول** آپ جانتے ہین کہ دین مین نئی بات نکالنیوالا مردود ہوتا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فہو رد۔ اصحابہ رض وتابعین رض وتبع تابعین رض وائمہ مجتہدین سلف وخلف نے عرش کے معنے تخت سے کئے ہین۔ لغت مین بہی تخت کو کہتے ہین ھو فی اللغۃ سریر الملک۔ قرآن شریف مین آیا ہے رب العرش العظیم۔ بلقیس کے تخت کے متعلق فرمایا

دیکہا عرش عظیم - حدیث مین آیا ہے آخذ بقوائم العرش - وترے الملائکۃ حافین
من حول العرش ایک اور حدیث مین آیا ہے ثم علی ظہور ھن العرش بین
اسفلہ واعلاہ مابین سماء الی سماء وثم اللہ فوقہا ذلک - وانہ لیاطبہ اطیط
الرحل بالراکب صحابہ کرام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول
اللہ صلعم خدا کی ذات پیدائش مخلوقات کے پہلے کہان تہی - فرمایا بادلون مین اوپر
بہی ہوا اور نیچے بہی ہوا تہی - پہر عرش کو پیدا کیا رواہ الترمذی وابن ماجہ -
اور بہی بے شمار حدیثین آئی ہین کہ عرش ایک تخت مخلوق شے ہے اور اوسپر اللہ
تعالی کا قرار ہے - اگر عرش کے معنے حکومت کے لئے جائین تو قیام جوہر کا عرض پر لازم آتا
ہے اور وہ محال ہے کما بین فی الحکمۃ کیونکہ حکومت ایک امر معنوی ہے جسکو اضافی اور نسبتی
بہی کہتے ہین - حاکم اور محکوم کے مابین اسکا وجود متحقق ہوتا ہے - جیساکہ نسبت خبریہ درمیان
موضوع اور محمول کے ہوتی ہے - ویسی ہی حکومت درمیان حاکم اور محکوم کے ہوتی ہے پس
خدا کا عرش بمعنے حکومت پر قرار پکڑلینے سے قیام جوہر کا عرض پر لازم آیا اور یہہ محال ہے تو
ثابت ہوا کہ عرش کے معنے حکومت کے غلط ہین اسکے معنے صحیح تخت کے ہین - نیز آپکی تفسیر میں
تعارض بہی ہے ایک جگہ عرش کے معنے مخلوق کے لکہے ہین اور یہان حکومت کے اذا
تعارضا تساقطا احادیث اور اقوال صحابہ کو پکڑو نیچریون اور معتزلیون کو چہوڑ دو
اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل پر عمل کرو - (نمبر ۴ صفحہ ۲۱) **قولہ واغرقنا الذین**
کذبوا بایاتنا فیہ اشارۃ الی ان الطوفان لم یات علی جمیع اقطاع العالم اقول
جمہور اہل اسلام مانتے ہین کہ حضرت نوح ع کا طوفان تمام دنیا پر آیا - تفسیر حقانی مین لکہا ہی
اکثر علماء اہل اسلام واہل کتاب تمام دنیا پر طوفان آنیکے قائل ہین اور کہتے ہین کہ پہر دنیا
مین صرف حضرت نوح سے نسل جاری ہوئی جسکی بابت خدا نے وعدہ کرلیا ہے کہ پہر کسی
مین دنیا کو اس طرح ہلاک نکرونگا (پیدائش باب ۹ ورس ۹) قرآن مجید کے الفاظ

بھی اسی پر دلالت کرتے ہین کہ تمام دنیا پر طوفان آیا ولا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا چنانچہ اسکی تفسیر احدا من الکافرین یدور علی وجہ الارض خود اسکی تردید
کرتی ہے کیونکہ الارض مین الف ولام استغراقی ہے جو تمام اقطاع عالم کو شامل ہے ۔
آیت ۔ قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین یعنی ہر جانور کا جوڑا اوٹھا لے یہہ بھی دلالت
کرتی ہے کہ تمام دنیا مین طوفان آیا ۔ کسی حدیث مین اور اصحابی کے قول مین ہمنے کوئی
تصریح نہین پائی کہ طوفان تمام دنیا پر نہین آیا ۔ البتہ اصحاب نیچر منکرین معجزات کا قول ہے
کہ تمام دنیا پر نہین آیا ۔ رہا یہہ سوال جو قابل غور ہے کہ تمام دنیا پر طوفان کا آنا عدل اور انصاف
خداوندی کے برخلاف ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اخری ۔ جواب یہہ ہے کہ عادت الٰہیہ
یون ہی جاری ہے کہ جب عذاب عام ہوا کرتا ہے تو نیک اور بد بھی اوسمین مبتلا ہوجایا
کرتے ہین ۔ حدیث مین آیا ہے کہ بنی آدم کے گناہون سے جانورون پر بھی عذاب نازل
ہوا کرتا ہے ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس وبا اور طاعون مین
مشاہدہ کیا گیا ہے کہ کفار اور مسلمان دونو گروہ مرتے رہے ہین حالانکہ طاعون فی نفسہ
عذاب ہی ہے پس کیا بعید ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ مین خدا کی ذات کو اسقدر غصہ
آیا ہو کہ تمام دنیا مین طوفان آگیا ہو ۔ علاوہ برین یہہ امر ہے کہ تمام اقطاع عالم مین طوفان
کا آنا ممکن بالذات ہے محال نہین ۔ (نمبر ۶ صفحہ ۲۲۰) **قولہ** وقولہ علیہ السلام اتقوا
مواضع التہم الخ **اقول** حدیث والی کا یہہ حال ہے کہ موضوع حدیث کو تفسیر مین
لکھہ مارا ۔ ملا علی قاری موضوعات کبیر مین لکھتے ہین کہ یہہ حدیث موضوع ہے ۔
(نمبر ۱۱ صفحہ ۲۲۱) **قولہ** فجعلنا عالیہا سافلہا ای اسقطنا سقف بیوتہم ۔ **اقول** یعنی
ہمنے اونکے مکانات کی چھتین اون پر گرا دین ۔ یہہ بھی تمام مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہی
سب نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لوط علیہ السلام کی بستیون کو نیچے سے اکھیڑ کر
قریب آسمان کے لیگئے اور پلٹ کر دے مارا ۔ معالم ای ان جبرائیل علیہ السلام ادخل

جناحه الواحد تحت مدائن قوم لوط و قلعها و صعد بها الی السماء حتی سمع اهل
السماء نهیق الحمار و نباح الکلاب و صیاح الدیوک و لم تنکفی لهم جرة و لم ینکب
لهم اناء ثم قلبها دفعة واحدة و ضربها علی الارض و اعلم ان هذا العمل کان معجزة
قاهرة من وجهین احدهما ان قلع الارض و اصعادها الی قریب من السماء
فعل خارج للعادات - یہہ ہے تفسیر کبیر کی عبارت جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت جبرائیل
نے انکو اسطرح سے ہلاک کیا کہ ایک پر سے انکی بستی کو اکہاڑ کر آسمان کے قریب لے گئے پہر دفعۃً پلٹ
کر گرادیا کہ عالی جانب مین سفل اور سفل مین علو پیدا ہو گیا پس آپکا الکلام المبین مین یہ کہنا
کہ اس بستی کی عالی جانب مین خدا نے علو پیدا کردیا یہ نہین کہ سافل مین بہی علو پیدا کردیا صریح
حدیث اور آیات اور اقوال مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہے - چونکہ یہ واقعہ خلاف قانون
قدرت تہا اسلئے سواد اعظم کی مخالفت کی اور نیچری کی موافقت سے ؎ آن خداوندے
کہ ہنگام سحر + کرد قوم لوط را زیر و زبر - (نمبر ۶۲ صفحہ ۲۱۸) **قولہ** و شهد شاهد من اهلها
ای اظهر رایه الخ **اقول** یہہ بہی تحریف ہے اور جمہور امت بلکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر
کے خلاف ہے عن ابن عباس رض عن النبی صلعم قال تکلم اربعة و هم صغار ابن ماشطه
فرعون و شاهد یوسف و صاحب جریج و عیسی ابن مریم - بچہ شیر خوار تہا تفسیر کبیر مین لکہا ہے
کہ بچہ شیر خوار نے شہادت دی - والثانی و هو ایضا منقول عن ابن عباس و سعید بن جبیر
والضحاک ان ذالک الشاهد کان صبیا انطقه الله تعالی فی المهد - اقول و تکلمه ممکن
(نمبر ۶۳ صفحہ ۲۳۷) **قولہ** یوم تبدل الارض هذه غیر الارض صفتہ و هیئتہ الخ
اقول ارے مولوی ثناء اللہ صاحب کے معتقدو اور اسکی تفسیر کو صحیح کہنے والو ذرا غور اور
انصاف کرو کہ کس چالاکی سے مفسر صاحب حدیث کا انکار کر رہے ہین اور آپ لوگ اسکو
اب بہی سچا جانتے ہین یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین - مفسر صاحب
کا مقصد یہہ ہے کہ قیامت کے دن زمین و آسمان کا تبدل حقیقی نہ ہوگا - آسمان زمین ہی

بہی رہینگے - صرف ہیئت اور شکل کا تغیر ہوگا - حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین نے حضرت صلعم
سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آسمان اور زمین کے تبدل کے وقت لوگ کہان ہونگے
فرمایا صراط پر - حضرت علی رض جو شہر علم کے دروازہ ہیں اور ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ زمین چاندی
کی اور آسمان سونیکا ہوگا ؎ والارض یومئذٍ لخالص فضة - ایک حدیث
مین یون بہی آیا ہے کہ لوگون کا حشر زمین صاف سفید پر ہوگا ابی سعید خدری فرماتے
ہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین مثل روٹی کے بناکر اللہ تعالی اپنے ہاتھ مین پکڑیگا
بہشتیون کی مہمانی کیواسطے - قال النبی صلعم تکون الارض یوم القیامة خبزة واحدة
یتکفاھا الجبار بیدہ کما یتکفا احدکم خبزته فی السفر نزلا لاھل الجنة ان
تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین کا تبدل ذاتی ہوگا امام رازی لکہتے ہین کہ تبدل
صفتی کے وہی لوگ قائل ہیں جنکا خیال یہ ہے کہ قیامت کو ذات اور جسم کو فنا نہین
صفات اور احوال کو فنا ہوگا - والقائلون بھذا القول ھم الذین یقولون ان عند
قیام القیامة لا یعدم اللہ الذوات والاجسام وانما یعدم صفاتھا واحوالھا
ہم ہی تعجب کرتے تہے کہ مولوی صاحب نے ایسی تفسیر لکہنے پر جرأت کیون کی آخر تفسیر
کبیر پر جب ہمنے نظر کی تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اجسام کی معدوم ہونیکے قائل
نہین ہین اور انکا مذہب فلاسفہ کے قریب قریب ہے جو قدم عالم کے قائل ہین کیونکہ
بقول امام تبدل صفتی کہ وہی لوگ قائل جو کہتے ہین کہ اجسام معدوم نہونگے - اب
فرمائے کہ آپ اہل حدیث رہے یا منکر قیامت ہوئے - نمبر ۱۴ صفحہ ۲۲۶ **قولہ**
ویسئلونک عن الروح ای الوحی الذی یوحی الیک من القرآن **اقول** آپکا مطلب
یہہ ہے کہ روح سے اسجگہ مراد قرآن شریف ہے - یہہ تغیر تفسیر نبوی کے برخلاف ہی
صحیح بخاری اور معالم مین لکہا ہے کہ قریش نے حضرت صلعم سے تین چیزونکا سوال
کیا: وتین سے ایک روحکا سوال تہا - قرآن سے انکا سوال رہا کیونکہ قریش نے

یہود کی تعلیم کے موافق سوال کیا تھا جسمین قرآن کا ذکر تک نہین - دوسرا یہ کہ اس صورت
پر جواب کا انطباق سوال سے نہین ہو سکتا اسلیے کہ امر بمعنے فضل کسی لغت کی کتاب مین
نہین دیکھا تیسرا یہہ کہ کیا یہود اور کیا قریش سب جانتے تہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
دعوی کرتے ہین کہ قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے جو مجہپر خلقت کی رہنمائی کے لیے نازل ہوتا
ہے - اب اونہون نے حضرت صلعم سے کیا سوال کرنا تہا مین خوب جانتا ہون جس غرض
کے لیے اپنے سمع خراشی کی ہے سہ من خوب می شناسم پیران پارسا را - وہ یہہ ہے کہ
آریہ وغیرہ کہا کرتے ہین کہ مسلمانون کی تعلیم ناقص ہے انکا مذہب عقلی باتون کی تعلیم سے
روکتا ہے چنانچہ روح کے متعلق قرانی تعلیم کہتی ہے کہ امر ربی وغیرہ وغیرہ - اب بجائے اسکی
کہ آپ آیت اور حدیث اور اقوال صحابہؓ کو مانکر انکو دندان شکن جواب دیتے اولٹی تحریف
کر ڈالی اور تمام حدیث نبوی کے برخلاف تفسیر لکہی جس سے آپ پر یہ مثل خوب صادق آتی
ہے - فر من المطر وقام تحت المیزاب (نمبرہ ۶ صفحہ ۱۹۷) قولہ للذین احسنو
الحسنی و زیادۃ علے قدر اعمالھم الخ ۱ قول آپکے نزدیک زیادہ کے معنے اسجگہ
زیادتی بقدر اعمال ہے - لیکن مفسر قرآن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ
کے معنے دیدار الہی ہے حضرت ابوبکرؓ اور حذیفہ ابن عباس اور علی مرتضی اور انس ابو موسے
اشعری اور کعب بن عجرہ اور صہیب اور ابو ہریرہ ابن عمر عبادہ بن صامت حسن بصری عکرمہ
عطا مقاتل رضی اللہ عنہم وغیرہ کا یہی قول ہے والزیادۃ النظر الی وجہ اللہ الکریم
وھو قول اکابر الصحابۃ کالصدیق وغیرہ وعلیہ احادیث کثیرۃ فسرہ
بذلک رسول اللہ صلعم (جامع البیان وصحیح مسلم) اکلیل مین لکہا ہے قال
صلعم الحسنی الجنۃ والزیادۃ النظر الیہ تعالی اخرجہ مسلم اسکے آگے لکہا ہے
فالتفسیر بذلک متواتر وفیھا الرد علے من انکر الرؤیۃ یعنے زیادہ کی تفسیر
رؤیت باریتعالے سے متواتر ہے اسکی مخالفت گویا تواتر کی مخالفت ہے امام رازی

عمدۃ الکلام

نے اسجگہ دو قول لکھے ہین - ایک اہل سنت کا جو زیادہ کے معنے رویت کے کرتے ہین دوسرا
معتزلہ کا جو زیادہ کو معنے زیادتی بقدر اعمال وغیرہ سے کرتے ہین - اور یہہ بھی لکھا
ہے کہ اہل سنت کی تفسیر نقل اور عقل کے مطابق ہے القول الاول ان المراد منہا
رویۃ اللہ سبحانہ وتعالی قالوا والدلیل علیہ النقل والعقل اما النقل فالحدیث
الوارد فیہ ان الحسنی ھی الجنۃ والزیادۃ ھی النظر الی اللہ سبحانہ وتعالی واما
العقل فھو ان الحسنی لفظۃ مفردۃ ودخل علیہا حرف التعریف الخ آگے چلکر
معتزلہ کی تفسیر لکھکر خوب ہی رد کیا ہے - قال الجبائی الحسنی عبارۃ عن الثواب
المستحق والزیادۃ ھی ما یریدہ تعالی علی ھذا الثواب من التفضل الخ اجاب
اصحابنا عن ھذہ الوجوہ الخ پہر اختتام بحث پر لکھا ہے کہ اس آیت مین زیادہ کے
معنے رویت کی ہی ہے وایضاً فقد بینا ان لفظ ھذہ الآیۃ یدل علی ان الزیادۃ
ھی الرویۃ الخ معتزلہ چونکہ رویت باریتعالی کے منکر ہین اسلیئے انہون نے اس مسئلہ
کو نہین چھوڑا احادیث اور آثار صحابہ کو پس پشت ڈالدیا اور زیادہ کے ایسے
معنے کیئے کہ جس سے رویت ثابت ہی نہو - اب فرمائے کہ آپکی تفسیر اہل سنت کے مطابق
ہے یا معتزلہ کے میرے خیال مین آپ پکے معتزلی ہین اسد اسیلئے آپکو مصنف اربعین نے
لکھا ہے کہ مفسر ثنائی نے اس تفسیر مین منکرین رویت کی تائید کی ہے یہ نہین لکھا کہ
مفسر امرتسری رویت کا منکر ہے پس آپکا الکلام المبین مین یہہ کہنا کہ مجھے دیدار الٰہی کا
منکر قرار دیا گیا ہے سراسر افترا اور خاندان غزنویہ پر اتہام ہے - آیت مذکورہ کی تفسیر
جسطرح اہل اعتزال نے کی ہے اسیطرح اپنے کی ہے اس خیال سے ہم آپکو معتزلی کہتے
ہین نہ اس حیثیت سے کہ آپ منکر رویت ہین ابن عباس کے اثر سے آپکا استشہاد غلط ہے
کیونکہ اول تو آپ اصحابی کی موقوف تفسیر کو حجت مانتے ہی نہین ہین دوم یہہ کہ
تفسیر صحابی سے تفسیر نبوی مقدم ہے - سوم یہہ کہ ابن عباس کی رویت بھی موجود ہے

جس مین زیادہ کو معنے دیدار کے کئے ہین بس یہ روایت ابن جریر کی جسکو ابن عباس سے الکلام
المبین مین نقل کرکے دلنشو توافق ظاہر کیا ہے غلط ہے اسلیے کہ ابن عباس کی قوی روایت
وہی ہے جسکو ہمنے اکلیل سے نقل کیا ہے لہذا اوپر اعتزال کا فتوی نہین لگ سکتا اور آپ
اوس سے چھوٹ نہین سکتے تاوقتیکہ غلطیون سے رجوع نکرین۔ (نمبر ۶۲ صفحہ ۲۲۹) **قوله**
کما یسبح الحوت سبحا طبعیا الخ **اقول** آپکی غرض یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام جس مچھلی
کو ہمراہ لے گئے تھے جب وہ پانی مین چلے گئی اور حضرت یوشع سے گم ہوئی اور دریا مین چلے گئی
تو تیرنا اسکا طبعی مثل اور مچھلیونکے تہا یہ تفسیر بہی تفسیر نبوی کے برخلاف ہے قال علیہ السلام
فاتخذ سبيله في البحر سربا امسك الله عن الحوت جرية الماء فصار عليه مثل الطاق
وقال في حديث اخر حتى كان اثره في حجر یعنے اوس مچھلی کے دریا مین چلنے سے پانی مین
مثل پتھر کی سوراخ بنا رہا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سے غرض یہہ ہے کہ اوس
مچھلی کی رفتار طبعی نہ تھی۔ امام رازی لکھتے ہین کہ مچھلی مردہ کا زندہ ہونا اور پہر دریا مین چلنا اور
اوسکی رفتار سے پانی مین سوراخ مثل طاق کی ہوجانا معجزہ اور خرق عادت تہا فان قیل انقلاب
السمكة المالحة حية حالة عجيبة الخ اسکے آگے لکھا ہے والثاني ان الله تعالى امسك
اجراء الماء على البحر وجعله كالطاق والكوة حتى سرى الحوت فيه۔ معلوم ہوتا ہے
کہ قسام ازل نے آپکی طبیعت مین یہہ بات ڈال دی تہی کہ قرآن وحدیث مین جس جگہ کوئی امر
خلاف نیچر مذکور ہو فورا اوسکی تحریف کردو۔ کیا ہی اچھا شعر کسی شخص نے کہا ہے ؎
قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے۔ جو شخص کہ جس چیز کے لائق نظر آیا۔ اس سے بڑھکر ترک
اسلام مین آپنے ایک اور غضب کیا جس جگہ لکھا ہے کہ مچھلی مردہ نہ تھی بلکہ حضرت موسے ع
کو حکم ہوا تہا کہ مچھلی کو پانی کے برتن مین رکھہ لو چنانچہ حضرت موسے ع نے ایسا ہی کیا۔ یہہ بہی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچی حدیث اور تفسیر کے برخلاف ہے۔ خذ نونا وحوتا میتا (صحیح
بخاری) یعنے مچھلی مردہ پکڑ لو ایسا ہی ترک اسلام مین آپنے یہہ بہی غلط لکھا ہے کہ صالح ع

کی انکلی پتھر سے نہین نکلی کیون مفسر صاحب یہہ کس اہل حدیث کا مذہب ہے - باوجود ظاہر ہونے ڈبل تحریف کے پھر بہی آپکے چیلے چانٹے تفسیر کو صحیح سمجھتے ہین اور آپکا ساتھہ نہین چھوڑتے مین افسوس کرتا ہون کہ وہ قرآن کریم کی اس آیت کو کیون بہول گئے ہین - لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (نمبر ۷ ـ ۶ صفحہ ۲۶۹) **قولہ** وفیہ اشارۃ الی ان خضر قد مات فی وقتہ لقولہ علیہ السلام لوکان الخضر حیا لزارنی **اقول** اس حدیث کی صحت کا کوئی معیار شاید آپکو معلوم ہوگا ورنہ ہمنے تو صحاح ستہ وغیرہ مین اسکی صحت کا کوئی ثبوت نہین پایا بلکہ بعض کا قول ہے کہ یہہ حدیث موضوع یعنے جھوٹی ہے - قال علیہ السلام کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع - ومن کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار -

(نمبر ۸ ـ ۶ صفحہ ۲۷۱) **قولہ** قال اما من ظلم ای افسد بقتل الغیر اوالسرقۃ اوقطع الطریق معنی ظلم الشرک غیر صحیح لانہم کانو معاھدین - **اقول** ظلم کے معنے اسجگہ فساد قتل وغیرہ سے لکھنے مفسرین اہل سنت کے برخلاف ہے مفسرین اہل سنت لکھتے ہین کہ ظلم کے معنے اسجگہ شرک ہے - قرآن مجید مین ظلم کا اطلاق شرک پر بہی آیا ہے - ان الشرک لظلم عظیم - اگر ظلم سے مراد قتل وغیرہ لیا جائے - تو بعد عذاب دنیا اور اجراء حدود شرعیہ کے آخرت کا عذاب کیون ہوگا ثم یرد الی ربہ اور فیعذبہ عذابا نکرا کا کیا مطلب سمجھا جاویگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدود گناہ کے لیے کفارہ ہین - جسپر حدود شرعیہ قائم کی جاوین جیسے قطع ید وغیرہ اوسکو عاقبت کا عذاب نہ ہوگا - آپکو کیونکر باور ہوا کہ ذوالقرنین کا اونسے معاہدہ تہا وعلی سبیل التسلیم کیا معاہدین کبھی مشرکین نہین ہوتے - حضرت صلعم کے ذمیون اور معاہدون کا حال یاد کرو وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ - نحوی ترکیب کی لحاظ سے جملہ معنے ظلم شرک بدون اتصال کلام سابق کے اور باوجود مضاف الیہ ہونے جملہ فعلیہ صحیح نہین پس صحیح یون ہے اعلم ان معنی الظلم ھھنا بالشرک

غیر صحیح - نحو میر کا پڑھنے والا بہی اس عبارت کی سقم کو معلوم کر سکتا ہے اپنی عبارت آرائی اور غلط بیانی کا یہہ حال ہے جو آپ دیکہہ رہے ہین اور دوسرون کو صرف پڑھنیکے لیئے ادب العرب ایک مختصر رسالہ تالیف کر کے اشتہار دیدیا کہ اسکے پڑھنے سے جلدی صرف آجاتی ہے - مین کہتا ہون کہ آپ جیسا اہل حدیث جب یہ کہے کہ میری ایک کتاب پڑھنیسے طالب علم بہت جلدی صرفی بنجاتا ہے تو کیون بلا فائدہ اور کتابین پڑھیئے اور وقت ضائع کرتے ہین ہم امید کرتے ہین کہ آپ اپنے لڑکے کو بس یہہ ہی کتاب اچھی طرح سے پڑہا کر دیگر درسی کتابون سے مستغنی کر دینگے آپ چاہے اسکو مبالغہ کہین یا جہوٹ کچھہ ہو تاہم ایک مدعی عمل بالحدیث کو ایسی تحریر بہت ہلکا کر دینیوالی ہے سالله اکبر دھتکت استار کر رحی غلطہ تحفۃ الصبیان

(نمبر ٦٩ صفحہ ٢٩٨) **قولہ** دما یروی من انہ علیہ السلام قرء و النجم الخ لیس بصحیح

اقول ارے میان صحیح بخاری کو اگر آپ دیکہہ لیتے تو ایسا کاہے کو کہتے - بخاری مین لکھا ہے کہ سورت نجم جب نازل ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانون اور کافرون پر یہہ سورت پڑہی اخیر پر دونون فریق نے سجدہ کیا الخ یعنے مسلمانون نے تو اسلیئے کہ خدا کا حکم تہا - اور کفار نے اسلیئے کہ بتون کی نسبت اونکے کانون مین تعظیمی الفاظ پہونچے تہے - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نہین پڑہے - لیکن آپکے سانس لینے کے وقت ابلیس نے ایسا آوازہ ملایا کہ کفار سمجھہ گیئے کہ یہ آوازہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے - اہل سنت کی معتبر تفسیرون مین اسکی تصریح موجود ہے - حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے آپ جیسے منکرین کی کون سنتا ہے - ہماری غرض صرف اتنی ہے کہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور معتبر تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قصہ صحیح ہے باقی اسپر جو اعتراضات وارد ہوتے ہین وہ اور اونکے جوابات مطولات مین موجود ہین - ابن جریر - ابن کثیر - درمنثور معالم وغیرہ کو دیکہو (نمبر ٧ صفحہ ٣١٦) **قولہ** الذین یحشرون علی وجوھھم الی جھنم

اقول چونکہ قیامت کے دن کفار کا سر کے

بل اوندھے چلنا خلاف قانون قدرت تہا اسلئے لفظ لیلین بڑہا کر یہہ ثابت کیا کہ صرف ذلت کے ساتھہ چلائے جاینگے نہ اولٹے سر کے بل ۔ اس تحریف معنوی کی تردید خود تفسیر نبوی مین موجود ہے ان رجلا قال یا رسول اللہ کیف یحشر الکافر علی وجہہ فقال ان من امشاہ علی رجلیہ قادر ان یمشیہ علی وجہہ یوم القیامۃ یعنے اللہ کو ہر چیز پر قدرت کامل ہے ۔ قیامت کے دن کافرون کو سر کے بل چلانیکی طاقت بہی رکہتا ہے کہ سر کے بل بہی چلا سکے پس وہ کفار بدکردار کو سر کے بل چلائیگا سر نیچے ہوگا ۔ پاؤن اوپر ہونگی (نمبر ۱۷ صفحہ ۹۴۳) **قولہ** یدبر الامر من السماء ای العلو المناسب للحکومۃ الی الارض ای المخلوق ۔ **اقول** چونکہ آپنے عرش اور مسئلہ استوی مین معتزلہ کا مذہب اختیار کیا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکہہ آئے ہین اور آپکی تفسیر بہی شاہد ہے کہ آپ پکے معتزلی ہین ۔ گو اب آپنے اربعین کے جواب مین لکہا ہے کہ مجہپر اتہام لگایا جاتا ہے کہ مین معتزلی ہون بلکہ مین اہل حدیث ہون ۔ ہم یہہ کہتے ہین کہ آپکی تفسیر جب آپکو معتزلی بناتی ہے تو آپ کس بنا پر اہل حدیث کہلانیکے مستحق ہین ۔ ہم افسوس کرتے ہین کہ بعض علمانے آپکو کس خیال سے اہل حدیث لکہا ۔ آپ ابہی تک اپنی تفسیر کی غلطیون اور کجرویون پر قایم و مصر ہین جبتک آپ تفسیر کی غلطیون سے رجوع نکرین آپکو اہل حدیث کہنا سخت گناہ ہے اگر آپ معتزلی نہین تو تبلائے کہ آیت مذکورہ کی تفسیر جیسے آپنے کی ہے کس مفسر اہل سنت نے کی ہے نہ اپنے تفسیر بالحدیث کو قابل اعتبار سمجہا اور نہ صحابہ کی تفسیر کو معتبر جانا ۔

(نمبر ۲۷ صفحہ ۵۵۳) **قولہ** زوجنا کہا ای اعطیناک الاجازۃ فی نکاحہا بعد مضی العدۃ ۔ **اقول** اس سے ثابت ہوا کہ آپکی نزدیک حضرت زینب رض کا نکاح آسمانون پر اللہ نے نہین کیا بلکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا مین نکاح کرنیکی اجازت ملی تہی ۔ یہہ بہی سید احمد نیچری اور مرزا قادیانی مردود کی تقلید ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے برخلاف ہے ۔ ام المومنین مائی زینب کا دیگر ازواج مطہرات پر فخر کرنا دلالت

[illegible]

کرتا ہے کہ انکا نکاح آسمانون پر اللہ تعالی نے باندہا تہا۔ کیا دیگر ازواج کا نکاح بدون
اجازت خداوند کریم کی کیا تہا۔ نہین تمام بی بیون کا عقد اللہ کی اجازت سے کیا تہا۔ پس
مائی زینب کی خصوصیت اسمین کیا رہی۔ اسلئے علماء اہل حدیث لکہتے ہین کہ صرف آسمانی نکاح
پر ہی حضرت نے کفایت کی۔ کسی حدیث کی کتاب مین منقول نہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے زمین پر مجمع صحابہ مین یہہ نکاح کیا ہو۔ ولہذا تقول افتخارہا زوجنی اللہ من فوق
سبع سموات والسفیر جبرائیل رواہ البخاری والترمذی واحمد وغیرہم اگر دنیا
مین نکاح ہوتا تو حضرت زینبؓ فرماتی کہ میرا نکاح اور بی بیون کی طرح سے ہوا۔ پس صریح
زوجنا کہا جسمین تزویج کی نسبت اللہ تعالی نے اپنی طرف فرمائی ہے دلالت ہین کرتا ہے
کہ اللہ تعالی نے خود ہی بواسطہ جبرائیل کے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا نکاح کیا نہ یہ کہ اجازت
نکاح کی دی۔ فانلم نعم ما قال المفسر ومن یعنی وحذوہ (نمبر ۳۷ صفحہ ۴۰۸) قولہ فبراہ اللہ مما
قالوا باظہار اعجازہ وعجز مقابلیہ۔ اقول یہہ عجیب لطف کی بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تو زبان مبارک سے آیت کی تفسیر کچھہ فرماتے ہین اور ہمارے ہم عصر نوجوان مفسر صاحب کچھہ
اور ہی گاتے جاتے ہین۔ سنئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر یہہ ہے عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان موسی کان رجلا حییا الخ فذالک
قولہ یا ایہا الذین امنوا یعنی حضرت موسی ع کو بنی اسرائیل مبروص اور ادر وغیرہ کہتے
تہے ایک دفعہ تمام کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکہدئے اور برہنہ غسل کرنے لگے وہ پتھر موسی ع
کے کپڑے لیکر دوڑا بنی اسرائیل کے مجمع مین آکر ٹہر گیا۔ حضرت موسے بہی غصہ کی حالت
مین اوسکے پیچھے دوڑے۔ جب سب نے دیکھہ لیا تو یقین ہوا کہ موسی ع بیمار نہین ہین اسطرح سے
اللہ نے موسے ع کو بری کیا۔ اس قصہ مین پتھر کا کپڑے لیکر دوڑنا اور پہر موضع مخصوص
پر ٹہر جانا چونکہ معجزہ اور خلاف قانون قدرت تہا۔ اسلئے آپنے ایسی تفسیر کی کہ جس مین یہہ
معجزہ ثابت ہی نہ ہو اب یہہ انکار معجزہ نہین تو اور کیا ہے اور تفسیر بالرائے نہین تو اور کی

خلاف کیون تغیر کی اور حدیث کیون چہوڑ دی فہل ھذا الا تفسیر بالرای وانکار للمعجزۃ

(نمبر ۴، صفحہ ۵۶) **قولہ** وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ ای امرنا بکتابۃ الاحکام

اقول یعنے تورات کے لکہنیکا ہمنے حکم دیا۔ یہہ بہی حدیث صحیح اور جمہور مفسرین اہل سنت

کے خلاف ہے۔ حدیث صحیح مرفوع سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے تورات کو اپنے ہاتہہ سے لکہا

اور آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتہہ سے بنایا اور بہشت عدن کو اپنے ہاتہہ سے بنایا (صحیح بخاری) اس

سے بڑہکر قرآن اور حدیث کی اور کیا مخالفت ہوگی کہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ ہمنے لکہا اور حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ خدانے اپنے ہاتہہ سے لکہا یعنے کتابت کی نسبت اللہ تعالی

نے اپنی طرف کی ہے لیکن آپنے الکلام المبین مین خاندان غزنویہ خصوصًا مولوی عبدالجبار صاحب

پر بیجا حملہ کرتے ہوئے اونکو علوم عربیہ سے جاہل اور ناواقف تبلایا ہے۔ اور لکہا ہے کہ یہ نسبت

مجازی ہے از قبیل بنی الامیر المدینۃ۔ مین کہتا ہون کہ مولوی عبدالجبار صاحب کی عربیت

مسلم ہوچکی ہے یہانتک کہ حضرت مخدومی جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث

دہلوی نے میرے روبرو مولوی عبدالجبار صاحب کی علمیت کا اقرار کیا اور اونکی تحسین کی تہی

ہم مانتے ہین کہ فصحاء وبلغاء کی کلام مین مجاز فی الطرف اور مجاز فی النسبۃ مستعمل ہوتا ہے

لیکن استعمال مجاز کا وہ محل ہے کہ جس جگہ حقیقت متعسر یا متعذر یا ممتنع وغیرہ ہو۔

اور یہان ایسا نہین۔ کیونکہ اللہ تعالی کا اپنے ہاتہہ سے تورات کو لکہنا کوئی امر ممتنع نہین بلکہ

ممکن بالذات ہے۔ پس خاندان غزنویہ کو برا کہنا ایسا ہے جیسا کوئی آفتاب کو برا کہے۔ یہہ

خاندان نیک بخت اعلی درجہ کا راست باز مہاجر فی سبیل اللہ ہے۔ اشاعت علوم دینیہ مین ہروقت

ساعی رہتا ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

(نمبر ۵، صفحہ ۲۳) **قولہ** یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت بترکۃ التوحید فی الحیوۃ

الدنیا۔ **اقول** معتزلہ عذاب قبر کے منکر ہین۔ اور اہل سنت جو مثبت عذاب قبر ہین۔ ثبوت

عذاب قبر مین اس آیت اور دیگر آیات واحادیث سے استدلال لاتے ہین کیونکہ یہہ آیت عذاب

قبر کے بارے مین نازل ہوئی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم اذا سئل فی
القبر یشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فذالک قولہ یثبت اللہ الذین
وفی روایة نزلت فی عذاب القبر اگر آپ معتزلی نہین تو اہل سنت کے طریق پر حدیث شریف
ذکر کرتے اور اس مسئلہ کو۔ چونکہ مقام تفسیر تھا کھولدیتے اور کہتے کہ اس آیت سے عذاب قبر ثابت
ہے تبھی تو اربعین کے مصنف نے آپکی نسبت لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے معتزلہ کی تقلید
سے ایسے معنے لکھے ہین کہ جس سے عذاب قبر اور سوال منکر نکیر ثابت ہی نہ ہو مطلب یہہ کہ
معتزلہ کی تائید کی نہ اہل سنت کی (نمبر ٦، صفحہ ۳۰۶) **قولہ** والنا لہ الحدید ای علمناہ
الانة الحدید الخ **اقول** آپکی تقریر کا مطلب یہہ ہے کہ حضرت داؤد کو لوہا نرم کرنیکا طریقہ
سکھلایا گیا تھا۔ جیسے آج کل بڑھئی اور انگریز مشینون اور کلون کے ذریعہ ہزار ہا من لوہا
پگھلا لیتے ہین اور مختلف چیزین اوسسے تیار کر لیتے ہین۔ ویسے ہی حضرت داؤد بھی بنا لیتے
تھے۔ پس اس سے معجزہ حضرت داؤد کا ثابت نہ ہوا۔ تمام محدثین اور مفسرین اہل
سنت اسی آیت سے ثابت کرتے ہین کہ حضرت داؤد صرف ہاتھہ لگاتے تو لوہا نرم
ہو جاتا نہ یہ کہ انکو کوئی طریق اسباب طبعیہ سے لوہا نرم کرنیکا سکھلایا گیا تھا جیسی حضرت
موسے کو سانپ بنانیکا کوئی طریقہ نہین تبلایا گیا تھا بلکہ اللہ کی قدرت سے عصا ہوتے ہوئے
کا سانپ بنجاتا تھا ویسے لوہا بھی حضرت داؤد کی ہتھیلی مین نرم ہو جاتا تھا ؎
چون عنایت قادری قیوم کرد ٭ درکف داؤد آہن موم کرد۔ قال فی جامع البیان
والنا له الحدید کالطین والشمع یصرفه بیده من غیر نار ولا ضرب
مطرقة۔ جب لوہا نرم ہو جاتا تو اوس سے مختلف سامان حرب وغیرہ بنا لیتے
جیسے فرمایا وعلمناہ صنعة لبوس لکم۔ پس صریح آیت والنا له الحدید کی تحریف
اس سے بڑھکر اور کیا ہو گی۔ (نمبر ٧، صفحہ ۳۱۶) **قولہ** حتی اذا فزع عن قلوبهم الخ
حتی عاطفة لا غایة لها **اقول** کیون نہ ہو فاضل ہون تو ایسے ہی ہون۔

تو ایسے ہی ہوں۔ صحیح بخاری کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حتیٰ غایت ہی مفہوم کلام سابق سے حیث قال ھذہ الغایۃ لمفہوم الکلام السابق۔ علمی غلطی کے علاوہ اور بھی آپنے اسجگہ گڑبڑ کردیا۔ اور فرشتوں کے پر ہلانیکے متعلق جو صحیح بخاری میں حدیث آئی ہے اوسکو بھی آپنے ماشاءاللہ خوب ہی تسلیم کیا ہے واہ رے لیاقت۔

(نمبر ۸، صفحہ ۳) **قولہ** والشمس تجری لمستقر لہا ای الی لفظۃ من الافق تصل علیہا کل یوم باعتبار کل موسم۔ **اقول** یہ بھی حدیث کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتاب کا مستقر نیچے عرش رب العالمین کے بیان فرمایا عن ابی ذر قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ والشمس تجری الخ قال مستقرہا تحت العرش۔ تمام محدثین نے اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا ہے وفسر النبی صلے اللہ علیہ وسلم المنزل علیہ القرآن ان مستقرہا تحت العرش تذھب وتسجد ھناک واذا کان العرش کرۃ محیطۃ فتحتیہا باعتبار مکان خاص من العرش صحیحین میں یوں ہی آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب جب ڈوبتا ہے تو خدا کے عرش کے نیچے پہونچکر سجدہ میں گر پڑتا ہے پس حکم ہوتا ہے کہ جس جگہ سے ہمیشہ نکلتا ہے وہیں سے نکل۔ قیامت کے نزدیک مغرب سے طلوع کا حکم ہوگا الخ دیکھا یہ ہے سچی تفسیر سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی جسپر ہمارا دل وجان سے ایمان ہے۔ حضرات علماء کرام جو کہ حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب کہلاتے ہیں خصوصاً جنہوں نے تفسیر ثنائی عربی اور ترک اسلام اور الکلام المبین کو صحیح تبلایا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو اہل حدیث سے شمار کیا ہے گذارش ہے کہ تفسیر ثنائی اور تفسیر نبوی کے درمیان اتنی مخالفت ہوتے ہوئے آپنے اسکو اہل سنت سے کس بناپر شمار کیا ہے ہمیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ (نمبر ۹، صفحہ ۳) **قولہ** وفی بیناہ بذبح عظیم ای امرناہ

بل جوا الکبش مکان اسماعیل الخ **اقول** آپکی بہی ایک حالت نہین رکہی رنگ بدلتے
ہین کہین تو خرق عادت کو تسلیم کر لیتے ہین جیسا قصہ بقرا ور حضرت عزیر ہین اور
کہین ایسی تحریف کرتے ہین کہ صاف اوس معجزہ کا انکار پایا جاتا ہے کما سبق منا
فتذکرہ اون ہین سے ایک یہہ قصہ ذبح دنبہ کا ہے آپکی اس تفسیر اور ترک اسلام
کی عبارت ملانیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہشتی دنبہ کا فوراً آجانا اور حضرت اسماعیل
کے بجائے ذبح ہوجانیسے منکر ہین ذرا ترک اسلام کی عبارت کو غور سے پڑہین -
درمنثور سے جو قول سعید بن جبیر رض کا آپنے الکلام المبین مین نقل فرمایا بیشک صحیح ہے
لیکن چونکہ اونہون نے کسی اور موقع پر اسکی تصریح نہین کی کہ وہ بہشتی دنبہ نہ تہا لہذا اس
کلام مین معہود فی الذہن بہشتی دنبہ ہونا چاہیئے - بخلاف آپکی اس تفسیر کے کہ یہان الف
ولام الکبش مین عہدی نہین ہوسکتا - کیونکہ آپکا رسالہ ترک اسلام علانیہ کہہ رہا ہے
کہ مولوی ثناء اللہ بہشتی دنبہ کا منکر ہے - حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ دنبہ چالیس
برس بہشت مین چرتا رہا - ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے اس اثر کو نقل کیا ہے - امام
رازی نے بہی لکہا ہے کہ وہ دنبہ چالیس سال بہشت مین پرورش پاتا رہا تہا - محدثین کا
اصول ہے کہ صحابی کی جس تفسیر مین رائے کو دخل نہ ہو تو وہ حجت ہوتی ہے اور حکما مرفوع
ہوتی ہے پس حضرت ابن عباس کے اس اثر کو حکما مرفوع سمجہنا چاہیئے آپنے اس
اثر کو ضعیف اور کمزور کرنیکے لیئے الکلام المبین مین اس درجہ انصاف کو چہوڑا کہ عقل حیران
ہے چنانچہ آپ لکہتے ہین (حالانکہ محدثین کا فیصلہ ہے کہ ابن عباس کی روایتون مین سے
صحیح روایت علی بن ابی طلحہ کی ہے چنانچہ استاذ الہند شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین
فرماتے ہین احسن الطرق فی شرح الغریب ما صح عن ترجمان القرآن الخ الیساہی
نواب صدیق حسن خانصاحب نے فتح البیان مین لکہا ہے احسن الطرق عنہ
طریقۃ علی ابن ابی طلحۃ واعتمد علی ھذہ البخاری الخ) ان ہر دو عبارتون

مین لفظ احسن کا ترجمہ صحیح سے کیا ہے حالانکہ لفظ احسن جو اسم تفضیل کا صیغہ ہے ترجمہ
اسکا بہت اچھا ہے نہ صحیح۔ احسن سے مقصود اونکا یہہ ہے کہ ابن عباس رض کی جو روائتین
علی بن ابی طلحہ کی طریق سے آئی ہین اعلی درجہ کی اور سب سے اچھی ہین اور جو انکی غیر سے
آئی ہین جیسی یہہ اثر مبحوث عنہ وہ اچھا اور حسن ہے کیونکہ اسم تفضیل مفضل اور مفضل علیہ کو
چاہتا ہے۔ احسن کا ترجمہ صحیح کرنا نہ درایت سے ثابت ہے نہ روائت سے اب آپ ہی ازراہ
انصاف سی فرماوین کہ آپکی جہالت ثابت ہوئی یا مولانا مولوی عبد الجبار صاحب کی جن کو
الکلام المبین مین کہین حاسد۔ اور کہین جاہل بنایا۔ اور کہین دیانندار یہ سے تشبیہ دی
ہے اور دیانند کو لفظ سوامی سے لکہا ہے جسکے معنے بزرگ کی ہین۔ ایسی توہین سے
اونکا کچہہ نہین بگڑتا آپکا ہی ملک مین نام جو ہوتا ہے ؎ شب پرہ گر وصل آفتاب
نخواہد ؛ رونق بازار آفتاب نکاہد۔ مجالس الابرار جو بڑے پایہ کی کتاب ہے اوسمین
لکہا ہے کہ اہانۃ العلماء کفر یعنی علماء کی اہانت کفر ہے۔ خیر خاندان غزنویہ سے
چونکہ آپکو شاگردی کا تعلق نہین تہا اونکی نسبت جو کچہہ زہر اگلا ہے اسکا بدلا وہ لین
یا چہوڑین اونکا حق ہے اسمین ہم کچہہ نہین کہہ سکتے لیکن مخدومی مکرمی حضرت جناب
مولانا مولوی احمد اللہ صاحب کی نسبت جو کچہہ لکہا ہے بہت ہی برا ہے کسی جگہ انکو
اریون کا حامی لکہا اور کسی جگہ بات کی پچ کرنیوالا اور کہین نزلہ گرانے والا وغیرہ وغیرہ
لکہکر اپنی اصلیت ظاہر کی ہے حالانکہ مولا ممدوح کے احسانات آپ پر اسقدر ہین
کہ قیامت تک اونکا شکریہ ادا نہین ہوسکتا ؎ در ہر سخن بحث کردن رواست ؛
خطاء بزرگان گرفتن خطا است۔ اب فرمائے کہ آپ اوستاد کے عاق ہوئے یا نہین۔
میرے خیال مین تو عقوق ثابت ہے کیونکہ جن چیزون سے عقوق ثابت ہو وہ
سب آپ مین پائی جاتی ہین چنانچہ مبسوط مین لکہا ہے العقوق یثبت بثلاثۃ اشیاء الاول
بالایذاء قولاً او فعلا۔ والثانی بالبخل والمنازعۃ والثالث بالاہانۃ سراً او

جہاں یعنے ایذا اور بخل اور منازعت ہوتی ہیں اوستاد سے عقوق ثابت ہوتا ہے - و فی
الظہیری ومن امتنع کلمۃ من الاستاذ او حول عنہ وجہہ فہو عاق لایقبل عنہ
الصلوۃ والصوم والحج والزکوۃ ولا یقبل شہادتہ ولا یجوز الذبح من یدہ
وذبیحۃ العاق والکافر سواءٌ وکان فی النار مع الکافرین الا ان یتوب و
یرضی عنہ استاذہ فیصیر مسلما کما اسلم الکافر عن الکفر وبہ یفتی انتہی
یعنے عاق کا نہ روزہ قبول ہے نہ نماز نہ حج اور نہ اوسکی عبادت قبول ہوتی ہے اور اسکے
ہاتھہ کا ذبح جایز نہیں ہاں اگر توبہ کرے اور اوستاد راضی ہو جاوے تو پہر جایز ہے -
برہانیہ میں لکہا ہے او خاصم مع الاستاذ لایجوز شہادتہ ولا یقبل عبادتہ عند
اللہ تعالی یلجلج لسانہ عند الموت ولا یجوز الصلوۃ خلف العاق من الاستاذ
یعنے جو شخص اوستاد کا عاق ہو اسکے پیچہے نماز جایز نہیں ولا تقل لہما اُف الخ
وبہذا النص ثبت حق الاستاذ علی التلمیذ وکذا حق الشیخ علی الطالب
بالاستاد والشیخ افضل من الاب فادبہ اولی من ادبہ (نقل تفسیر احمدی)
مشایخ کا قول ہے من قال لاوستاذہ لم فلا یکون خیرا قط - کتاب تعلیم
المتعلم میں امام ارنوجی شاگرد صاحب ہدایہ نے لکہا ہے فالحاصل انہ یطلب
رضاہ ویجتنب سخطہ ویطیع امرہ فی غیر معصیۃ ولا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ
الخالق ابن حجر مکی نے کتاب الزواجر میں لکہا ہے کہ عالم کا استخفاف گناہ کبیرہ ہے عن ابی
امامۃ ان رسول اللہ صلعم قال ثلثۃ لا یستخف بہم الا منافق ذو الشیبۃ فی الاسلام
وذو العلم وامام مقسط ... مولوی عبد الحی صاحب نے بہی مجموعہ فتاوے میں ایسا ہی
لکہا ہے کہ علما سب لوگوں سے افضل ہیں .... اور تفسیر عزیزی - دوسری جگہہ یہ لکہا ہے کہ اوستاد شاگرد
پر والدین سے زیادہ مہربان ہوتا ہے کیونکہ والدین دنیوی آگ سے حفاظت کرتے ہیں اور
اوستاد آخرت کی نار سے بچاتا ہے ... العالم ارادت باقیہ ... من الا ... ھم ... الاباء

والامهات یحفظونه من نار الدنیا وآفاتها والعلماء یحفظونه من نار الا
خرة وشدائدها انتہی اسکے بعد ایک حدیث لکھی ہے جسکے الفاظ یہ ہین قال علیه
السلام من اغبرت قدماه فی طلب العلم حرم الله جسده علی النار واستغفر
له ملکان وان مات فی طلبه مات شهیدا وکان قبره روضة من ریاض الجنة
ویوسع له فی قبره مد بصره وینور علی جیرانه اربعین قبرا عن یمینه واربعین
قبرا عن یساره واربعین عن خلفه واربعین امامه ونوم العالم عبادة ومذا
کرته تسبیح ونفسه صدقة وکل قطرة نزلت من عینیه تطفی بحرا من جهنم
فمن اهان العالم فقد اهان العلم ومن اهان العلم فقد اهان النبی ومن
اهان النبی فقد اهان جبرائیل ومن اهان جبرائیل فقد اهان الله ومن
اهان الله اهانه الله یوم القیامة انتہی جس غرض کے لیے مین نے یہ حدیث
نقل کی وہ یہہ ہے کہ عالم کی توہین سے علم کی توہین لازم آتی ہے اورجس نے علم کی توہین
کی اوسنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی اورجس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی توہین کی اوسنے جبرائیل کی اور پہر خداوند تعالے کی توہین کی پس یہ سلسلہ خدا تک
ختم ہوکر رہتا ہے اب کیا حال ہے اوس شخص کا کہ جس نے اپنے اوستاذ کی نسبت ایسی
توہین کے الفاظ کتاب مین لکھے ہون کہ جن کو پڑھکر دل پارہ پارہ ہوجاتا ہے اور مارے
غصہ کے بدن پر حالت رعشہ کی طاری ہوجاتی ہے وہ ہمارے ہم عصر مفسر امرتسری
صاحب ہین کہ جنہون نے نہ صرف زبانی طعن وتشنیع پر بس کی بلکہ گندے الفاظ سے
اپنی کتاب کو خود ہی ردی کردیا اور جناب مولانا مولوی احمد اللہ صاحب کو کبیدہ خاطر کیا
چونکہ رسالہ الکلام المبین شائع ہوکر ملک کے دور دراز حصون مین تقسیم ہوگیا ہے اسلیے اسکا
تدارک اب بہت ہی مشکل ہے سہ خیال زلف دوتا مین نصیر پیٹا کر۔ گیا ہے سانپ
نکل اب لکیر پیٹا کر ان تمام وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عاق ہین اگر آپ کہین کہ

گو مجھہ مین شرائط عقوق پائے جاتے ہین لیکن مولانا مولوی احمد اللہ صاحب نے جونکہ
بذریعہ اشتہار و اخبار اعلان نہین کیا کہ مولوی ثناء اللہ میرا عاق ہے لہذا مجھپر عاق استاد
کا فتوے چسپان نہین ہو سکتا تو اسکا جواب یون سمجھنا چاہیے کہ جب اوصاف اور شرائط
عقوق آپ مین پائے گئے تو عقوق بھی پایا گیا ہمنے کسی کتاب فقہ مین نہین دیکھا کہ
تحقق عقوق کے واسطے اعلان استاد کا شرط ہے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو عقوق والدین کے متعلق وعید فرمایا ہے اوسمین بھی یہہ شرط نہین کہ والدین
کی تحریر یا تقریر عقوق کے لیے ضروری ہے پس استاد جسکا درجہ والدین سے زیادہ
اوسکی عقوق کے واسطے اعلان کیسے شرط ہوسکتا ہے ورنہ آپ ہی فرماوین کہ کس کتاب
مین یہہ شرط لکھی ہے مولوی صاحب کی دلعززی .... مانع اعلان ہے ورنہ کون کہہ سکتا ہے
کہ یہ الفاظ توہین کے نہین ہین ع بزرگش نخوانند اہل خرد * کہ نام بزرگان بزشتی برد
خلاصہ وفتاوے برہنہ وتحفۃ الفقہا مین لکھا ہے العاق یصیر عاقا باربعۃ اشیاء الاول
ان یحقر الاستاد ویظہر عیبہ عند الناس وینکر عن امر الاستاد ویسب الاستاد ۔
(نزہۃ العارفین) العاق من الاستاد لا یرجو المغفرۃ بالاستغفار سرا وجہرا وحکمہ انہ
لا یجوز الصلوۃ خلفہ ویرد القاضی شہادتہ عوارف المعارف مین لکھا ہے من قال
لاستادہ عند مقالتہ لیس کذالک لا یفلح ابدا ۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور نواب صدیق حسن
خانصاحب کی عبارت کو اپنے لیے مفید سمجھنا گویا مجمع طلبا مین اپنی تضحیک کرانی ہے
بغرض جمہور مفسرین اہل سنت مانتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کا دنبہ چالیس برس
بہشت مین چرتا رہا ۔ پھر اللہ تعالی نے اسکو اسماعیل ع کے بجائے ذبح کرنیکا حکم فرمایا لیکن
آپ اسکے مخالف ہین پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ ومفسرین اہل
سنت کے برخلاف ہے ۔

(نمبر ۸ صفحہ ۳۰ ۳) **قولہ** وہل اتاک نبؤ الخصم ای المتخاصمین الخ **اقول** آپکا مطلب

یہہ ہے کہ حضرت داؤد کے پاس مدعی اور مدعی علیہ آئے تھے خاص فرشتے نہ تھے۔
ترجمان القرآن حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ دو فرشتے بصورت انسان آئے
تھے تجاء ملکان بصورت رجلین ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اصحابی کے
قول کے ہوتے ہوئے اپنی رائے کو مقدم نہ رکھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے
منقول ہے اتق کو تولی بقول الصحابۃ ایسا ہی دیگر ائمہ مجتہدین و بزرگان اہل
حدیث فرماتے گئے ہین البتہ اب آپ ایک نئے اہل حدیث ہوئے ہین کہ صحابہ
کی تفسیر سے اپنی تفسیر بالرائے کو مقدم جانتے ہین کما یظہر من تفسیر القرآن
(نمبر ۱۸ صفحہ ۳۸۲) **قولہ** فیہ اشادۃ الی انہ علیہ السلام لم یکن نسی بالا
شتغال بالخیل الخ **اقول** اس دعوے پر کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑون
کے معاینہ کے وقت نماز سے ساہی نہین ہوئے تھے کوئی دلیل نقل نہین کی۔ حدیث
اور اقوال صحابہ تو درکنار رہے کسی محدث کا قول ہے اگر آپ لکھتے تو بھی آپ کا قول
کچھہ وزن رکھتا۔ سنئیے ہین آپکو صحیح روایت تبلاتا ہون۔ روایات معتبرہ سے ثابت
ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غزوہ کے تیاری کے لیے گھوڑون کا معاینہ کر رہے
تھے کہ نماز فوت ہوگئی یہان تک کہ سورج غائب ہوگیا حتی توادت بالحجاب دیکھو معالم
التنزیل وغیرہ اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی غزوہ خندق مین واقعہ
پیش آیا کہ نماز عصر بھول گئے یہان تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ چونکہ ادائے نماز ایک
دینی کام تھا۔ اور جنگ فی سبیل لاعلاء کلمۃ اللہ بھی دین کا کام تھا پس ایک دینی کام
مین اشتغال سے دوسرے کا سہو اترک ہونا قابل گرفت اور قادح فی النبوت والعصمۃ نہین
رہا آیت کا مطلب سو وہ بھی واضح ہے کہ اہل اللہ اور بندگان خدا کو تجارت وغیرہ امور دنیوی
اللہ کے ذکر سے مشغول نہین کرتے یہہ تو آپکو معلوم ہو ہی گیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم
السلام کا یہ فعل کسی دنیوی غرض کے لیے نہ تھا بلکہ دشمنان خدا کے ساتھہ جنگ کی

ویسے تہا یس آیت لا تلہیہم تجارۃ سے آپکا مدعی ثابت نہ ہوا چونکہ اس قصہ مین بہی ایک معجزہ اور خلاف قانون قدرت پایا جاتا تہا یعنے آفتاب کا بعد غروب ہونیکے واپس نکل آنا لہذا اپنے اس تمام قصہ کوہی اوڑا دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ جو شہر علم کے دروازہ تہے اور جنکی صفت مین حضرت عمر رض فرماتے ہین لولا علی لہلک عمر اس آیت کے معنے یون بیان کرتے ہین وحکی عن علی انہ قال فی معنی قولہ ردوھا علی یقول سلیمان بامر اللہ عز وجل للملائکۃ الموکلین بالشمس ردوھا علی یعنی الشمس فردوھا علیہ حتی صلی العصر فی وقتہا۔ (معالم) یعنے فرشتون نے اللہ کے حکم سے ڈوبے ہوئے آفتاب کو پہر نکالا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصر کی نماز کو اپنی وقت مین پڑہ لیا۔ اس روایت کی نسبت شاید آپ یہہ کہکر پیچہا چہوڑانا چاہینگے کہ یہہ تو صحابی کی تفسیر موقوف ہے والموقوف لیس بحجۃ تو جان لینا چاہیئے کہ اصول حدیث مین لکہا ہے کہ صحابی کی تفسیر جس مین رائے کو دخل نہ ہو وہ حجت ہواتی ہے جیسا صاحب اتقان نے حاکم وغیرہ کے قول سے مدلل لکہا ہے۔ اور آپنے رسالہ الکلام المبین مین اتقان کی پوری عبارت نہین لکہی اخیر کا فقرہ یعنے فاعتمد الاول کو جو آپکی تردید کرتا تہا نہین لکہا جس سے آپکی دیانتداری کا حال مترشح ہوتا ہے اسکو بہی جانے دیجئے۔ مین آپکو رد شمس کے متعلق ایک صحیح حدیث بتلاتا ہون امام طحاوی اور طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس سے نقل کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ صہبا مین جو خیبر کے متصل ایک موضع ہے تشریف رکہتے تہے۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت علی رض کے زانو پر آپکا سر مبارک رکہا ہوا تہا کہ آپ سو گئے۔ حضرت علی رض نے نماز عصر نہین پڑہی تہی۔ یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپنے پوچہا کہ یا علی تمنے عصر کی نماز پڑہی یا نہین۔ حضرت علی رض نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین۔ اسوقت آپنے جناب الٰہی مین دعا کی کہ یا الٰہی یہہ علی رض تیرے سچے نبی کے تابعداری مین مشغول

تب آفتاب کو باہر لاتا کہ صلوۃ عصر کو پڑہ لیوے۔ حضرت اسماء رضہ کہتی ہین کہ مین نے
بچشم خود دیکھا کہ آفتاب واپس لوٹ آیا اور حضرت علی رضہ نے نماز پڑہ لی اس حدیث کو
علامہ سیوطی نے کشف اللبس فی حدیث رد الشمس مین صحیح لکھا ہے بعد اللتیا والتی
یہہ بات بخوبی ذہن نشین ہو گئی کہ آپکو اس معجزہ سے ہی انکار ہے اور آپکی تفسیر یہ تیز
دیر سراپا غلط اور تفسیر نبوی اور اقوال صحابہ کے برخلاف ہے۔

(نمبر ۲۴ صفحہ ۴۰۳) **قولہ** فصعق من فی السموات ومن فی الارض الخ وھی النفخۃ
الثانیۃ قبل الثالثۃ الخ **اقول** آپ کہتے ہین کہ قیامت کو تین نفخ ہونگے۔ مین کہتا ہون
کہ آپ کو غرر کتنے نے بنایا۔ آپ اتنا نہین جانتے کہ حدیثون سے کتنے نفخ ثابت ہین
ایک ہم جیسے آپ بھی سمجھے ہین کہ آپنے نہ حدیث مین توغل کیا اور نہ غور سے حدیث پڑہی
مجھکو یاد ہے کہ جب مین دہلی مین رہتا تھا اور عرصہ چار سال تک میان صاحب مولوی
نذیر حسین صاحب کی خدمت بابرکت مین علم حدیث پڑہتا رہا تھا اس اثناء مین آپ
ماہ رمضان مین دہلی پہونچے اور میان صاحب سے کتب صحاح طرفاطرفا سنکر سند لینی چاہی
تہی تو میان صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کہ اس سند سے تمکو کیا حاصل ہوگا۔ چونکہ
میان صاحب ہر دل عزیز تہے آخر شاید اونہون نے کچہہ لکہدیا تہا۔ غرض ابتدا ہی
سے آپکو عیسائیون آریون وغیرہ سے گفتگو کرنیکا شوق رہتا تہا اور عموما یہہ دیکہا
گیا ہے کہ ایسی طبائع کے لوگ جامع۔ اور ماہر۔ اور محقق نہین ہوا کرتے تبہی تو یہہ
خرابی واقع ہوئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کچہہ فرما رہے ہین اور آپ کچہہ اور کہہ رہے
ہین چنانچہ اسی مین ملاحظہ کیجئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نفخہ بیان فرمائے
ہین۔ اولی اور ثانیہ۔ اور آپ تین تبلا رہے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما بین النفختین اربعون الخ (صحیح بخاری ومعالم) یہ حدیث صاف
کہہ رہی ہے کہ دو ہی نفخہ ہونگے ورنہ تیسرے کا ذکر ضروری چاہیئے تہا۔ امام غزالی بہی

دو ہی نفخہ کے قائل ہیں حیث قال فینفخ النفخۃ الاولی فصعق من فی السموات والا
رض ثم قال ثم یحی اللہ اسرافیل فیامرہ ان ینفخ الثانیۃ فذالک قولہ ثم نفخ فیہ اخریٰ
اسکے آگے لکھتے ہیں والراجفۃ ھی النفخۃ الاولی والرادفۃ ھی الثانیۃ۔ کہیے
کہ اب بھی معلوم ہوا یا نہیں کہ آپکی تفسیر تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے خداوند ہادی برحق اس
سے بچائے (نمبر ۳، صفحہ ۴۲۰) **قولہ** الانسان مھملۃ لا کلیۃ۔ **اقول** الانسان
کو مہملہ لکھنا آپکے مہمل ہونیکی کافی دلیل ہے۔ کیون نہ ہو آخر منطقی بہی تو ہین۔ ماشاء اللہ
منطقی بہی کیسے کہ میر زاہد وغیرہ کی ہستی انکے آگے گیا ہے اسی علمیت اور لیاقت پر تو
الکلام المبین میں حضرت مخدومی جناب مولانا مولوی احمد اللہ صاحب اور جناب مولانا
مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ جماعت غزنویہ کو بار بار کوسا اور برا بہلا کہا ہے کہیں
جاہل کہیں متعصب وغیرہ سے یاد کیا ہے۔ اپنی واقفیت کا یہہ حال ہے کہ الانسان
کو مہملہ لکھدیا اور یہہ نہ سمجھا کہ مہملہ اور شخصیہ اور کلیہ اوصاف قضیہ سے ہین اور قضیہ
مرکب ہوتا ہے موضوع اور محمول و نسبت حکمیہ یا ان تینون سے مع الحکم۔ اور
الانسان تو مفرد ہے یعنے قضیہ نہیں بلکہ آیت زیر بحث مین لفظ الانسان مجرور ہے
اور ایسا غوجی پڑہنیوالے بہی جانتے ہین کہ مجرور من حیث ہو پر کبہی مہملہ کا اطلاق
صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ جار مجرور متعلقات محمول سے ہوا کرتا ہے۔ جبکہ صرف محمول پر مہملہ اور
شخصیہ کا اطلاق صحیح نہین تو محمول کے متعلقات پر مہملہ کا اطلاق بطریق اولے درست نہ
ہوگا۔ نئے مفسر صاحب ذرا غور کرو۔ (نمبر ۳، صفحہ ۱۴۱) **قولہ** فما بکت علیھم السماء ای
لم یترحم علیھم احد من اھل السماء ولا من اھل الارض لقولہ تعالے بدیع ہیتا
ومنکم الصلاۃ۔ **اقول** امرتسری مفسر نے یہان بہی نرالی چال چلی ہے صحابہ و تابعین اور
تمام اہل سنت خصوصا فرقہ اہل حدیث اس امر کے قائل ہین کہ ایماندار کے مر جانے پر آسمان
اور زمین روتے ہین۔ آسمان تو اس لیے کہ اعمال صالح کا آسمانون کی طرف چڑہنا بند

ہو جاتا ہے جس سے وہ ناخوش ہو کر روتے ہین اور زمین اس لیے کہ اوسپر نیک عمل
کرتا تھا اوسکے مرنے پر رنجیدہ ہو کر روتی ہے مگر فرعون اور اسکے اتباع پر نہ آسمان رویا اور نہ
زمین نے گریہ زاری کی چنانچہ یہہ ہی مطلب حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامن عبد الا ولہ فی السماء بابان باب یصعد منہ
عملہ وباب ینزل علیہ منہ رزقہ فاذا مات فقداہ وبکیا علیہ وتلا ہذہ الایۃ
فما بکت علیہم السماء والارض ذکر انہم لم یکونوا یعملون علی وجہ الارض
عملا صالحا تبکی علیہم ولم یصعد الی السماء من کلامہم ولا من عملہم کلام
طیب ولا عمل صالح فتفقدہم وتبکی علیہم تفسیر کبیر مین اس حدیث کے بعد ایک
اور بہی حدیث لکہی ہے ونقل صاحب الکشاف عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
انہ قال مامن مومن مات فی غربۃ غابت فیہا بواکیہ الا بکت علیہ السماء
والارض یعنے جو مومن سفر کی حالت مین مرجاوے اور اوسپر کوئی نہ روئے
تو آسمان اور زمین روتے ہین۔ اس حدیث کو اگر تاویل کے زد سے بچایا جائے تو صاف
دلالت کرتی ہے کہ آسمان اور زمین کا رونا ممکن ہے۔ اور حدیث اول سے جیسا یہ
ثابت ہوا کہ ہر ایک بندے کے لیئے (نہ یہہ کہ نیک آدمی کے لیے جیسا مفسر صاحب
نے الکلام المبین مین حسب عادت شریف تحریف کی ہے) آسمانون مین دروازے
ہین اوسکے مرنیسے وہ روتے ہین ویسا ہی یہہ ہی ثابت ہوا کہ زمین بہی روتی ہے مگر
فرعونیون پر کہ نہ آسمان رویا اور نہ زمین نے بکا کی۔ فرقہ اہل حدیث چونکہ قرآن وحدیث
کو سب پر مقدم جانتا ہے۔ اور قوت علمیہ اور عملیہ کا استعمال اسی سے سمجہتا ہو۔ لہذا اونکا
ایمان ہے کہ جیسا ہر چیز کی تسبیح قرآن مجید سے ثابت ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ
ویسا ہی اسپر بہی ایمان رکہتا ہے کہ آسمان وزمین نیک بندون کے مرنیسے روتے ہین۔
مگر وہ لوگ کہ فلسفہ یونان کے زیادہ دلدادہ اور شیدا ہین۔ اور معتزلہ اور نیچریہ کے ہم خیال

ہین اول تو انکو آسمان کے وجود مین ہی کئی نوع کے تشکوک واقع ہوتے ہین - بالفرض
اگر اس سے نزرا بچے تو ان کو یہہ حیرانگی اور سراسیمگی واقع ہوتی ہے کہ آسمان کیسا اور
اوسکا رونا کیسا اون مین ہمارے ہمعصر مفسر صاحب بہی ہین کہ وہ بہی اس پریشانگی سے نہ
چہوٹے اور اس عمیق گڑہی ضلالت مین ایسے اوندہے گرے ہین کہ اب تک ہوش نہین
سنبہالتے - یہہ باتین اونکی دیکہکر ہمین رونا آتا ہے اور بار بار سمجہانا پڑتا ہے کہ اگر
بینم کہ نابینا وچاہ است ۔ اگر خاموش بنشینم گناہ است - مگر مولوی صاحب کو ان جو ہمارا
شکریہ ادا کرین اور نہ اونسے امید ہے کہ وہ ایسا کرینگے کیونکہ وہ تو یہہ ہی کہے جاتے ہین
کہ اسجگہ عدم ترحم زمین اور آسمان والون کا مراد ہے نہ آسمان اور زمین کا رونا - اور اپنے
خیال کی تائید یہان تک کرتے ہین کہ حدیث مذکور کو الکلام المبین مین ضعیف بتاکر
لکہہ دیا کہ یہ حجت نہین اور یہہ نہ سوچا کہ اگر بالفرض یہہ ضعیف ہی ہو تو بہی مفسر ثنائی کی
قول سے مقدم ہے - ضعیف حدیث بمقابلہ صحیح کے حجت نہین ہوا کرتی یہ آپکو کسنے بتایا
کہ مطلق حجت ہی نہین - اور موسے بن عبیدہ اور یزید بن ابان کو جو لکہا ہے کہ حجت اور
قوی نہین تو اسکا یہہ ہی مطلب ہے کہ جب ان دونون کی حدیث کسی ایسے ثقہ کی حدیث
کے مخالف اور معارض ہوگی جو انسے زیادہ معتبر اور بڑے پایہ کا ہوگا تو اوسوقت انکی حدیث
کو بشرط عدم توافق و عدم تطبیق کے ترک کیا جائیگا - اگر یہہ ہو کہ مطلق انکی حدیث قابل
تسلیم نہین جیسا کہ مفسر امرتسری صاحب کا منشا ہے تو محی السنۃ بغوی تفسیر معالم بہی اسکو
آیت زیر بحث کی تفسیر مین کیون لاتا - نیز اس مین چونکہ کوئی عمل متعلق حکم نہین لہذا
ایسی حدیث محدثین کے اصول کے مطابق وعظ اور خوف وغیرہ مین مانی جاتی ہے - اور آپکا
ان ہر دو ایان حدیث کو شیخ سعدی کی قول کا مصداق ٹہرانا کے دزد دہاشد دگر
پردہ دار - اور انکے حق مین طعن و تشنیع کرنا - دیانتداری اور تقوے کی برخلاف ہے -
جس شخص کا یہ دعوی ہو کہ مین اہل حدیث ہون - میرا قول اور فعل اور تحریر مطابق حدیث

مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اوسکے لیئے تو بڑی ندامت اور شرم کی بات ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یون ارشاد فرماوین کہ اے لوگو مردون کو برا مت کہو عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا اور یہہ مرگان حاملین حدیث کو دشنام دیا جائے۔ حدیث کے راوی کو چور کہنا اس سے بڑھکر اور کیا سب ہے امید ہے کہ یہہ حضرات رحمہا اللہ قیامت کے دن تمسے خدا کے روبرو اسکا مواخذہ کرینگے۔ ڈرو اللہ سے اور اوسکے سخت پکڑ سے ؎ تو مشو مغرور برحلم خدا ٭ دیر گیرد سخت گیرد مرترا۔ (نمبر ۸ صفحہ ۲۳۴) **قولہ** وتقول ھل من مزید نزلت اعلی ھذا المقدار یقال لھا ھذا قبل ان یلقی فیھا کل من کانت الخ وفیہ اشارۃ الی توجیہ ما روی فی الحدیث المتفق علیہ الخ **اقول** چونکہ حدیث نبوی مین جو درحقیقت تفسیر القرآن ہے کما قال الشافعیؒ وغیرہ خدا کے لئے لفظ قدم اور رجل آیا ہے اور مفسر امرتسری صاحب کے نزدیک خداوند کریم کے لیئے رجل بمعنے پاؤن کا ہونا خلاف عقل تھا۔ اسلئے آیت کے ایسے معنے لکہی جو صریح منطوق حدیث کے برخلاف ہے قال علیہ السلام حتی یضع الرب رجلہ۔ حتی یضع الرب قدمہ۔ حتی یضع الجبار قدمہ۔ اسکے علاوہ اور بھی الفاظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان مبارک سے بیان فرمائے کہ خداوند تعالی قیامت کے دن جہنم مین اپنا پاؤن رکھیگا۔ اس پر کم عقل لوگ اعتراض کرتے ہین کہ خدا کیسا اور اوسکے پاؤن کیسے اس سے تو خدا کا مجسم ہونا ثابت ہوتا ہے جو کہ اسلامی تعلیم کے برعکس ہے اسکا ایک جواب تو مفسر صاحب نے دیا ہے یعنے خدا کے لیے پاؤن کا انکار کرتے ہوئے رجل اور قدم سے قوم مراد لیا ہے۔ لیکن یہہ جواب بالکل کمزور اور اوہن من بیت العنکبوت ہے اسلئے اس سے صفت باری تعالی کا انکار لازم آتا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث صحیح کے اکثر مواضع سے اللہ تعالے کے لیئے ہاتھہ پاؤن آنکھہ ید وملی اور نفس وغیرہ ثابت

وجود نکلتا ہے پس حقیقی جواب اسکا یہہ ہے کہ جیسے خدا کی ذات بے مثل وبے کیف
ہے ویسے ہی اوسکے ہاتھہ پاؤن بلا تشبیہ اور بلا کیف ہین - لیس کمثلہ شیء وھو السمیع
البصیر خدا کا مجسم ہونا اوسوقت ہو سکتا ہے جب کہ ہم یہہ کہین کہ خدا کے پاؤن اور ہاتھہ
زید کے مثل ہین واذ لیس فلیس اور اسلام اس عقیدہ یعنے مجسمہ اور مشبہہ سے
روکتا ہے - بلکہ انکو کفر بتلاتا ہے - دنیا مین کون مذہب ہے جو خدا کے لئے ہاتھہ پاؤن
وغیرہ ثابت نہین کرتا - یہود اور عیسائی تو مانتے ہی ہین کہ خدا کے لیئے ہاتھہ اور پاؤن
ہین - ہندون کی کتابون مین بہی لکہا ہے بلکہ اونہون نے تو اللہ تعالے ...... کو داڑہی
نعوذ باللہ سر مین اور ناف وغیرہ بہی لکہدیا ہے - بہلا یہہ لوگ کس مونہہ سے اسلام
کی صاف اور سچی تعلیم پر اعتراض جما سکتے ہین جس سے اوٹہانے کے لیے سفر صاحب
نے اتنی تکلیف اوٹہائی کہ تفسیر نبوی کے برخلاف قلم کے گہوڑے کو اس قدر تیز کیا کہ
اب تہم نہین سکتا قال محی السنۃ الرجل والقدم فی ھذا الحدیث من صفات
اللہ تعالے یعنے رجل اور قدم اس حدیث مین اللہ کے صفات سے ہے - ایسی کے موافق اور
مفسرین اہل سنت نے بہی لکہا ہے - علامہ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے
فتح الباری مین بڑی تحقیق سے لکہا ہے کہ اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ خدا کے ہاتھہ
اور پاؤن بہی ہین لیکن بلا تشبیہ اور بلا کیف وعن العیوب وموجب التمثیل والتشبیہ جل
اللہ ذو السلطان
(نمبر ۸۶ صفحہ ۳۶۴) **قولہ** والبیت المعمور ای المساجد - **اقول** واللہ اعلم کیا
ماجرا ہے کہ آپکو حدیث سے کچھہ کاوش ہے یا جہالت کہ حضور انور رسالت مآب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیت معمور کو ساتوین آسمان مین فرمایا ہے اور آپ کہتے ہین کہ نہین
بلکہ عام مساجد مراد ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص اور آپ جیسے اہل حدیث
کی تعمیم قابل غور ہے قال علیہ الصلوۃ والسلام البیت المعمور فی السماء السابعۃ
یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیہ حتی تقوم الساعۃ بیہقی

ابن جریر حاکم۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ) آپ مقابلہ کر رہے ہین کیونکہ
آپکی تفسیر تفسیر نبوی کے برخلاف ہے۔ الکلام المبین مین آپنے اسکے جواب مین مسجد قبا کی
نظیر دی ہے۔ حالانکہ اوسکی نظیر یہان چسپان نہین ہو سکتی کیونکہ لمسجد کی تفسیر مین دونون
طرف حدیثین موجود ہین۔ ایک حدیث مین مسجد قبار کا ذکر ہے۔ دوسری مین
مسجد نبوی کا کما یظہر من معالم التنزیل اسی لیے اس کی تفسیر مین مفسرین اہل
سنت کا اختلاف ہوا ہے محققین کہتے ہین کہ آیت مین لفظ مسجد دونون مسجدون
کو شامل ہے۔ اور بعض محدثین کہتے ہین کہ مسجد قبار والی حدیث زیادہ قوی ہے
غرض کچھہ ہی ہو چونکہ ہر دو جانب حدیثین موجود ہین۔ ہر فریق اپنے اپنے ثبوت مین
حدیث لاتا ہے۔ بخلاف آیت زیر بحث کی کہ کسی حدیث مین بیت معمور کا نام مساجد
نہین آیا اور نہ کسی حدیث مین اسکی تصریح موجود ہے بلکہ کسی اصحابی اور تابعی کے قول
مین بہی اسکا ذکر نہین آیا کہ بیت المعمور عام مساجد ہین۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے
الاول ھو بیت فی السماء العلیا عند العرش پس آپکی تفسیر تمام اہل سنت کے
برخلاف ہے بنا ءعلی ہذا۔ آپکی انصاف پر چھوڑا جاتا ہے کہ ایسی مخالفت پر آپ کس
لقب کے مستحق ہین۔ کیا آپکو اہل حدیث کہا جائے یا معتزلی اور نیچری۔ میرے خیال
مین بقول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ پکے نیچری اور چھٹے ہوئے معتزلی
ہین۔ (نمبر ۷۔ ۸ صفحہ ۳۹ ۴) **قولہ** عند سدرۃ المنتھی ای عند انتہاء مراتب
الکمال للانسان الخ **اقول** بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا ؛ جو چیرا تو
ایک قطرۂ خون نہ نکلا۔ بڑا شور و غل مچ رہا تھا کہ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب
مطابق اہل حدیث کے عربی تفسیر لکھہ رہے ہین۔ جب مطالعہ سے گذرے تو نام ہی
نام نظر آیا۔ اظہار مطالب اور ایضاح معانی وغیرہ سے بالکل خالی پایا بلکہ صحیح حدیثون
کے برخلاف مشاہدہ کیا۔ آیت مذکورہ کی تفسیر مین سدرۃ المنتھے سے مفسر امرتسری

کے نزدیک انتہا مراتب کمالی انسانی کا نام ہے۔ مگر مخدوم اعظم حضور النور جامع کمالات ظاہری و باطنی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی تفسیر یون فرماتے ہین کہ جب مین شب معراج مین سدرۃ المنتہے تک پہونچا تو کیا دیکھتا ہون کہ اوس درخت کے میوے مشکون ہجر کی برابر ہین اور پتے اوسکے ہاتہیون کے کانون کی برابر ہین ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی فاذا نبقہا مثل قلال ھجر واذا ورقہا مثل اذان الفیلۃ۔ دیکھیے آپنے کیسی صریح مخالفت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی ہے۔ کیا نبی صلعم نہین فرماتے تھے کہ سدرہ درخت نہین بلکہ انتہا مراتب کا نام ہے۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت سے دیدہ دانستہ (العیاذ باللہ) معانی مرادہ کا اخفا کیا تو یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے برخلاف کیا جو کسی طرح سے شایان شان نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترکتکم علی البیضاء لیلہا کنہارھا لا یزیغ عنہا بعدی الا ھالک وقال ما ترکتکم من شئ یقربکم الی الجنۃ الا وقد حدثتکم بہ ولا من شئ یبعدکم عن النار الا وقد حدثتکم عنہ وقال تعالی وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ حدیثون پر نظر ڈالنے سے یہ تو معلوم نہین ہوتا کہ سدرہ سے انتہا مراتب کمالیہ مراد ہے بلکہ سدرہ کو ایسے اوصاف جلیہ حدیثون مین آئے ہین کہ اسکی تفسیر کو منافی ہین چنانچہ فرمایا انہ غشیہا نور الرب والوانا لا یدری ما ھی والملائکۃ مثل الغربان یعبدون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرہ موجود فی الخارج ہے جسکو انوار الٰہیہ نے ڈھانپ لیا ہے نہ مراتب کمالیہ جو موجود فی الخارج نہین بلکہ اونکا منشاء انتزاع موجود فی الخارج ہے۔ امام رازی نے اول وہی معنے لکھے ہین جو حدیث سے ثابت ہے المشہور ان السدرۃ شجرۃ فی السماء السابعۃ وعلیہا مثل النبق لو رود الخبر اور پھر حیرت قصوی کو معنے قیل بصیغہ ماضی مجہول کے لکھا ہے جو اسکی ضعف کی طرف اشارہ

کرتا ہے لیکن نہ مخالف الحدیث امام رازی پر مخالفت حدیث کا الزام نہین لگ سکتا کیونکہ
اونہی دو قول لکھے ہین اور قول مشہور کو ترجیح دے گیا ہے لیکن آپ مخالفت حدیث کے
دہبہ سے نہین چھوٹ سکتے کیونکہ آپنے اپنی تفسیر مین باوجود دعوے اہل حدیث ہونیکے
تفسیر نبوی کو جسکا ذکر کرنا ضروری تہا چھوڑ دیا آپکا ہی ایک حال نہین کہین تو صوفیون کی
کاسہ لیسی کرتے ہوئے صوفیون کی مدح سرائی مین اولٹا سیدہا مطلب نکالتا جاتے
ہین جیسے الکلام المبین کے اسی موضع مین محی الدین ابن عربی صاحب کے مقلد بنے ہین
باوجودیکہ اونکی عبارت کا مطلب جناب مفسر صاحب نے نہین سمجہا اونکی یہہ عبارت ہے
فہی الروح الاعظم الذی لا تعین وراءہا ولا مرتبۃ الخ جو آپنے لکھی ہے اسکا
یہہ مطلب نہین کہ سدرۃ المنتہی انتہا مراتب کمالیہ کا نام ہے بلکہ اونکی غرض یہ ہے کہ
سدرۃ المنتہے روح اعظم ہے اوس سے اوپر سوائے ہویت محضہ کے اور کوئی درجہ نہین
پس حدیث مین جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سدرۃ کی تفسیر شجرہ سے کی ہے اسمین
اور محی الدین صاحب کے قول مین چندان تخالف نہین ہے کیونکہ ہر چیز مین اللہ تعالی نے جان
ڈالی ہے تو اوس درخت مین بہی جان ہوگی جس کی تعبیر محی الدین صاحب نے روح اعظم
سے کی ہے اور ممکن ہے کہ اونکی غرض اسجگہ روح اعظم سے شجرہ ہی ہو۔ ثانیاً کیا انکا کلام
حجت ہے جب آپکے نزدیک صحابہ کا قول جو موقوف ہو حجت نہین تو محی الدین صاحب کا قول
کیونکر لائق حجت ہو سکتا ہے۔ ثالثاً محی الدین ابن عربی صاحب وہی ہین کہ جنپر محدثین
ابن تیمیہ وغیرہ نے فتوے دیا ہوا ہے کہ یہہ شخص (یعنے محی الدین) جو ولایت کو نبوت
سے اور ولی کو نبی سے افضل کہتا ہے اہل سنت سے نہین ہے دیکہو فرقان بین اولیاء
الشیطان واولیاء الرحمن پس ایسے شخص کا کلام بمقابلہ حدیث کے جس مین صریح لفظ شجرہ
کا آیا ہے کیونکر ہم مان سکتے ہین علاوہ اسکے اونہون نے شجرہ کے معنے بہی لکھے ہین بخلاف
آپکے کہ آپنے باوجود دعوے اہل حدیث ہونیکے تفسیر مین اسکا اعتراف نہین کیا۔ رہی

یہہ بات کہ کئی علماء نے محی الدین صاحب کو نسبت تعریف کی کلمات کہے ہوئے ہین - سو
یہہ انکی علمیت کے متعلق ہے - نہ یہ کہ شیخ صاحب کے اعتقاد اور تفسیر کے متعلق مدح کے
کلمات لکھے ہین - مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جسوقت دہلی مین حضرت مولانا مولوی
سید نذیر حسین صاحب مرحوم کی خدمت مین حدیث پڑھتا تہا اتفاقاً مجھکو رسالہ
فرقان بین اولیاء الشیطان و اولیاء الرحمن ملاحظہ مین اسکو پورا دیکھ چکا تو مین نے
میان صاحب مرحوم سے پوچھا کہ مولانا یہہ کیا قصہ ہے کیا واقعی محی الدین ابن عربی حنفی
سے جن کی علمیت اور لیاقت کا ایک جہان قائل ہے غلطی ہوگئی ہے یا یون ہی مصنف
فرقان نے اپنر فتوے لگا دیا آپنے فرمایا کہ نہین محی الدین صاحب مصنف فتوحات
سے لغزش اور غلطی ضرور ہوگئی ہے - اب فرمائے کہ جو شخص پہلے ہی سے محدث نہ ہو اور اہل حدیث
سے شمار نہ ہوتا ہو مع ہذا اوسپر بہی ایکی طرح فتوی لگ گیا ہو اوسکی کلام سے سند لاکر خوش
ہونا اور بغلین بجانا اور ایک صوفی اہل اللہ کی نیک بخت اولاد کو ناگفتہ بہ گالیان دیکر
ناراض کرنا کیا حدیث من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ومن اذی مومنا فقد
اذانی ~~ومن اذانی~~ فلیتبوء مقعدہ من النار (درۃ الناصحین) کا مصداق بنتا ہے یا نہین - ہم تو انکی
تفسیر دانی اور اہل حدیث بننے کا جب اعتراف کرتے جب کہ آپ کسی محدث کی کلام سے
سدرہ کی معنے انتہاء مراتب ثابت کرتے - پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ
کے برخلاف ہے - (دہو المرام) ؎ کتاب اور سنت کا ہے نام باقی ÷ خدا اور نبی سے
نہین کام باقی - اس سورت کی تفسیر مین اپنے اور بہی ٹہوکر کہائی ہے - اور محدثین کے طریق
پر تفسیر نہین لکہی چنانچہ آیت قاب قوسین او ادنی کی تفسیر مین لکہا ہے تمثیل لکمال قربہ
الروحانی عند اللہ تعالی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن وقتادہ
وغیرہ فرماتے ہین کہ اس آیت مین حضرت جبرائیل ع کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب
ہونا مراد ہے - قالت ذلک جبرائیل کان یاتیہ فی صورۃ الرجل وانہ اتاہ ھذہ المرۃ

فی صورتہ التی ھی صورتہ فسد الافق اورجن مفسرون نے اس آیت مین قرب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا سے مراد لیا ہے آپکی تفسیر اونکے بہی موافق نہین کیونکہ وہ تمثیل نہین کہتے بلکہ حقیقی قرب مراد رکہتے ہین حضرت انس معراج کے قصہ مین بیان فرماتے ہین ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی پس معلوم ہوا کہ آپکی تفسیر دونون فریق کے برخلاف ہے ظاہری وجہ اس تفسیر کی مجھکو تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس قرب حقیقی مین چونکہ ایک امر خلاف قانون قدرت معلوم ہوتا تہا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم کو ساتہہ آسمانون پر جانا اور خداوند ذوالجلال کے قریب ہوجانا جس سے مسئلہ استوے کو بہی ایک گونہ تقویت ملتی تہی اور استوے علے العرش بمعنے نفوذ احکام علی المخلوق کو ضعف پہونچتا تہا۔ ان امور کو سوچتے ہوئے اسجگہ بہی محدثین کا دامن چہوڑا اور نیچریون وغیرہ گمراہ فرقون کا اقتدا کیا اللھم احفظنا من ھذا التحریف۔ (نمبر ۸۸ صفحہ ۳۶) **قولہ** واذا وقع القول علیھم ای تامت الساعۃ علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض ای نبعث نبیھم یشھد علیھم **اقول** پنجابی مین مثل مشہور ہے۔ ایہہ سونہہ تے سران دی وال جناب من مین نے تو اول ہی آپکو کہا تہا کہ آپ تفسیر لکہنیکا ارادہ چہوڑدین۔ آپ کو اسقدر لیاقت کہان کہ تفسیر لکہہ سکین۔ ایک صحابی نے کہا کہ قرآن مجید کا لکہنا پہاڑ کے اوٹہانیسے بہی مشکل ہے۔ آجتک جسقدر مفسرین اہل سنت گذرے ہین کسی نے اس آیت مین دابہ سے انبیاء مراد نہین لئے۔ البتہ آپ یا آپکی امام پیر نیچر کا فہم ہے رحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دابہ کی تفسیر اوس جانور سے کی ہے جسکا ظہور منجملہ علامات قیامت کے ہے اور جو قیامت کے قریب زمین سے نکلیگا قال علیہ السلام بادروا بالاعمال ستا طلوع الشمس من مغربھا والدخان والدجال ودابۃ الارض الخ عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الایات خروجا طلوع الشمس من مغربھا وخروج الدابۃ علی الناس الخ اکلیل مین لکہا ہے واذا وقع القول

علیہم اخرجنا لہم دابة من الارض فیہ اشراط الساعة الکبوی خروج الدابة الخ
حدیث مین جو دابة پر الف ولام آیا ہے اس مین اشارہ ہے اوس دابہ کی طرف ہی جسکا ذکر قرآن
شریف مین ہے اسکو عہدی سمجھنا چاہیئے - اس آیت کی تفسیر مین جیسے آپنے یہہ غلط لکہا
ہے کہ دابہ سے مراد انبیا ہین ویسے ہی یہہ بہی آپنے جہوٹہ لکہا ہے کہ یہہ واقع نفس قیامت
کبرےٰ کا ہے - قول کے معنے قیامت کسی نے لکہی ہین کسی لغت کی کتاب سے ثبوت
دیا ہوتا معالم مین اسکے معنے یون لکہے ہین واقع القول علیہم وجب العذاب علیہم
غرض تمام مفسرین اہل سنت مانتے ہین کہ وقع القول سے مراد قیامت کا دن نہین بلکہ
ظہور علامات قرب قیامت کا دن مراد ہے گویا اون ایام کو بہی قیامت کا وقت سمجھنا چاہئے
کیونکہ اسوقت دروازہ توبہ کا بند کیا جائیگا اور سب کا مسلم امر ہے کہ اس دابہ سے مراد وہی
دابہ ہے جو علامات قیامت سے ہے نہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرت علی رض کے قول
موقوف کا یہہ جواب ہے کہ اول تو آپ موقوف حدیث کو حجت مانتے ہی نہین پہر ایسی ضعیف
قول کو جسکا راوی خود مفسر کو بہی معلوم نہین ہم کیونکر مان لین کیونکہ معالم مین روی بصیغہ
تمریض ہے جو خود ضعف پر دلالت کرتا ہے - لیکن مفسر امرتسری کی دیانتداری کا حال
دیکہنا چاہیئے کہ روی کو اڑا کر قال علی لکہہ دیا - دویم یہہ کہ حضرت علی رض دابہ کے منکر نہین
اور نہ انہون نے دابہ سے انبیاء مراد لی ہین بلکہ دابہ کے معنے وہی لئے ہین جو مشہور ہے
صرف اونہون نے دابہ کی صفت مین اختلاف کیا ہے - جو ہمکو مضر نہین - کاش مفسر صاحب
علی مرتضےٰ کے قول کے مطابق ہی لکہہ دیتے تو اہل حدیث کی تعقبات سے چہوٹ جاتے - حاشیہ
مین آپ لکہتے ہین کہ مین دابہ کا منکر نہین ہون - مین کہتا ہون کہ جب آپنے آیت کی تفسیر مین
سلف صالحین اور مفسرین اہل سنت کے مخالف لکہا ہے اور دابہ کے معنے انبیاء سے کئے
ہین تو صاف ثابت ہوا کہ آپ مفسر بالرائے ہین اور اوس دابہ کے جسکا ذکر قرآن شریف کی
اس آیت مین اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس حدیث مین بطور تفسیر آیت کی مذکور ہے

منکر ہین پس معلوم ہوا کہ آپ کی تفسیر تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ کے برخلاف ہے وھوالمدعٰی
(نمبر ۹۸ صفحہ ۵۵۴) **قولہ** کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر الانسان
باغوائہ قال انی برئ منک انی اخاف اللہ رب العلمین ای یقول ذلک
یوم القیامۃ لقولہ تعالی قال الشیطان الخ **اقول** آپکی غرض یہہ ہے کہ مفسرین
اہل سنت جو اس جگہ ایک عجیب وغریب برصیصا راہب کا قصہ بیان کرتے ہین لغو
ہے بلکہ آیت کے معنے یہ ہے کہ قیامت کو دن شیطان اپنے مریدون سے کہیگا کہ بس اب
میرا تمسے کچہہ تعلق نہین مین تمسے بری ہون۔ غرض کہ دنیا مین یہ قصہ نہین ہوا قیامت
کو ہوگا۔ ہم بیشک آپکی تفسیر کے قایل ہوجاتے اور آپکا لوہا مان جاتے بشرطیکہ اہل سنت
اور سلف صالحین اور اصحابہ کرام کی تفسیر کے آپکی تفسیر مخالف نہ ہوتی۔ بخلاف اسکے ہم
روز روشن کی طرح دیکہہ رہے ہین کہ آپکی تفسیر ان حضرات کے برخلاف ہے بلکہ سچ پوچہتے ہو تو
خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر کے مخالف ہے۔ بناءً علی ہذا ہم کیونکر آپکی تفسیر کی صحت
کے قائل ہوجائین۔ بہلا مکہی دیکہکر بہی کہائی جاتی ہے۔ سنئے اور دلکے کانون سے سنئے
کہ امام بخاری جیسے محدث جلیل القدر نے تاریخ مین اور امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت
علی رض سے روایت کی ہے کہ ایک راہب برصیصا صومعہ مین عبادت کیا کرتا تھا الخ
(فتح البیان) بغوی نے بہی اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے درمنثور مین
حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس سے بیان کیا ہے بلکہ ابی امامہ باہلی سے مرفوعاً
بہی لکہا ہے۔ درۃ الناصحین مین بہی اسکو ابن عباس سے نقل کیا ہے غرض کہ ان
روایات معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت مین اوس قصہ برصیصا کی طرف اشارہ
ہے نہ یہ کہ قیامت کو دن کا واقعہ ہے۔ (نمبر ۹۹ صفحہ ۵۸۴) **قولہ** لا تتولوا قوما غضب
اللہ علیہم من الیہود والنصاری **اقول** کیون مفسر صاحب اب آپکا التزام تفسیر
القرآن بالقرآن کہان گیا۔ الکلام المبین مین تو آپنے بڑے زور سے لکہا ہے کہ مین

ایسی تفسیر کرنے پر اس لئے مجبور ہوا ہون کہ مین نے التزام کیا تہا کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے ہی کرونگا - اب زرا گریبان مین مونہہ ڈالکر فرمائے کہ وہ التزام کہان جاتا رہا - باوجود دیکہ یہان قرآن مجید اپنی تفسیر آپ کرتا ہے - کیونکہ دوسری آیتون مین مغضوب علیہم یہود کو قرار دیا ہے اور نصاری کو گمراہ کہا ہے - چنانچہ ارشاد ہوتا ہے غضب اللہ علیہم وجعل منہم القردۃ والخنازیر - فباؤ بغضب من اللہ - غیر المغضوب علیہم ولا الضالین غرض قرآن شریف مین صرف یہود پر غضب کا لفظ وارد ہوا ہے نہ نصارے پر موخر الذکر آیت مین صحابہ کی تصریح موجود ہے کہ مغضوب علیہم یہود ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ مغضوب علیہم یہود ہین اور ضالین نصارے - نہ آپکو قرآن شریف کی خبر ہے اور نہ حدیث پر نظر ہے اور نہ اقاویل صحابہ پر نظر ہے پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر قرآن اور حدیث اور اقاویل صحابہ کے برخلاف ہے - وھو المراد والمقصود

(نمبر ۱۰ صفحہ ۱۷۴) **قولہ** ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ حمل الثمانیۃ کنایۃ عن عظمۃ کبریائہ - **اقول** کل اناء یترشح بما فیہ برتن مین جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے - نہ آپکو اتباع سنت کا خیال ہے اور نہ پیروی قرآن مجید کی مدنظر ہے اگر ہے تو ایک پیر نیچر کی محبت جو آپکو کشان کشان گمراہی کی طرف لیجا رہی ہے - اہل سنت کے مسلمات سے ہے کہ قیامت کے دن آٹہہ فرشتے خدا کی عرش کو اُٹھائینگے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یحمل ثمانیۃ ملک علی صورۃ الاوعال رؤسہم عند العرش واقدامہم فی الارض السفلی حاکم اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے دوسری طویل حدیث مین یون آیا ہے قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالبطحاء فمرت سحابۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ماھذا قلنا السحاب الخ اس حدیث مین مذکور ہے کہ خدا کے تخت کو آٹہہ فرشتون نے اوٹہایا ہوا ہے - کنایہ کو آپنے تفسیر

مین بڑا استعمال کیا ہے بلکہ اگر یون کہا جائے کہ تمام تفسیر انکی ادّعائی کنایات سے بہری ہوئی ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ آپکی اکثر عادت ہورہی ہے کہ جس جگہ کوئی خلاف قانون قدرت دیکھا فوراً کہدیا کہ یہ تو کنایہ ہے یا کچھ ایسی تحریف کردی کہ آجتک کسی اہل سنت سے مسموع نہین ہوئی چنانچہ آیت زیر بحث کو لیجئے کہ آپکی تفسیر اور الکلام المبین کی تحریر سے ظاہر ہورہا ہے کہ قیامت کے دن فرشتون کا خدا کے عرش کو اوٹھانیسے جسطرح اہل سنت مانتے ہین آپ نہین مانتے کیونکہ آپکی ساری تقریر کا لب لباب یہی ہے کہ آیت مذکورہ مین خدا کی عظمت اور جلالت سے کنایہ ہے نہ یہ کہ ملائکہ حقیقۃً خدا کی عرش کے حامل اور عرش محمول ہوگا۔ مولانا ذرا فرمائے تو سہی کہ کمال علمی جس سے آپ ہر ایک کو ڈراتے ہین یہہ ہے کہ تفسیر مین تو کنایۃً حمل الثمانیہ کو لکھا اور جواب اربعین مین تمثیل لکہدیا کیا مطول وغیرہ مین یہی لکھا ہے کہ کنایہ اور تمثیل ایک شی ہے۔ نہین ہرگز نہین دونون جداگانہ ہین۔ دیکھئے کنایہ کی تعریف یہہ ہے۔ ثم اللفظ المراد به لازم ما وضع له سواء كان اللازم داخلا كما فى التضمن او خارجا كما فى الالتزام ان قامت قرينة على عدم ارادتها اى ارادة ما وضع له فمجاز والا فكناية۔ اور تمثیل کے معنے یون لکھے ہین وباعتبار وجهه اما تمثيل وهو ما اى التشبيه الذى وجهه وصف منتزع من متعدد امرين او امور كما مر الخ کیون فاضل صاحب ابتو آپکو بحوالہ عبارت مختصر المعانی ومطول معلوم ہوگیا یا نہین کہ کنایہ اور شے ہے اور تمثیل اور۔ افسوس ان درسی کتابون کو اگر آپ اچھی طرح سے پڑھتے اور پھر یاد بھی رکھتے تو آج تفسیر لکھنے مین ٹھوکر کیون کہاتے۔ ہمارے مخدوم مکرم جناب مولانا واوستاذنا حاجی احمد علی صاحب جامع معقول ومنقول سہارنپوری ثم میرٹھی نے جو خاص معقولی تقریر مولوی ثناء اللہ کی [illegible] آیت مذکورہ کے نیچے تحریر فرمائی ہے بے نظیر اور لائق داد ہے۔ جناب ممدوح حسین آباد مین سہارنپور کے مدرسہ مظاہر علوم مین ملازم تھے اور مین بھی وہین پڑھتا تھا گماں ہے مولوی ثناء اللہ

جسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تہی کہ یہ طالب علم کم فہم ہے باریک بات کو نہیں سمجھتا۔ آپکی علمیت کا یہ حال ہے پس کس مونہہ سے حضرت مولانا مولوی عبد الجبار صاحب کو جواب اربعین میں بار بار کم علم اور جاہل بتایا ہے غیر مہذبانہ اور دلخراش تحریر سے سوائے ندامت اور پشیمانی کے آپکو اور کیا حاصل ہوا۔ (نمبر ۲۹ صفحہ ۴۷،۴۸) **قولہ** تعرج الملائکۃ والروح الیہ ای کل ذی حیوۃ من الملائکۃ وغیرھم یحتاجون الیہ سبحانہ فی وجودھم وثباتھم **اقول** اس آیت میں چونکہ فرشتوں اور روح کا خدا کی طرف چڑہنا ثابت ہوتا تہا جس سے مسئلہ استوی علی العرش بطریق محدثین کو قوت ہوتی تہی اور یہہ بات معلوم ہوتی تہی کہ خدا عرش پر ہے اور آپ اسکے قائل نہیں ہیں لہذا ایسے معنے لکہی کہ جو نہ لغت سے ثابت ہے اور نہ حدیث اور اقوال صحابہ سے۔ جناب من یہہ تو فرمایئے کہ عروج بمعنے احتیاج کس لغت کی کتاب میں لکہا ہے۔ اس جگہہ بہی آپنے حسب التزام تفسیر نہیں ہوئی۔ آپکے رسالہ آیات متشابہات وغیرہ میں لکہا ہے کہ لغت عرب سے جو معنے آیت کی ہونگے وہی مقدم اور اولے ہیں نہ وہ معنے جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے بیان فرمائے ہیں۔ اب میں جناب مفسر صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ عروج بمعنے احتیاج کہاں سے آپنے لکہا ہے ہمنے تو اکثر کتب لغت کا تتبع کیا اور ٹٹولا ہمین تو کہیں پتہ نہیں چلا۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ ہر چیز کا چونکہ وہ خالق ہے اسلئے تمام موجودات اوسکی طرف محتاج ہیں لیکن اس آیت کی یہ تفسیر صحیح نہیں۔ اصول تفسیر مذکورہ فی الاتقان کے مخالف ہو۔ حدیثوں سے ثابت ہو کہ ملائکہ آسمان سے کتے جاتے ہیں اور ارواح کا صعود بہی آسمان کی طرف ہوتا ہے دوسری آیت میں اسکو زیادہ واضح کیا گیا ہے۔ تنزل الملائکۃ والروح الخ امام رازی نے بہی صعود اور نزول ملائکہ کی تفسیر کی ہے ثم ان ھھنا دقیقۃ وھوانہ تعالی ذکر عند العروج الملائکۃ اولا والروح ثانیا کما فی ھذہ الایۃ وذکر عند القیام الروح اولا والملائکۃ ثانیا کما فی قولہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا وھذا

یقتضی کون الروح اولا فی درجۃ النزول واخرا فی درجۃ الصعود الخ
پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر لغت اور حدیث اور اقوال صحابہ کی برخلاف ہو آپنے مصنف
اربعین پر جو اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اوسنے قرآن وحدیث کا خلاف کیا۔ مین کہتا ہون
کہ وسنے نہین کیا بلکہ آپنے کیا۔ ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے الزام اونکو دیتے تہی قصور
اپنا نکل آیا (نمبر ۳ وصفحہ ۴۷) قولہ کان مقدارہ خمسین الف سنۃ وھو یوم القیامۃ
ولیس المراد خمسین الف سنۃ تحدید بل اظہار لطولہ الخ اقول یہہ بہی حدیث
اور صریح آیت کی برخلاف ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی
دن کی لنبائی پچاس ہزار برس کی ہوگی اسیکی موافق تمام مفسرین اہل سنت نے لکہا ہے
اگر بہی جیسے آپ الزام مخالفت قرآن وحدیث سے بری نہین ہوسکتی ویسے ہی الزام مخالفت لغت
سے چہوٹ نہین سکتے۔ مین آپسے پوچہتا ہون کہ اگر کوئی دعوےٰ کرے کہ مین نے فلان شخص
سے پچاس ہزار روپیہ لینا ہے تو کیا حاکم یا اور سامعین اوسکے دعوی کا مطلب حصر کے طور
پر پچاس ہزار روپیہ سمجہکر بر تقدیر ثبوت دعوے اوسکی حق مین فیصلہ دینگے یا ایک غیر متناہی
رقم کا خیال کرکرا وسکو دعوے کو خارج کر دینگے پس جیسا اس مدعی کی کلام مین اوسکو تحدید اور
انحصار مفہوم ہوتا ہے ویسا ہی قرآن مجید کے روشن الفاظ سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکو
وفادار صحابہ کرام نے سمجہا۔ ورنہ کسی حدیث مین اسکی تصریح بہی ملنی چاہیے تہی کہ مراد تحدید نہین
بلکہ مقصود باری تعالے بیان طوالت روز قیامت ہے واذ لیس فلیس۔ امام غزالی نے
احیاء العلوم مین لکہا ہے کہ وہ دن پچاس ہزار برس کا ہوگا حدیث اولی ذیل لائے ہین قال عبد
اللہ بن عمر تلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ الایۃ ثم قال کیف بکم اذا جمعکم
اللہ کما یجمع النبل فی الکنانۃ خمسین الف سنۃ لا ینظر الیکم اسکے بعد لکہا ہے فان کانت
لو صبرت سبعۃ الاف سنۃ مثلا لتخلص من یوم مقدارہ خمسون الف سنۃ لکان
و مبالت کثیرا بعید بعید اامام رازی وغیرہ اور اہل سنت متفق ہین کہ وہ دن پچاس ہزار

برس کا ہوگا نہ کم وبیش۔ لفظ مقدار قابل غور ہے۔ اب تو مطبع گھر کا ہے اور قلم ودوات
وغیرہ سب کچھ موجود ہے جیسا جی چاہے لکھا کرو۔ مگر قیامت کو کیا جواب دوگے ؏
بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ٭ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور۔ افسوس صد افسوس
(نمبر ۹ صفحہ ۷۹ ۴) **قولہ** وثیابک فطہر الثیاب کنایۃ عن القلب **اقول** یہہ بھی آپکی
کمال علمی کی دلیل ہے۔ کیا کہنے ہین علم معانی وبیانکی کتابین شاید آپکی نظر سے گذری
ہونگی۔ فرمائے کہ ان مین یہ بھی کہین لکھا ہے کہ جمع کا صیغہ مفرد سے کنایہ ہوسکتا ہے
اگر ہے تو اوسکا پتہ دو ورنہ اسکو واپس لو۔ آپ جانتے ہین کہ ثیاب جمع ثوب کا ہے اور قلب
مفرد ہے اور کنایہ کے معنے مین آپکو بتلا چکا ہون جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان یطلق الملزوم
ویراد بہ لازم ما وضع لہ یعنے ملزوم سے ارادہ لازم کا کرنا۔ تو مطلب آپکی تفسیر کا یہہ
ہوا کہ ثیاب کو قلب لازم ہے پس ثیاب کنایہ قلب سے ہوا۔ اب اسپر تین مفاسد لازم آتی ہین
اول یہ کہ صیغہ جمع کا مفرد سے کنایہ نہین ہوسکتا۔ دوئم یہ کہ ثیاب کو قلب لازم نہین۔ سوئم
یہ کہ لفظ ثیاب کو اسکے مدلول مطابقی سے بلا وجہ قوی پھیرنا اور آیت کے ظاہری معنے کو چھوڑنا ہے
جو خلاف مذہب ائمہ سلف ہے۔ بلکہ اگر آپ والرجز فاہجر کو خیال کرتے تو ایسی تفسیر ہرگز
نہ لکھتے کیونکہ جب اسمین حکم ہے کہ بتون کو چھوڑدو تو صاف سمجھا گیا کہ دلکو محبت ماسوائے
اللہ اور انابت الی غیر اللہ سے دور کرو فیلزم التکرار (علے تفسیر من) ان وجوہات کو سوچتے ہوئے قرین
قیاس یہ بھی امر معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر بحث مین ظاہری ثوب کی تطہیر کا حکم ہے پس
ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر عقلاً ونقلاً غلط بلکہ اغلط ہے۔ (نمبر ۹ صفحہ ۱۸۹) **قولہ** سنعذبہم
مرتین ای مرۃ دا مرۃ بعد مرۃ **اقول** اسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا مین ہی انکو دو دفعہ
عذاب ہوگا یعنے عذاب قبر کو اس سے کچھ تعلق نہین حالانکہ یہ تفسیر تفسیر نبوی کے برخلاف
ہے معالم مین لکھا ہے۔ قام النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم خطیبا یوم الجمعۃ فقال
اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج ناسا من المسجد

دخضهم فهذا هو العذاب الاول والثانی عذاب القبر ابن عباس ۔ اور مجاہد ۔ قتادہ
ابن زید ۔ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ دوسرا عذاب قبر کا مراد ہے ۔ غرض حدیث اور
اقوال صحابہ و تابعین سے ثابت ہی کہ ثانی عذاب قبر کا ہے چونکہ آپکی تفسیر سے عذاب ثانی
کی تشریح نہین معلوم ہوتی بلکہ مبتادر الی الفہم لفظ مرا سے یہہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ
دنیا مین ہی عذابین کے قائل ہین ورنہ اور مفسرین کی طرح عذاب قبر کی تشریح کی ہوتی اس
خیال سے مصنف اربعین نے آپکو منکرین عذاب قبر کا مؤید لکہا ہے ۔ اور فتح البیان کی
عبارت اس امر کی موہم نہین کہ مصنف اوسکا منکر عذاب قبر ہے بلکہ ثم یردون بعد ذلک
الی عذاب الآخرۃ مین اثبات عذاب قبر ہے کیونکہ لفظ آخرۃ قبر اور قیامت دونون کو
شامل ہے بخلاف آپکی عبارت کے کہ عذاب قبر کا وہان ذکر ہی نہین بلکہ موہم انکار عذاب قبر
ہے ۔ فلیتامل (نمبر ۹۶ صفحہ ۲۷) **قولہ** سیجعل لهم الرحمن ودا نبهم یوم القیامۃ الخ
اقول یہ بہی تفسیر نبوی کے برخلاف ہے حضرتؐ نے فرمایا خداوند کریم جب کسی شخص کو دوست
رکہتا ہے تو جبرائیلؑ کو کہتا ہے کہ اے جبرائیل مین فلان شخص کو دوست رکہتا ہون تم بہی
دوست رکہو پس جبرائیل بہی اوسکو دوست رکہتا ہے پہر تمام آسمان اور زمین والے اوسکو
دوست رکہتے ہین اسکے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت مذکورہ کو پڑہکر اصحابہ کو
جتایا کہ اسکی تفسیر یہ ہی ہے جو مین نے تم سے کہی ۔ اب فرمائے کہ آپکی تفسیر جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ ایماندار دن مین قیامت کے دن خداوند تعالیٰ دوستی اور محبت ڈالدیگا تفسیر نبوی
کے برخلاف ہی یا نہین ۔ یہ تو ہم بہی مانتے ہین کہ متقیون مین قیامت کے روز محبت ہوگی
اور وہ کام بہی آئیگی لیکن آیت زیر بحث کا وہ مفاد نہین بلکہ یہ اور جگہ سے ثابت ہے
مین نے بہت دیر تک غور کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ تفسیر کیون لکہی ۔ آخر سوچتے
سوچتے یہ ہی وجہ معلوم ہوئی کہ آیت مذکورہ کی تفسیر نبوی مین ایک دو باتین ایسی
پائی جاتی تہین جس سے اونکی تفسیر دربارہ استوے علی العرش کا اکثر حصہ غلط ہوتا تہا اور

خلاف نحو بھی تھا یعنے ایک تو خدا کا جبرائیل کو کہنا کہ مین فلان آدمی کو دوست رکھتا ہون تم
بھی دوست رکھو۔ دوسرا جبرائیل کا کہنا کہ اے فرشتو فلان شخص کو اللہ تعالےٰ دوست
رکھتا ہے تم بھی اوس سے محبت رکھو تیسرا یہ کہ اس تفسیر نبوی سے اتنا تو بطور قدر مشترک
کے ضرور ثابت ہوگیا کہ خداوند تعالےٰ عرش پر ہے بھتی تو یہ فرمایا کہ اول محبت اسکی اہل
آسمان مین پیدا ہوتی ہے پھر زمین والون مین غرض یہہ تمام باتین ملاکر جونکہ سفر جناب
کے مخالف تھین لہذا یوم القیامت کا لفظ قرآن مجید مین بڑہا کر یہہ تمام ٹنٹا ہی مکا یا
امام شوکانی اور نواب صدیق حسن خان صاحب پر مخالفت حدیث کا الزام عائد نہین ہوسکتا
کیونکہ انہون نے دونون قول لکھے ہین لیکن دوسرے قول کی تردید سے سکوت اسلیئے
کیا کہ اوسکا ضعیف اور مردود ہونا اظہر من الشمس تھا لکونہ مخالفا لتفسیرہ علیہ السلام
اکثر مصنفون کا قاعدہ ہے کہ ہر ظاہر بات کا ذکر نہین کیا کرتے پس ان ہر دو بزرگون کا سکوت
اسکی صحت پر دال نہین کیونکہ آپ جانتے ہین کہ امام شوکانی اور نواب مرحوم جو حدیث پر
عاشق تھے مخالف حدیث کو کب ماننے لگے۔ تب پس الکلام المبین مین انکی تفسیر کو اپنی
تائید کے لیے لانا بالکل لغو ہے۔ (نمبر ۷ و صفحہ ۹۳) قولہ ویطوف علیھم غلمان
لھم صغار لھم ماتوا قبل البلوغ **اقول** اس سے ثابت ہوا کہ آپ بہشتیون کے لئے نعمت
غلمان کے منکر ہین اسی طرح ویطوف علیھم ولدان مخلدون مین یہ لکھا ہے کہ
وہ غلمان اور ولدان کیا ہین بہشتیون کی دنیوی اولاد ہے جو قبل بلوغ فوت ہو گئے۔
تمام اہل سنت مانتے ہین کہ جنتیون کے لیے نعمت غلمان بھی اللہ تعالیٰ دیگا آپ غلمان
کے معنے اولاد کے کرتے ہین اور اہل سنت کہتے ہین کہ اونکی ابتدا پیدایش بہشت مین
ہوگی مثل حورون کی ولا یبعد ان یکونوا مخلوقین فی الجنۃ ابتداء کالحور من غیر
ولادۃ للقیام بھذہ الخدمۃ لیسوا من اولاد الدنیا وھذا ھو الصحیح واطلق علیھم
اسم الولدان لان العرب تسمی الغلام ولیدا ما لم یحتلم والامۃ ولیدۃ وان اسنت

رفتح البیان) سید احمد نیچری نے بھی حور و غلمان کا انکار کیا ہے اور ان آیتون کی ایسی
تحریف کی ہے جیسے آپنے کی - آپکی تمام تفسیر کو ابتدا سے آخر تک دیکھا جائے تو غلمان کا
وجود جسطرح سے تمام اہل سنت صحابہ و تابعین و تبع تابعین مانتے ہین آپ اوسطرح نہیں
مانتے خدارا اب آپ ہی زرا انصاف کرین کہ ...... اربعین مین جو لکھا ہے کہ آپ غلمان نہین
مانتے - (نمبر ۹۸ صفحہ ۱۵۴) **قولہ** وزوجناهم بحور عین ای جعلنا ازواجهم حسنا
بحیث تحور فیهن النظر من الصفاء وعظمة الاعین **اقول** اس سے جیسا حوران
بہشتی کا انکار معلوم ہوتا ہے ویسا ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر نہین بلکہ تحریف
ہے کیونکہ آپکی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے ازکی عورتون کو خوبصورت حسین بنایا ہے -
حالانکہ یہ ترجمہ صحیح نہین بلکہ آیت کا ترجمہ صحیح یہ ہے اور بیاہ دیوینگے ہم اونکو ساتھ گوریون
اچھی آنکھون والیون کے - یہان بھی آپنے لغت عرب کے مطابق معنے نہین کئے - اور
مفسرین اہل سنت کے برخلاف معنے لکھے ہین اگر آپ منکر نہیں تو ایسے معنے کیون
لکھے جس سے حوران بہشتی کا وجود ثابت ہی نہو حوران بہشتی کی تعریف اور انکا ثبوت
تو حادی مصنفہ ابن قیم سے ملاحظہ ہوے اقدامها من فضة قد رکبت + من فوقها
ساقات ملتفان + والساق مثل العاج ملموم یری + مخ العظام وراءه بعیان +
والریح مسك والجسوم نواعم + واللون كالیاقوت والمرجان - انکے علاوہ اور
بھی تمام اہل سنت متفق ہین کہ بہشت مین منجملہ اور نعمتون کے حور اور غلمان بھی ملین گے
قرآن اور حدیث سے اسکا ثبوت کافی ملتا ہے پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر قرآن اور حدیث
کے برخلاف ہے اور اہل بدعت نیچریون وغیرہ کے موافق ہے - (نمبر ۹۹ صفحہ ۱۸۴) **قولہ**
واذا العشار عطلت المراد بالعشار الاموال المحبوبة المرغوبة الخ **اقول** یہان
بھی آپنے اصحاب نیچر سے توافق کیا اور محدثین کی مخالفت کی ہے - لغت عرب مین عشار
اونٹنی حاملہ کو بولتے ہین پس آیت اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے یعنے جسوقت دس

مہینے کی گیا ہین اونٹنی بیکار کی جاویگی۔ معلوم نہین کہ اس تحریف سے آپکی غرض کیا ہے
افسوس نام کے اہل حدیث بنتے ہین اور قرآن کی تفسیر مین ایسی تحریف کہ آجتک کسی
اہل سنت سے منقول نہین۔ (نمبر۱۰ صفحہ ۴۸۹) **قولہ** واذا البحار سجرت یبس ماؤها
بالقاء الجبال فیها الخ **اقول** یہہ معنے بہی اہل سنت کے برخلاف ہے۔ مفسرین اہل سنت
لکہتے ہین کہ قریب قیامت کے دریامین سے آگ نکلے گی نہ یہ کہ پہاڑون کے ڈالنے سے دریا
خشک کئے جاوینگے۔ اوقدت فصارت نارا وعن کثیر من السلف یرسل اللہ
علی البحار الدبور فتغیرها فتصیر نارا۔ دریا کا آگ ہوجانا چونکہ خلاف قانون قدرت
تہا اسواسطے ایسے معنے لکہے ہین جس سے خلاف قانون قدرت ثابت نہو۔ اتنا نہیں
سوچتے کہ اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے ہماری عقل مین اجتماع ضدین یا انقلاب ماہیت مستبعد معلوم
ہوتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک کوئی محال نہین واللہ غالب علی امرہ۔ نیز لغت کے بہی
برخلاف ہے پس ثابت ہوا کہ آپکی تفسیر مردود ہے (نمبر۱۰ صفحہ ۴۹۹) **قولہ** ووجدک
عائلا فقیرا ابلا مال قال العبد الضعیف ان الصفات الثلاثة صادقة علی **اقول**
اس بے باکی اور شوخی کی بہی کوئی انتہا ہے۔ کیون نہو آخر فاضل جو ہوئے تو کچہ تو مشابہت
آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہونی چاہیئے تہی سنو۔ میان مفسر صاحب مرزا قادیانی
بہی پہلے ایسی ہی لچر باتین کہا کرتا تہا آخر بڑہتے بڑہتے مدعی رسالت بنا۔ آپکی اس تحریر
سے بہی ایساہی دال مین کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ کہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے اوصاف
جمیلہ اور عادات ستودہ اور خصائل حمیدہ اور کہان مفسر صاحب کی حالات ردیہ ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ارے میان ایسی بات لکہنے سے ذرا شرم کرنی چاہیئے تہی
کیونکہ جب آپ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح تفسیر کو تفسیر نہین سمجہتے اور حدیث نبوی
کو قرآن کی تفسیر نہین جانتے تو نسبت اتحاد کہان رہی بلکہ نسبت تضاد ہوئی۔ اگر کوئی
آپکو کسی حیوان سے نسبت دے اور کہے کہ مفسر صاحب اور یہ دونون مشترک ہین گو آپکی

فصول جدا جدا ہین لیکن جنس مین تو دونو شریک ہین تو کیا اس سے آیکا مرتبہ کچھ کم ہوسکتا ہے یا اوس جانور کا مرتبہ بڑھ سکتا ہے نہین پس اسی طرحسے جب آپ نہ اہل حدیث ہین اور نہ ائمہ سلف کی تفسیر کو معتبر جانتے ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرنیسے آپکا مرتبہ کیسے بڑھ سکتا ہے۔ البتہ اللہ اور رسول ص کی تابعداری مین ترقی ہوسکتی ہے بڑے بڑے کملاء اور فضلاء ہوچکے ہین اور اب بہی موجود ہین لیکن کسی سے منقول نہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف ثلاثہ مجہپر بہی صادق آتے ہین بے ادبی نہین تو اور کیا ہے سے ادب تا جیست از لطف الٰہی بدبنہ بر سر بر و بر ہر جا کہ خواہی۔ انکو علاوہ اوبہی آپکی تفسیر مین بہت غلطیین ہین چنانچہ سورہ احزاب کی آیت وامرءۃ مومنۃ ان وھبت نفسہا مین آپکی تفسیر سے خصوصیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت نہین ہوتی پس آپکی تفسیر سلف صالحین بلکہ خود نص قرآنی کے برخلاف ہو۔ (نمبر ۱۰۳ صفحہ ۵) **قولہ** انا اعطیناک الکوثر ای الامۃ الکثیرۃ کما فی قول الشاعر **اقول** مین کئی دفعہ کہہ چکا ہون کہ آپ بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کیون کرتے ہین حضرت صدیق اکبر فرماتے ہین ای ارض تقلنی وای سماء تظلنی اذا قلت فی القرآن برائی یعنے کونسی زمین ہے جو مجھکو اوٹہائیگی اور کونسا آسمان ہے جو مجہپر سایہ کریگا جبکہ مین قرآن کے معنی رائسے کرونگا۔ آپ کوثر کے معنے امت کثیرہ سے کرتے ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہر سے فرمائے ہیں صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپنے فرمایا نہر فی الجنۃ علیہ خیر کثیر ترد علیہ امتی یوم القیامۃ یعنے وہ نہر ہے بہشت مین الخ اس سے بڑھکر حدیث کی اور کیا مخالفت ہوگی تفسیر کبیر مین لکھا ہو وھو المشہور والمستفیض عند السلف والخلف روی انس عن النبی صلے اللہ علیہ وعلی الہ وسلم قال رایت نہرا فی الجنۃ حافتاہ قباب اللولوء المجوف فضربت بیدی الی مجری الماء فاذا انا بمسک اذفر فقلت ما ھذا قیل الکوثر الذی اعطاک اللہ الخ باوجودیکہ امام رازی ہر موقعہ پر لغوی معنے کو بیان کرتا ہے اور معقولی طرز کو اختیار کرتا ہے پہر بہی

تفسیر نبوی کو نہین چہوڑتا بلکہ سب سو پہلے ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کو دیکہیے کہ تفسیر
نبوی یعنے کوثر جو ایک نہر ہے سب سو پہلے ذکر کر گیا ہے آپکی طرح نہین کہ تفسیر نبوی کا نام تک
نہین لیا اور دعوے اہل حدیث ہونیکا کر رہے ہین۔ مین آپکو پہر یاد دلاتا ہون کہ یہ دورنگی
چہوڑ دو پکے اہل حدیث بن جاؤ ؎ دورنگی چہوڑ کر یک رنگ ہو جا۔ سراسر موم ہو
یا سنگ ہو جا۔ من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم + تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ مگیر۔ تفسیر
کبیر کی عبارتین اکثر موقعہ پر اسلیے لکہی ہین کہ آپ اکثر عوام کو کہتے ہین کہ جماعت غزنویہ یا کوئی
اور اہل علم میری تفسیر کو تفسیر کبیر کے مطابق مجہہ سے کراے میری تفسیر رازی کی تفسیر کے مطابق
ہے۔ اسلیے یہ عبارتین لکہہ کر عام مسلمانون کو مطلع کرتا ہون کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی تفسیر
نہ تو تفسیر کبیر کے موافق ہے اور نہ کسی اور اہل سنت کے تفسیر کو موافق ہے۔ اب اُن علماء
کرام کی خدمت مین جو مولوی ثناءاللہ کو اہل سنت جماعت سمجہتے ہین گذارش ہے کہ جس شخص
نے ایسی تحریف کلام الہی کی کی ہو اور تفسیر نبوی سے تفسیر لغوی کو مقدم سمجہتا ہو کیا وہ اہل
سنت کہلانیکا مستحق ہے۔ تفسیر مذکور کا اکثر حصہ ایسا ہی جو کسی طرح سے تفسیر نبوی کے مطابق
نہین ہو سکتا۔ مولوی ثناءاللہ کی تفسیر کو اون تفسیرون پر قیاس کرنا جو بعض تابعین سے
منقول ہے اور بظاہر حدیث کی مخالف معلوم ہوتی ہے قیاس مع الفارق ہے کیونکہ
اونکی تفسیر تفسیر نبوی کے مطابق ہو سکتی ہی لیکن تفسیر ثنائی کسی طرح سے تفسیر نبوی کے
موافق نہین ہو سکتی۔ پس اعیان قوم خصوصاً مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی اور
مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی اور مولوی محمد بشیر صاحب اور حافظ عبدالمنان صاحب
وزیرآبادی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور جناب مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری
اور مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری اور مولوی عبدالجبار صاحب امرتسری اور جناب والد
والد ماجد صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب دیناگری و دیگر عمائد اہل حدیث وغیرہ کی
خدمت مین اپیل ہے کہ آپ مولوی ثناءاللہ صاحب کی اردو اور عربی تفسیر اور ترک اسلام

اور مولوی [illegible] صاحب

اور آیات متشابہات اور الکلام المبین اور تقریر مندرجہ اجلاس ہم ندوۃ العلماء امرتسر کو غور
سے پڑہین اور پہر دیکہین کہ ثناء اللہ کا خیال اہل حدیث ہے یا موافق معتزلہ وجہیہ و وجودیہ
تفسیر اور ترک اسلام وغیرہ کے متعلق تو آپ نے میری اس ناچیز تحریر کو جو محض جسبتہ للہ
لکہی گئی ہے دیکہا ہی ہوگا اب مین چاہتا ہون کہ آپ لوگو پر وہ عبارت بہی ظاہر کرون
جس سے مولوی ثناء اللہ کا وجودی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک لوگ ایسی بہی تہے کہ
اونکو اس تعلق نے ایسا کچہہ حواس باختہ کر رکہا تہا کہ انکو دنیا بہر مین کوئی تعلق تو کیا کوئی چیز
وجود پذیر نظر نہ آتی تہی اسلئے وہ کہتے تہے ؎ لا ادم فی الکون ولا ابلیس۔ لا ملک سلیمان
ولا بلقیس + فالکل عبارۃ وانت المعنی۔ یا من ھو للقلوب مقناطیس۔ اس رباعی کا مطلب
کسی پنجابی اہل دل نے کیا ہی اچہا ادا کیا ہے ؎ دل بہی توئین تے دلبر بہی توئین دید
توئین دکہہ تیرا + نین پران حیاتی توئین اک حرف نہین وچہ میرا الخ صفحہ ۱۳۰ روداد اجلاس ہم یہہ عبارت صاف
تبلا رہی ہے کہ قائل اسکا وحدت وجودی ہے نہ اہل حدیث ایسی کلمات خلاف شرع
آپ سے پہلے بہی لوگون نے کہے ہوئے ہین اور اسلام کی صاف شیشہ کو توڑا ہے
وما ھی اول قارورۃ کسرت فی الاسلام لیکن اسلام اور بانی اسلام نے ایسے کلمات اور
اعتقاد سے چونکہ سخت منع کیا ہوا ہے لہذا اس سے اسلام کو کچہہ نقصان نہین پہونچا۔ الغرض
ان تمام باتون کو سوچتے ہوئے اور آیات کلام اللہ پر نظر کرتے ہوئے اور یاایھا الذین امنو
لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ۔ اور ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ
امرا ان یکون لھم الخیرۃ اور فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم اور وما
اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا وغیرہ کو پڑہتے ہوئے فیصلہ کرین کہ مولوی
ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ مین اہل حدیث ہون کیا درست ہے یا غلط باوجود اس تخالف صریح کے
اگر مولوی ثناء اللہ صاحب پہر بہی اہل حدیث کہلانیکے مستحق ہین اور انکو اہل حدیث کہنا درست
ہے تو بس اللہ اور باقی خیر سلا ؎ بس ہو چکی نماز مصلے اٹہائیے۔ بالاخر یہ بات بہی

ظاہر کر دیتا ہون کہ اربعین غزنویہ مین پچاسی علماء کی مواہیر جو درج تہین اور سب کی تحریر سے حد سنت تک یہہ نکلتا تہا کہ مولوی ثناء اللہ بباعث ایسی ناشائستہ تحریر کو دائرہ، اہل سنت سی خارج ہے اور اسکی ہر دو تفاسیر اور رسالہ ترک اسلام و آیات متشابہات قابل اعتبار نہین اور نہ اسکے لائق ہے کہ اونکو عام لوگ دیکہین اسپر ہمارے مفسر صاحب برفروختہ ہوئے اور اربعین کا جواب الکلام المبین لکہکر شائع کر دیا اسکے شائع ہونیسی پہلے اونہون نے ہاتہہ پاؤن بہت ہلائے کہ علماء غزنویہ اب میرے ساتہ فیصلہ کرلیوین اور ایک دو منصفون کا فیصلہ جو کچہہ ہو وہ مجھکو بہی منظور ہے چنانچہ اسی مضمون کا ایک اشتہار بہی دیدیا اسپر معزز محترم جناب مولانا مولوی عبدالجبار صاحب نے فرمایا کہ اربعین مین اور علماء کی مہرین بہی ثبت ہین مین اکیلا تو نہین ہون اگر وہ سب علماء جنکی اقوال اربعین کے پیچہے چہپے ہوئے ہین منصفانہ فیصلہ کو منظور کرین تو ہم بہی بخوشی منظور کرنیکو تیار ہین سب سی بذریعہ خطوط یا اور ذرائع سے دریافت کرلو کہ وہ کیا کہتے ہین - اونکی ایک حواری نے جب مجہسے دریافت کیا تو مین نے کہا کہ سنو میان صاحب اول تو اس سے غرض انکی یہ بہی معلوم ہوتی ہے کہ پہلی کارروائی سب ملیامیٹ ہو جائے اور وہ فتوے جو علماء نے لگایا ہے قابل اعتبار نہ سمجہا جائے اگر کچہہ اور غرض ہوتی تو پہلے علماء کی طرف رجوع کرتے۔ اور دویم یہ کہ یہ شرعی فیصلہ ہے نہ انگریزی جو ہمیشہ ردو بدل ہوتا رہتا ہے - مین نے جو کچہہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور انکی تفسیر کے متعلق لکہنا تہا وہ مین اربعین مین لکہہ چکا ہون اب مجھکو اور منصف کی کیا ضرورت ہے کیونکہ یقین تو یہہ ہے کہ جو کچہہ قلم سے نکلا بس وہ انشاء اللہ قرآن اور حدیث و آثار سلفیہ کی موافق ہوگا سب سے اول ہمنے بہت سمجہایا تہا کہ آپ تفسیر کی اصلاح کرین ۱۰ ماہ انتظار کیا کہ اب بہی مولوی صاحب اپنی غلطیون کا اشتہار دیدین لیکن مولوی صاحب نے ایک نہ سنے بلکہ بقول شخصے ملان ان باشد کہ چپ نشود رقعہ بازی اور اشتہا بازی کرتے رہے اور یہ نہ سمجہا کہ بڑے بڑے اکابرون سی غلطین

ہوتی رہی ہین اور وضوح حق کو بعد رجوع کرتے رہے ہین ایمہ اربعہ اور دیگر بزرگان دین
سے کئی ایسے واقعات منقول ہین اس سے انکی شان مین کچہ نقص واقع نہین ہوا اسی طرح
اگر مولوی ثناء اللہ بہی رجوع کر لیتے تو ہر دل عزیز اور سلف صالحین کا ایک نمونہ قرار
پاتے لیکن انکو تو یہ منظور نہ ہوا پس مولوی صاحب کی تفسیر اور دیگر رسالجات علانیہ زبان
حال سے کہہ رہی ہین کہ مولوی ثناء اللہ اہل سنت سے نہین ہے اس سے زیادہ مین مستقل
ایک رسالہ مین انشاء اللہ اونکا اہل سنت سے خارج ہونا بدلائل لکہونگا سو الحمد للہ آج
مین نے اوس وعدہ کو پورا کیا اور کل ایک سو سے زیادہ اغلاط اسی رسالہ مین لکہدئے
ہین انکو مشت نمونۂ خروارے کے طور پر سمجہو مین امید کرتا ہون کہ انکے علاوہ اور بہی
بہت جگہ اونکی تفسیر اور ترک اسلام غلط ہے چونکہ مفسر صاحب نے اپنی غلطیون کا الکلام
المبین مین کہین بہی اقرار نہین کیا بلکہ یہی جواب دیا کہ میری تفسیر صحیح ہے اربعین کے مصنف
و مفتیون نے جنہین مفسر صاحب کے اساتذہ ہندوستان و پنجاب بہی شامل ہین میری تفسیر
کو نہین سمجہا اور نہ انکو اسقدر لیاقت ہے کہ سمجہین ۔ اسلیے عوام مسلمانان خصوصا
جماعت اہل حدیث کو خبردار کرتا ہون کہ مفسر ثنائی صاحب بموجب فتوے اربعین نہ
اہل حدیث ہے اور نہ اس منصب جلیلہ کا مستحق ہے کہ اوسکو زمرہ اہل حدیث
مین شمار کیا جائے ۔ الکلام المبین مین لکہا ہے کہ امام بخاری کی بعض اساتذہ شیعہ تہے
تبلاؤ یہ کس اہل حدیث کا مذہب ہے ۔ اگر امام بخاری ایسا ہوتا تو آج اوسکی کتاب صحیح
بخاری کا یہ پایہ نہ ہوتا اور بعد کتاب اللہ کے اوسکا درجہ سب سے اول نہ ہوتا ۔ کسی اہل
بدعت کا قول کہین لکہا ہوا دیکہا ہے پس اسیکے موافق بیان بہی لکہدیا ۔ افسوس مقدمہ
فتح الباری ہی دیکہ لیا ہوتا ۔ کئی بیچارے ناخواندہ مسلمان انکی کتاب جواب اربعین
کو دیکہکر انگشت بدندان ہو رہے ہین کہ کئی علماء نے اوسکی موافقت بہی کی ہے اور اسکو
اہل سنت سے ہونا لکہا ہے تو جاننا چاہیے کہ کئی تو ایسے حضرات ہین کہ وہ اہل علم

مشاہیر سے نہین ہین اور کئی علماء نے اول اول اوسکی تفسیر طرفاً فاً دیکھکر اونکی حسن
ظنی پر کچھہ توافق ظاہر کیا تہا لیکن جب اونکو اربعین وغیرہ سے معلوم ہوا کہ یہ تفسیر اصول
تفسیر اور تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ کے مخالف ہی تو انہون نے رجوع کیا - اور ہماری مفسر
دیانتدار نے اونکے اقوال مرجوعہ علما کو اپنے فائدہ کے لئے الکلام المبین مین درج کردیا - مولوی صاحب نے
ایک اشتہار مین اسکا جواب لکہا ہے کہ مجھکو اونہون نے منع نہین کیا تہا - کہ ہماری تحریر دربارہ
تصدیق تفسیر شایع مت کرو - مین کہتا ہون کہ یہ تو عذر بدتر از گناہ ہے علماء نے آپکو منع
بہی کردیا تہا کہ ہماری تحریر اول مت شایع کرنا ہمکو تمہارے تفسیر کے تمام مواضع مین توافق
نہین ہے جیسا کہ مولوی **شمس الحق** صاحب ڈیانوی وغیرہ نے لکہا تہا - نیز آپکی دیانتداری
اور زہد بہی اس امر کا مقتضی تہا کہ آپ اونکو اقاویل کو الکلام المبین مین درج نہ کرتے
کیونکہ اربعین مین جب وہ آپکے موافق نہین ہین اور پہلی تحریرات کو اونکی دوسری
تحریر نے منسوخ کردیا تو صاف معلوم ہوا کہ وہ آپکے موافق نہین ہین پس ایسے علماء
کے اقوال کو درج کرنا اور عوام کو شبہہ مین ڈالدینا اہل حدیث کی شان نہین ہے - اور بعض
حضرات نے یکطرفہ کارروائی کی ہے ہمارے اس رسالہ کو سنکر پہر اگر مفسر صاحب کو اہل
حدیث لکہتی تو ہم سمجھتے کہ ہان انصاف کیا اسلئے اونپر تہا بیش قاضی ردی راضی آئی کی مثل
صادق آتی ہے اور اربعین مین صرف فتوے کے طور پر لکہا گیا ہے جس مین پوری
بات درج نہین ہوئی - ہمارے اس مضمون کی زیادہ توضیح مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی نے ایک رقعہ مین خوب کی ہے جو ہمارے نظر سے گذرا اور محبی مکرمی جناب شیخ
عبدالرحیم صاحب نومسلم کے یہان سے مجھکو ملا تہا - اور اب وہ طبع ہوکر شایع بہی ہو چکا
ہے - کئی دوست مجھسے کہتے ہین کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب سے نہین بولتے حالانکہ وہ کئی
دفعہ آپکی دوکان کے آگے سے گذرے ہین بلکہ ایک دو دفعہ انہون نے آپسے مصافحہ اور معانقہ
کرنا چاہا لیکن آپنے نہین کیا اور نہ انکے سلام کا جواب دیا اسکی کیا وجہ - سو اونکو جان لینا

چاہیئے کہ ایسے شخص سے جس کے بابت علماء کرام نے اربعین مین فتوے دیا ہے کہ وہ اہل سنت
نہین اور جس کے متعدد تصانیف سے ہم نے بہی ثابت کیا کہ وہ اکثر جگہ اہل بدعت معتزلہ
ونیچریہ کا توافق کرتا ہے پس ایسے شخص کی تعظیم اور تکریم شرعاً ممنوع ہے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنے
جس شخص نے اہل بدعت کی تعظیم وتوقیر کی پس تحقیق اوسنے اسلام کے گرانے پر اعانت کی
امام غزالی لکھتے ہین اما المبتدع الذی یدعوا الی البدعة ویزعم ان ما یدعوا الیہ حق
فھو سبب لغوایة الخلق فشرہ متعدی فالاستحباب فی اظہار بغضہ ومعاداتہ
والانقطاع عنہ وتحقیرہ والتشنیع علیہ ببدعتہ وتنفیر الناس عنہ اشد وان سلم
فی خلوة فلا باس برد جوابہ وان علمت ان الاعراض عنہ والسکوت عن جوابہ
یقبح فی نفسہ بدعتہ ویوثر فی زجرہ فترک الجواب اولی لان جواب السلام
وان کان واجبا فیسقط بادنی غرض فیہ مصلحة حتی لیسقط بکون الانسان
فی الحمام او فی قضاء حاجتہ وغرض الزجر اھم من ھذہ الاغراض وان
کان فی ملاء فترک الجواب اولی تنفیر اللناس عنہ وتقبیحا لبدعتہ فی اعینھم
وکذٰلک الاولی کف الاحسان الیہ والاعانة لہ لاسیما فیما یظہر للخلق قال
علیہ السلام من انتہر صاحب البدعة ملاء اللہ تعالی قلبہ امنا وایمانا
ومن اھان صاحب بدعة امنہ اللہ یوم الفزع الاکبر ومن الان لہ او
اکرمہ او لقیہ ببشر فقد استخف بما انزل اللہ تعالی علی محمد صلی اللہ
علیہ والہ وسلم یعنے اگر بدعتی کسی مجلس مین سلام کرے تو اوسکو جواب نہ دینا چاہیے
کیونکہ گو سلام کا جواب واجب ہے لیکن بعض موقع پر کسی مصلحت سے جواب ساقط
ہو جاتا ہے پس غرض جواب نہ دینے مین یہ ہے کہ لوگ اوس سے متنفر ہو جائین
اور انکی آنکھون مین بدعت قبیح اور برے دکہائی دے اسی طرح اوسکو مدد دینی اور اوس سے

احسان بہی منع ہے (یعنے چندہ اور دعوت اور کتب کی خریداری اور ہبہ وغیرہ) حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے صاحب بدعت کو زجر اور انکار کیا اللہ تعالیٰ اوسکے دلکو امن اور ایمان سے پر کردیگا اور جسنے اہل بدعت کا احترام کیا یا خندہ پیشانی سے ملا اوسنے خفت کی اوس چیز کی جو حضرت ؐ پر اتارا گیا (یعنی قرآن مجید) یہ ہے خلاصہ تحریر مذکور کا۔ پس اے دوستو میں نے بہی مولوی ثناء اللہ صاحب سے اسی لئے مکالمت اور سلام وغیرہ ترک کردیا ہے ہم تو حدیث پر عمل کرتے اور عزیزون کو اسی کی ترغیب دیتے ہیں جس کسی سے محبت رکہو تو الحب للہ والبغض للہ یعنے اللہ کے واسطے رکہو اور اگر بغض بہی رکہو تو اللہ کے واسطے رکہو۔ چونکہ سب سے اول مولوی ثناء اللہ صاحب کی جانب سے اسباب بغض اور قطعیت وصل پیدا ہوئے اور ہم بہت چاہتے رہے کہ مولوی صاحب ان اسباب کا جلد تدارک کریں تاکہ قطعیت اخوت دینی بڑہنے نہ جائے لیکن مولوی صاحب نے کچھہ غور نکیا۔ ا ا ریل وصالہ دیریل ھجری + فاترک ۱۱ اریل لما یریل۔ جسکا انجام یہ ہوا کہ ہمکو مستقل رسالہ اونکی تردید میں لکہنا پڑا۔ الغرض اب میں اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور تمام مسلمانون کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تا وقتیکہ تفسیر اور ترک اسلام اور آیات متشابہات کی غلطیون سے رجوع نکرے اور اپنی تفسیر کو مطابق تفسیر نبوی و اصحابہ کرام نکرے اہل حدیث نہیں اور نہ کوئی اوسکو اہل حدیث سمجہے اللہ تعالے سبکو راہ راست پر لاوے اور قرآن و حدیث پر عمل کرنیکی توفیق دے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علے المرسلین والحمد للہ رب العالمین

الراقم

حکیم ابو تراب محمد عبد الحق از امرتسر بازار صابونیان

اعلان۔ اگر مولوی ثناء اللہ اس رسالہ کا جواب خود دینگے تو انکو جواب دیا جاویگا ورنہ کسی دوسرے کو جواب نہ دیا جاویگا۔

التماس مصنف

برادران دینی کی خدمت مین گذارش ہی کہ جو کچہہ مین نے رسالہ الحق الیقین مین لکھا ہی محض ہمدردی اور خیر خواہی کے خیال سے لکھا ہی ورنہ مجھکو کیا ضرورت پڑی تھی کہ مین اپنے عزیز وقت کو اول لکھنے مین اور پہر چہپوانے مین صرف کرتا خصوصًا اوس حالت مین کہ جب مجھکو مشاغل ضروریہ معالجات مرضا اور تعلیم طلبا سے بہی فرصت کم ہو حضرت نے فرمایا کہ اگر تجھسے کسیکو ہدایت ہو جائے تو سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ مولوی صاحب میری اس جانکاہی اور جانفشانی کا جو انکے بچانیکے لیے مین نے کی ہے کیا شکریہ ادا کرتے ہین۔ کیا اس مقولہ پر عمل پزیر ہوتے ہین۔ مسلمان آن باشد کہ چپ نشود یا اس حدیث پر کاربند ہوکر الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم حیث وجدہا فہو احق بہا ایک مختصر سا اشتہار رجوع نامہ کا دیتے اور تفسیر اردو عربی و ترک اسلام و آیات متشابہات والکلام المبین کا فروخت کرنا بند کرتے اس رجوع کرنے اور اپنی غلطیون کے اقرار کرنے مین نہ تو مولوی صاحب کا کچھہ بگڑتا ہی اور نہ انکی کسر شان ہے کیونکہ بڑے بڑے اکابرون سے رجوع ثابت ہی حضرت علی رض سے ایک شخص نے سوال کیا آپنے کچھہ جواب دیا اوسنے کہا کہ یا امیر المومنین ایسا نہین آپنے فرمایا اصبت واخطات وفوق کل ذی علم علیم یعنے تو درست کہتا ہی اور مجھسے خطا ہو گئی۔ ہر ذی علم پر علم والا ہوتا ہی اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رض سے بہی رجوع ثابت ہی غرض انسان کو سہو لگا ہوا ہی لیکن اہل حق کا ہمیشہ شیوہ یہی چلا آیا ہی کہ اپنے غلطیون سے رجوع کرتے رہے ہین۔ لہذا ہمکو امید ہی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہی رجوع کرینگے پس اگر اونہون نے غلطیونکا اقرار کر لیا اور رجوع نامہ چہاپ کر مشتہر کر دیا تو ہم بہی اپنے اس رسالہ کے متعلق رجوع کا اشتہار دیدینگے اور اشاعت بند کر دینگے وان تعودوا نعد اور اگر نہ کیا تو پہر ہم ہین یا مولوی ثناء اللہ صاحب

ع یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید۔ یار زندہ صحبت باقی۔

الملتمس حکیم ابو تراب محمد عبد الحق

اشتہار واجب الاظہار

یون تو ہر شخص اپنی دکان اور اسباب کی تعریف کیا ہی کرتا ہی۔ کس نگوید کہ دوغ من ترش است۔ لیکن حقیقت مین وہی چیز اچھی ہو سکتی ہے جس کی تعریف مخالف بھی کرے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ہماری دوکان طبابت کو جاری ہوئے بفضل خدا عرصہ باران سال کا ہوا کہ ہزارہا مریضون کو ہمارے علاج سے شافی مطلق نے صحت بخشی بلکہ اکثر مریضون کو طاعون سے بھی جو کہ قریب المرگ تھے صحت ہوئی۔ چونکہ شہرت کا ذریعہ اس زمانہ مین اشتہار ہی ہے۔ جوہر در بستہ باشد چہ داند کسی + کہ جوہر فروش است یا پیلور۔ اور پبلک بھی ہماری کارروائی کو دیکھتی ہے لہذا ہم بذریعہ اشتہار ہذا کے پبلک کو مطلع کرتے ہین کہ ہمارے مطب مین ہر مرض کا علاج ہوتا ہے۔ غریبون اور امیرون کو مساوی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے بلکہ غربا کا زیادہ توجہ سے علاج ہوتا ہے اور اکثرون کو مفت دوا دیجاتی ہے۔ بڑی خوبی کی بات یہہ ہے کہ وقت کی کوئی خصوصیت نہین جب کوئی مریض آئے اسیوقت اوسکی بات کو توجہ سے سنا جاتا ہے اور بڑی غور سے دوائی دیجاتی ہی علاوہ امراض عامہ کے امراض مندرجہ ذیل کی دوا اعلی درجہ کی ہمارے یہان موجود ہی جس صاحب کو ضرورت ہو قیمت روانہ کردے دوا بھیجی جائیگی یا اونکی تحریر پر وی پی ہو سکتی ہے۔ آتشک عہ ۔ سوزاک ۱۲ ۔ نامردی عہ ۔ جلق عہ ۔ ضعف دماغ ۱۲ ۔ ضعف جگر ۱۲ ۔ استسقا لله ۔ کہانسی ۱۲ ۔ بواسیر لله ۔ پہوڑا ۱ ۔ جذام عہ ۔ خارش ۱۲ ۔ طاعون عہ ۔ اولاد کا نہ ہونا عہ ۔ تپ تلی عہ ۔ مرگی عہ ۔ درد کمر عہ ۔ جریان ۱۲ ۔ ضعف معدہ ۱۲ ۔ آنکہہ کا دکہنا ۱۵ ۔ سمبل عہ ۔ نزول الماء عہ ۔ ضعف بصر ۱۲ ۔ پہوڑا ۱۲ ۔ خناق ۱۲ ۔ جوڑیہ تپ ۱۲ ۔ خنازیر ۱۲ ۔ لقوہ عہ ۔ عرق النسا عہ ۔ خدر عشر عہ ۔ تپ دق عہ ۔ تپ لثقہ ۔ ضعف گردہ ضعف مثانہ ۔ پتہری ۔ گردہ و مثانہ عہ ۔ ذیابیطس لله ۔ اسکے علاوہ اور بیماریون کی دوا بھی مفید مل سکتی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

امرتسر بازار صابونیان حکیم ابو تراب محمد عبد الحق۔